ماہنامہ
جہد حق

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

Monthly JEHD-E-HAQ - October 2016 - Registered No. CPL-13

جلد نمبر 23...... شمارہ نمبر10 ......اکتوبر2016..... قیمت 5روپے

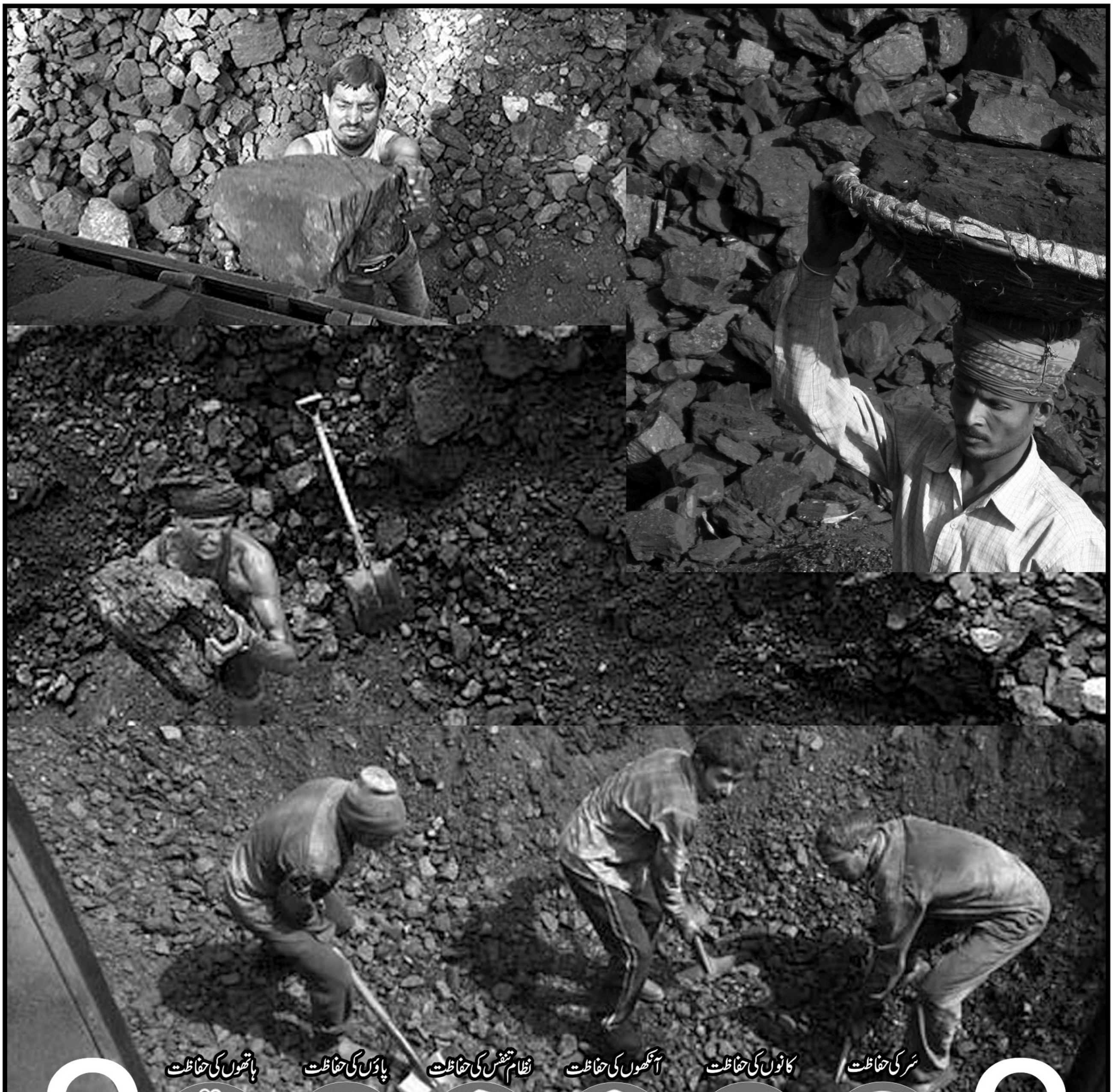

ایچ آر سی پی نے ''انسانت دوست اقدار کے فروغ اور انتہا پسندی کے خاتمے''
کے لیے پنجاب اور سندھ کے بعض مقامات پر دوروزہ تربیتی ورکشاپس منعقد کیں

20-21 اگست 2016: میر پور ساکرو

24-25 اگست 2016: سجاول

26-27 اگست 2016: خیر پور ناتھن شاہ

17-18 ستمبر 2016: ڈیرہ غازی خان

20-21 ستمبر 2016: جہانیاں

01اکتوبر 2016، کراچی: ایچ آر سی پی کی ایگزیکٹو کونسل کے اجلاس میں ملکی معاملات کا جائزہ لیا گیا

29-30 ستمبر 2016، کراچی: کان کنی، ماحولیات اور مزدوروں کے حقوق پر مشاورت

اکتوبر

یکم اکتوبر	معمر افراد کا عالمی دن
2 اکتوبر	عدم تشدد کا عالمی دن
5 اکتوبر	اساتذہ کا عالمی دن (یونیسکو)
6 اکتوبر (اکتوبر کا پہلا سوموار)	جائے پیدائش کا عالمی دن
9 اکتوبر	ڈاک کا عالمی دن
11 اکتوبر	بچیوں کا عالمی دن
13 اکتوبر	آفات میں کمی کا عالمی دن
15 اکتوبر	دیہی خواتین کا عالمی دن
16 اکتوبر	خوراک کا عالمی دن (ایف اے او)
17 اکتوبر	غربت کے خاتمے کا عالمی دن
24 اکتوبر	اقوام متحدہ کا دن
24 اکتوبر	ترقی سے متعلق معلومات کا عالمی دن
27 اکتوبر	سماعتی و بصری ورثے کا عالمی دن (یونیسکو)

10 ستمبر 2016:

''مکران میں روزگار کی صورتحال اور
اس کے اسباب و نتائج''
کے موضوع پر مشاورت کا انعقاد کیا گیا

جبری گمشدگیوں سے متعلق اقوام متحدہ کی سفارشات پر عملدرآمد کیا جائے

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ جبری یا غیر رضا کارانہ گمشدگیوں سے متعلق اقوام متحدہ کے ورکنگ گروپ کی سفارشات پر عملدرآمد کرے۔ کمیشن نے متعلقہ حکام سے یہ بھی مطالبہ کیا ہے کہ وہ ورکنگ گروپ کی جانب سے اقوام متحدہ کی انسانی حقوق کونسل کو پیش کی گئی تازہ ترین رپورٹ پر توجہ دیں۔

آج جاری ہونے والے بیان میں کمیشن نے کہا:

اقوام متحدہ کی انسانی حقوق کونسل کو پیش کی گئی تازہ ترین رپورٹ میں جبری یا غیر رضا کارانہ گمشدگیوں سے متعلق اقوام متحدہ کے ورکنگ گروپ نے ایک مرتبہ پھر اس بات پر افسوس کا اظہار کیا ہے کہ حکومت پاکستان نے ان سفارشات پر عملدرآمد نہیں کیا جو ورکنگ گروپ نے 2012ء میں ملک کے دورے کے بعد پیش کی تھیں۔

ان میں مندرجہ ذیل سفارشات شامل تھیں:

☆ جرم کی تعریف کی بنیاد پر جبری گمشدگی کو ضابطہ تعزیرات میں جرم قرار دیا جائے جیسا کہ جبری گمشدگیوں سے متعلق اقوام متحدہ کے معاہدے میں کہا گیا ہے۔

☆ جبری یا غیر رضا کارانہ گمشدگیوں سے متعلق تحقیقاتی کمیشن کے اراکین، عملے اور مالی وسائل میں اضافہ کرتے ہوئے اسے مضبوط بنایا جائے۔

☆ آزادی سے محروم کسی بھی شخص کو سرکاری طور پر منظور شدہ جگہ پر رکھا جائے۔

☆ انسانی حقوق کی پامالی کی صورت میں مشتبہ مجرموں کو معطل کیا جائے اور ان پر عام عدالت میں مقدمہ چلایا جائے۔

☆ جبری گمشدگی کے متاثرین کے خاندانوں کو مالی امداد فراہم کی جائے۔

☆ پاکستان کو تمام افراد کو جبری گمشدگیوں سے تحفظ فراہم کرنے کے معاہدے کی توثیق کرنی چاہیے۔

ورکنگ گروپ نے فروری 2016ء میں ''کیسز کی ایک بہت بڑی تعداد'' سے متعلق معلومات فراہم کرنے پر حکومت پاکستان کا شکریہ ادا کیا ہے جس سے ورکنگ گروپ کے ساتھ کام کرنے کے حوالے سے حکومتی عزم کا اظہار ہوتا ہے۔ گروپ نے اپنے 109ویں اجلاس میں حکومتی نمائندوں کے ساتھ ہونے والی ملاقات کو بھی ''مثبت'' قرار دیا۔

تاہم ورکنگ گروپ کو اس بات پر تشویش ہے کہ رپورٹنگ کے عرصے کے دوران اس نے اپنے فوری کارروائی کے طریقہ کار کے تحت حکومت کو **321** نئے کیسز ارسال کیے جن کی ایک بڑی تعداد کا تعلق ان افراد سے تھا جنہیں صوبہ سندھ سے اغواء کیا گیا اور جن کا تعلق متحدہ قومی موومنٹ سے تھا۔ ورکنگ گروپ اس بات کو پھر سے دہراتا ہے کہ جیسا کہ اعلامیے کی دفعہ **7** میں کہا گیا ہے، کسی بھی قسم کے حالات کو جبری گمشدگی کا جواز نہیں بنایا جا سکتا، اور یہ کہ ایسے شخص کے خاندان کے اراکین، اس کے وکیل یا کسی اور شخص کو جو ان معلومات میں جائز مفاد رکھتا ہو، فوری طور پر ایسے شخص کی حراست کے مقام یا مقامات، بشمول منتقلی سے متعلق درست معلومات فراہم کی جائیں گی (اعلامیے کی دفعہ **(10(2)**)۔

ورکنگ گروپ نے پاکستان سے متعلق اپنے مشاہدات میں کہا: ''ورکنگ گروپ ایک مرتبہ پھر اس بات پر افسوس کا اظہار کرتا ہے کہ حکومت نے عمومی الزامات میں تحفظ پاکستان ایکٹ سے متعلق بیان کردہ تحفظات کا جواب نہیں دیا جن کا اظہار اس نے 20 نومبر 2015ء کو کیا تھا۔

ورکنگ گروپ اس پورے عمل کے دوران تعاون کرنے پر حکومت پاکستان کا شکریہ ادا کرتا ہے، لیکن یہ اس امر پر افسوس کا اظہار کرتا ہے کہ پاکستان سے متعلق رپورٹ میں پیش کی گئیں زیادہ تر سفارشات پر عملدرآمد نہیں کیا گیا۔ ورکنگ گروپ امید کرتا ہے کہ اس کی سفارشات پر باقاعدہ اور فوری عملدرآمد کیا جائے گا۔

1980 میں اپنے قیام سے لے کر اب تک ورکنگ گروپ نے 107 ریاستوں کو کل 55,273 کیسز بھجوائے ہیں۔ 18 مئی 2016 کو 91 ریاستوں میں ایسے کیسز کی تعداد 44,159 تھی جن کا گہرائی سے جائزہ لیا جا رہا تھا۔

حالیہ رپورٹ میں 16 مئی 2015 سے 18 مئی 2016 تک ورکنگ گروپ کی جانب سے کی گئی سرگرمیاں،

فہرست

ایچ آر سی پی کی جاری کردہ پریس ریلیز	5
کیا ہمیں کشمیر کے متعلق اپنی پالیسی کا ازسرِ نو جائزہ لینے کی ضرورت ہے؟	8
جبری گمشدگی کے شکار افراد سے یک جہتی	9
خودکشی سے بچاؤ کا عالمی دن اور گلگت بلتستان	10
گرجا گھر پر بم حملہ اور چترال کے کلاش قبیلے کے لوگوں کو دھمکائے جانے کے حوالے سے سپریم کورٹ کا نوٹس	11
پسند کی شادی کرنے پر نوجوان لڑکا قتل	20
چائلڈ لیبر سے متعلق ایک ناقص قانون	21
فاٹا اصلاحات: منصوبہ بندی اور خطرات	23
انتہاپسندی کی روک تھام اور رواداری کے فروغ کے لیے منعقدہ تربیتی ورکشاپس کی رپورٹس	25
جنسی تشدد کے واقعات	30
عورتیں	33
تعلیم	35
بچے	36
صحت	37
خودکشی کے واقعات	39
اقدام خودکشی	44
جہد حق پڑھنے والوں کے خطوط	52

مراسلے اور ایسے کیسز شامل ہیں جن کا جائزہ لیا گیا تھا۔

زیر نظر عرصے کے دوران، پاکستان سمیت کئی حکومتوں کے نمائندے ورکنگ گروپ کے اجلاسوں میں شریک ہوئے۔ علاوہ ازیں، برونڈی، مصر، جاپان، مالدیپ، مراکش، سوڈان اور یوکرین کی حکومتیں شامل تھیں۔

رپورٹنگ کے عرصے کے دوران، ورکنگ گروپ نے 37 ریاستوں کو 766 نئے کیسز منتقل کیے۔ ان میں سے 463 کیسز 20 ریاستوں کو فوری اقدام کے طریقہ کار کے تحت بھیجے گئے تھے۔

ورکنگ گروپ نے 17 ریاستوں سے متعلق 161 کیسز نبٹائے۔ ان 161 کیسز میں سے 67 کو حکومتوں کی طرف سے فراہم کردہ معلومات جبکہ 94 کو ذرائع کی فراہم کردہ معلومات کی بنیاد پر نبٹایا گیا تھا۔

پاکستان اُن ممالک میں شامل ہے جنہیں ورکنگ گروپ نے انسانی حقوق کے محافظین اور گمشدہ افراد کے اہل خانہ کو ہراساں کرنے اور/یا انہیں دھمکیاں دینے کے الزامات پر فوری کارروائی کرنے کی درخواست کی۔ دیگر ممالک میں بنگلہ دیش، سنٹرل افریقن ریپبلک، چین، کولمبیا، کانگو، گوئٹے مالا، ہندوستان، عراق، میکسیکو، سربیا اور وینزویلا شامل تھے۔

پاکستان اُن سات ممالک میں بھی شامل تھا جنہیں ورکنگ گروپ نے گمشدگیوں کے اعلامیے کے نفاذ سے متعلقہ رکاوٹوں کے عمومی الزامات بھی منتقل کیے تھے۔ دیگر ممالک میں بنگلہ دیش، کیمرون، کولمبیا، مصر، کینیا اور یوراگوئے شامل تھے۔

ورکنگ گروپ نے دو ایسے افراد سے متعلق فوری اپیلیں بھی ارسال کی تھیں جنہیں ایتھوپیا اور عراق میں گرفتار کیا گیا، زیر حراست لیا گیا یا انہیں اُن کی آزادی سے محروم کیا گیا تھا یا جنہیں جبری طور پر گمشدہ کیا گیا تھا یا وہ جبری گمشدگی کے خطرے سے دوچار تھے۔

ورکنگ گروپ نے جمہوری ریپبلک کانگو، گیمبیا، گوئٹے مالا، اٹلی، مراکو، پاکستان، پرتگال اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی حکومتوں کو جبری گمشدگی سے متعلق معاملات کے بارے میں آٹھ خطوط ارسال کیے تھے۔

ورکنگ گروپ نے اس امر پر تشویش کا اظہار کیا ہے کہ جبری گمشدگی کے واقعات میں دنیا بھر میں اضافہ ہو رہا ہے; اور ان کے پس پشت یہ باطل اور خطرناک سوچ کارفرما ہے کہ جبری گمشدگیاں قومی سلامتی کے تحفظ اور دہشت گردی یا منظّم جرم سے نبٹنے کا کارآمد ذریعہ ہیں۔ اس افسوسناک حقیقت کی عکاسی اس چیز سے بھی ہوئی ہے کہ ورکنگ گروپ نے رپورٹنگ کے عرصے کے دوران 37 ریاستوں کو گمشدگی کے 766 کیسز ارسال کیے۔ گروپ نے ان میں سے 483 میں فوری کارروائی کا طریقہ کار استعمال کیا جو کہ ورکنگ گروپ کی رپورٹ کے اجراء سے تین ماہ قبل پیش آئے تھے۔ رپورٹنگ کے عرصے کے دوران فوری کارروائی سے متعلقہ ارسال کردہ اپیلوں کی تعداد گزشتہ برس کی سالانہ رپورٹ میں درج ایسی اپیلوں سے تین گنا سے بھی زیادہ ہے۔ یہ انتہائی تشویشناک امر ہے۔''

ورکنگ گروپ نے مزید کہا: ''رپورٹنگ کے عرصے کے دوران مصر اور پاکستان کو ارسال کردہ فوری کارروائی کی اپیلیں لمحہ فکریہ ہیں۔ ورکنگ گروپ نے اس امر کو قابل تحسین قرار دیا کہ دونوں حکومتوں نے ورکنگ گروپ کے ساتھ بامعنی مذاکرات کیے تھے اور گروپ کے ساتھ تعاون کیا تھا اور اُسے کیسز سے متعلقہ معلومات بھی فراہم کی تھیں۔

گروپ نے اپنی رپورٹ کے اختتام میں کہا ''جن ریاستوں نے ابھی تک 'تمام افراد کو جبری گمشدگی سے تحفظ فراہم کرنے کے عالمی میثاق' پر دستخط نہیں کیے اور یا توثیق نہیں کی، اُن سے ایک بار پھر مطالبہ کیا جاتا ہے کہ جتنا جلد ممکن ہو سکے میثاق پر دستخط اور/یا اُس کی توثیق کریں۔ اُن سے یہ مطالبہ بھی کیا جاتا ہے کہ کمیٹی برائے جبری گمشدگان کو میثاق کی دفعہ 31 کے تحت انفرادی کیسز جبکہ دفعہ 32 کے تحت ریاستوں کے مابین شکایات وصول کرنے کا جو اختیار حاصل ہے، اُسے بھی تسلیم کریں۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 15 ستمبر 2016]

کان کنی کے شعبہ میں کام کرنے والے مزدوروں کے حقوق کی طرف توجہ دی جائے

پاکستان کے تمام علاقوں میں کان کنی کی صنعت کو باضابطہ بنانے کی اشد ضرورت ہے تاکہ کان کنوں کی زندگیوں کو درپیش خطرات پر قابو پایا جا سکے ماحولیاتی آلودگی کو کم کیا جا سکے اور کان کنی سے متعلقہ نقل مکانی اور اس کے اثرات کو روکا جا سکے۔ اس متفقہ رائے کا اظہار کان کنی کے شعبہ سے متعلقہ تحفظات پر منعقد ہونے والی دوروزہ قومی مشاورت کے شرکاء نے کیا جس کا اہتمام پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے کیا تھا۔

کان کنی، ماحول اور مزدوروں کے حقوق پر ایچ آر سی پی کی منعقد کردہ قومی مشاورت میں گلگت بلتستان اور وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقہ جات (فاٹا) سمیت تمام صوبوں سے تعلق رکھنے والے افراد شریک تھے۔ شعبہ تعلیم، سول سوسائٹی، قانونی برادری، ذرائع ابلاغ کے نمائندگان اور سماجی کارکنان مشاورت میں شریک تھے۔ شرکاء نے ان قانونی دفعات کے نفاذ کو یقینی بنانے میں حکام کی ناکامی پر افسوس کا اظہار کیا جن سے کان کنوں کی زندگیوں اور حقوق کو تحفظ مل سکتا تھا اور کان کنی کی بے ضابطہ سرگرمیوں کی بدولت ماحول کو پہنچنے والے نقصانات سے بھی بچا جا سکتا تھا۔

مشاورت میں تھر کوئلہ پراجیکٹ کا تفصیلی جائزہ لیا گیا اور شرکاء کا خیال تھا کہ منصوبہ سازی اور مشاورتی عمل کے دوران متعدد اہم پہلو نظر انداز کئے گئے ہیں۔ چنانچہ، انہوں نے تمام متعلقہ فریقین پر مشتمل مشاورتی اجلاس منعقد کروانے کا مطالبہ کیا تا کہ آبادی میں ہونے والی تبدیلیوں اور نتیجتاً تھر کی قابل کاشت زمین اور چراگاہوں کے ضیاع کو روکا جا سکے، مزید براں اس پراجیکٹ کے بارے میں مقامی لوگوں کے خدشات کا ازالہ کیا جا سکے۔

مقررین کا خیال تھا کہ کان کنی میں ایک صنعتی شعبے کی حیثیت سے کان کنی میں مستحکم معاشی ترقی اور روزگار کے پائیدار مواقع فراہم کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ تاہم، قابل نفاذ ریگولیٹری نظام، اس کے نفاذ، اور خلاف ورزی کی صورت میں سزاؤں کے فقدان کے حوالے سے متعدد اصلاحات کی ضرورت ہے۔

شرکاء نے اس بات پر زور دیا کہ اس مقصد کے حصول کے لیے صنعت میں کام کرنے والے مزدوروں

کی تعداد کے درست تعین کی خاطر جامع سروے کروایا جائے جس کی بنیاد پر ان کی زندگی وحقوق کے تحفظ کے لیے پالیسی تشکیل دی جائے جس کی اشد ضرورت محسوس کی جارہی ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ کان کنی کی افرادی قوت شدید عدم تحفظ کا شکار ہے کیونکہ زیادہ تر مزدور موسمی اور خانہ بدوش نوعیت کے ہوتے ہیں اور مالکان پر کسی قسم کی کوئی پابندی عائد نہیں کہ وہ اپنے منافع کا کچھ حصہ مزدوروں کے تحفظ کے لیے مختص کریں۔ شرکاء نے کہا کہ کانوں میں کام کرنے والے لوگوں کی صحت وزندگی کو درپیش خطرات کا ازالہ کرنا، مزدوروں کو کم ازکم موجودہ قوانین میں فراہم فوائد اور منصفانہ معاوضے کی ادائیگی کو یقینی بنانا اور معذوری کی صورت میں ان کو مناسب مالی معاوضے کی فراہمی نہایت ضروری ہے۔

فاٹا اور گلگت بلتستان میں ان مشکلات نے زیادہ گھمبیر صورت حال اختیار کی ہوئی ہے کیونکہ یہ دونوں علاقے نہ صرف قومی دھارے سے باہر ہیں بلکہ دیگر علاقوں کے مزدوروں کو دستیاب آئینی ضمانتوں، چاہے وہ کاغذ کی سطح پر ہی دستیاب ہیں، سے بھی محروم ہیں۔ مزدوروں کے قومی سطح پر تنظیم سازی کے حق پر اٹھارہویں ترمیم کے اثرات کو بھی ایک سنگین مسئلہ قرار دیا گیا۔ شرکاء کا یہ بھی مطالبہ تھا کہ ملک بھر میں کم ازکم قانونی معیار میں یکسانیت لائی جائے اور مزدوروں وصنعت سے متعلقہ قوانین کو ٹھوس اور مربوط حالت میں لایا جائے۔

اسی طرح کان کنی کے ماحولیاتی اثرات کو سمجھنا اور انہیں کم کرنا بھی ضروری ہے۔ اردگرد کے علاقوں پر کان کنی کے اثرات اور کانوں کی بندش کے بعد علاقوں کی بحالی کو باضابطہ بنانے کی ضرورت ہے۔ منصوبہ بندی کے عمل اور کانوں کو ٹھیکے پر دینے کے دوران نکالے جانے والے وسائل کی موزونیت، استعمال کی جانے والی ٹیکنالوجی، اور ضیاع اور تحفظ جیسے اہم پہلوؤں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

شرکاء نے اس بات پر زور دیا کہ اس وقت تمام نظریں سی پیک پر لگی ہوئی ہیں جو ایک بڑی معاشی تبدیلی لاسکتا ہے تاہم پاکستان میں جن معدنی وسائل اور قیمتی پتھروں کے وسائل وافر مقدار میں موجود ہیں اگر انہیں مناسب طریقے سے نکالا جائے اور کان کنوں کی فلاح کو یقینی بنایا جائے تو اس سے ملک کی معاشی تقدیر بدل سکتی ہے۔

مشاورت اس اتفاق رائے کے ساتھ ختم ہوئی کہ مندرجہ ذیل سفارشات پر عملدرآمد کیا جانا ضروری ہے:

☆ کان کنی کے شعبے میں محنت کشوں کی اصل تعداد کا فوری طور پر تخمینہ لگایا جائے اور ان کی رجسٹریشن کی جائے۔

☆ ملک بھر میں انضباطی نظام کا دائرہ اس صنعت اور چھوٹے درجے کی کان کنی سے وابستہ ملازمین تک وسیع کیا جائے اور اس کا موثر طور پر نفاذ کیا جائے۔

☆ کان کنی کے شعبے میں معاوضہ اور فوائد کام کے حوالے سے پیش آنے والی مشکلات اور خطرات کی مناسبت سے مقرر کیے جائیں اور اسی طرح ان خطرات کو باقاعدہ طور پر کم کرنے کے لیے مزدوروں کی مشاورت سے معنی خیز اقدامات کیے جائیں۔

☆ سرکاری معائنے اور انضباطی کردار کو مستحکم کرنے اور بہتر شفافیت، جوابدہی اور معلومات کی باقاعدگی سے فراہمی کو یقینی بنانے کی ضرورت ہے۔

☆ کان کے مالکان / آپریٹروں کی جانب سے مقررہ معیارات پر عملدرآمد میں ناکامی یا دیگر جرائم پر عائد موجودہ سزاؤں کو مزید سخت بنایا جائے تاکہ ان جرائم کو دوبارہ وقوع پذیر ہونے سے روکا جاسکے۔

☆ ماحولیاتی اثرات کا آزادانہ اور شفاف طریقے سے تخمینہ لگایا جائے اور خلاف ورزی پر سزائیں دی جائیں۔

☆ اہم وسائل، خاص طور پر پانی کے تحفظ اور ان کی ری سائیکلنگ لازمی قرار دی جائے اور اس پر عملدرآمد بھی کرایا جائے۔

☆ آبادیوں کی بے دخلی کو کم سے کم کیا جائے اور انہیں محض زمین کی قیمت ہی ادا نہ کی جائے بلکہ انہیں مناسب معاوضہ دیا جائے تاکہ انہیں مالی نقصانات سے بچایا جاسکے۔

☆ اس بات کا خیال رکھا جائے کہ کان کنی سے متعلق سرگرمیوں سے آثار قدیمہ اور ثقافتی ورثے کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 30 ستمبر 2016]

جہد حق پڑھنے والے توجہ کریں

☜ آپ نے اس شمارہ کا مطالعہ کیا جو خامیاں / کمزوریاں آپ کو نظر آئی ہوں۔ ان کی نشاندہی خط کے ذریعے سے کیجئے۔

☜ آپ بھی اپنے علاقے میں ہونے والی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی رپورٹ / اطلاع ہمیں اس رسالہ میں چھپنے والا رپورٹ فارم پُر کرکے بذریعہ ڈاک روانہ کرسکتے ہیں۔ حقائق اچھی طرح سے تصدیق کرکے لکھیں۔

☜ ہر شمارہ کی قیمت مبلغ =/5 روپیہ ہے

☜ سالانہ خریداروں کے لیے =/50 روپیہ ایسے خریدار پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (Human Rights Commission of Pakistan) کے نام صرف =/Rs.50 کا منی آرڈر یا ڈرافٹ (چیک قبول نہیں کیا جائے گا) ہمارے ہیڈ آفس کے پتہ پر روانہ کریں۔ پتہ یہ ہے:

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

''ایوان جمہور'' 107 - ٹیپو بلاک،

نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

HRCP کارکن متوجہ ہوں

''جہد حق'' کے لیے رپورٹ فارم کے مطابق کوائف پر مبنی رپورٹیں، خبریں، تصاویر اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں سے متعلق دیگر مواد مہینے کے تیسرے ہفتہ تک پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے مرکزی دفتر میں پہنچ جانا چاہیے تاکہ یہ اگلے شمارے میں شائع کیا جاسکے۔

جہد حق کا تازہ شمارہ اور پچھلے شمارے اب ویب سائٹ پر بھی موجود ہیں۔ پتہ:

www.hrcp-web.org

کیا ہمیں کشمیر کے متعلق اپنی پالیسی کا ازسرِنو جائزہ لینے کی ضرورت ہے؟

آئی۔اے۔رحمٰن

کشمیری عوام اس وقت جس تکلیف دہ صورت حال اور آزمائش سے گزر رہے ہیں، اس کے بارے میں وزیراعظم نواز شریف نے پوری دنیا کو آگاہی دینے کے لیے تمام ممکنہ ذرائع کو استعمال کیا ہے۔ انہوں نے اور ان کے ساتھ جانے والے بڑے وفد کے ارکان نیو یارک میں جس کسی اہم فرد سے ملے، اس کو مقبوضہ کشمیر کے حالات کے بارے میں بتایا۔ دیکھا جائے تو کشمیر مشن کے بارے میں ہمارے میڈیا نے جس قوت، ہمت اور دم خم کے ساتھ کشمیر کے مشن کو آگے بڑھایا، وہ اپنی جگہ بہت متاثر کن تھا، حالانکہ امریکی وزیر خارجہ جان کیری کے ساتھ ملاقات کے حوالے سے پریس ریلیز تیار کرتے ہوئے ایک چُوک ہوگئی تھی۔ اس کے باوجود پاکستان کے دشمنوں کی طرف سے اُڑی کے بھارتی فوجی کیمپ پر حملہ کے حوالے سے پاکستان کے ملوث ہونے کے پراپیگنڈے کے تاثر کو زائل کرنے کے حوالے سے پاکستانی وفد کی کوششیں متاثر کن رہیں۔

لیکن سوال یہ ہے کہ کیا دنیا ہماری بات سن رہی تھی؟

اس سوال کو نظر انداز اس لیے نہیں کیا جا سکتا کہ اور باتوں کے علاوہ ایک بات یہ بھی ہے کہ عالمی برادری نے کچھ برس پہلے کشمیر کے مسئلہ کو اپنی دلچسپی اور تشویش والی فہرست سے خارج کر دیا ہے۔ بہرحال جموں و کشمیر کے کسی ایک حصے میں ہونے والے جبر وستم کے شکار لوگوں کے ساتھ ہمدردی کی کچھ آوازیں اِدھر اُدھر سے آتی ہیں تو احساس ہوتا ہے کہ بھارت اور پاکستان دونوں کو یہ مسئلہ ابھی طے کرنا ہے۔ برسوں پہلے بھارت اور پاکستان کے دوستوں نے اور کشمیر کے لوگوں نے بھی گفت وشنید کے ذریعے مسئلہ کے حل ہی پر زور دیا ہے اور اس کے علاوہ کوئی اور حل تجویز نہیں کیا۔ پاکستانی انتظامیہ اس روائتی نکتہ نظر پر اڑی ہوئی ہے کہ وادیٔ کشمیر میں بڑے پیمانے کی بدنظمی اور انتشار، انسانی حقوق کی مکمل خلاف ورزیاں یا عوامی بغاوت ہی دنیا کو مجبور کرسکتی ہے کہ وہ مداخلت کرے اور کشمیریوں کو ان کے حقوق حاصل کرنے میں مدد دے۔ اس نظریے پر کئی بار عمل کیا گیا لیکن اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اب مستقبل میں کیا ہوگا، اس بارے میں کچھ کہا نہیں جا سکتا، لیکن سیاسی حقیقت تو یہ ہے کہ مسئلہ کے حل میں بین الاقوامی کمیونٹی کی مداخلت فائدہ مند نہیں ہوگی۔ اب ایک ہی طریقہ ہے جس کے ذریعے کشمیر کے مسئلہ کو حل کرنے کا امکان ہے اور وہ راستہ گفت وشنید کا ہے اور پاکستان کو اس سمت میں کوشش کرنے کو ترجیح دینی چاہیے۔ بھارت نے اس تجویز کا جنونی انداز میں تاخیر کے ساتھ حیلے بہانے والا جواب دیا ہے جو یقینی طور پر حیران کن نہیں ہے۔

بھارتی مقبوضہ کشمیر میں انسانی حقوق کی شدید خلاف ورزیوں اور لوگوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کو نئی دہلی حق بجانب قرار دیتے ہوئے یہ استدلال پیش کرتی ہے کہ وہ وادی میں اضطراب اور ہلچل کو امتناع کی حد تک مہنگا کرسکتی ہے۔ وہ یہ بھی دعویٰ کرتی ہے کہ اس کے پاس وہ وسائل موجود ہیں جو کشمیر میں کیے جانے والے آپریشن پر اُٹھنے والے اخراجات کو اپنے اندر جذب کر لیں گے۔ نو آبادیاتی حکمرانوں کے تیار کردہ طریقۂ کار سے حاصل کیے جانے والے سبق پر عمل درآمد سے بھارت (یا پاکستان) کو کچھ زیادہ فائدہ نہیں ہوگا۔ آزادی کو ستر برس گزر چکے لیکن تاحال اس طریقۂ کار پر عمل کرنے سے دونوں میں سے کسی ملک کو کچھ حاصل نہیں ہوا۔

بھارت کو جس بات پر غور کرنے کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ آنے والے دنوں میں اس کی پالیسیوں پر عمل درآمد کی اس کو کیا قیمت چکانی پڑے گی۔ بھارتی حکومت اپنے عوام سے کہہ رہی ہے کہ وہ اپنے ملک کی عزت، اس کی قوت یا خودنمائی کی خاطر امن اور خوشحالی

اس انتظار میں رہنے کی بجائے کہ دنیا ہمیں بچانے کے لیے آئے گی، ہمیں اُس دلدل سے نکلنے کے لیے خود کو باہر کھینچنا ہوگا جس کو ہم نے مذہبی تعصب اور عقل دشمن تشدد کے عفریت کو اپنی سیاست میں متعارف کروا کر پیدا کیا ہے۔ یہیں سے دوبارہ غور وفکر کا تمام تر عمل شروع کیا جانا چاہیے۔

کے حوالے سے اپنے حقوق کی قربانی دیں۔ بھارت۔ پاکستان کے درمیان محاذ آرائی کی بھاری قیمت پورے جنوبی ایشیا کو ادا کرنی پڑ رہی ہے۔ غیر ذمہ دار اکڑ بازوں اور جنگجویانہ ذہنیت کے حامل وطن پرستوں کی طرف سے نفرت کی جو مہم شروع کی گئی ہے، اس سے بھارت کے داناؤں اور درویشوں کی انتہائی قیمتی میراث کی تباہی کا خطرہ پیدا ہوگیا ہے۔ اس کے علاوہ عدم تشدد کے بُھلا دیئے گئے مسلک کے مکمل خاتمے کا خدشہ بھی پیدا ہوگیا ہے۔ پھر سب سے اہم بات یہ کہ بھارت اس امکان کو نظر انداز کر رہا ہے کہ پاکستان، بھارت کو قوموں کی برادری میں اس کا جائز مقام دلوانے کی مخالفت کرنے کی بجائے مفاہمانہ روّیہ اختیار کرسکتا ہے۔ پاکستان کے ساتھ مذاکرات سے گریز کرنے کے لیے بھارت جو بہانے بناتا ہے، اس کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ تمسخرانہ انداز اور تضحیک آمیز مایوسی کے ساتھ سوال کیا جاتا ہے کہ بھارت پاکستان میں کس کے ساتھ بات کرے۔ مسٹر نہرو نے پچاس سال پہلے یہ بات کہی تھی تو وہ اس وقت بھی نامناسب تھی اور آج جب یہ مسٹر مودی کی زبان سے پھسلتی ہے تو وہ بھی اتنی ہی نامناسب ہے۔ اس حقارت آمیز انداز کا مطلب یہ ہے کہ بھارت میں اختیار کے منبع کے بارے میں سب کو معلوم ہے اور ایک نسبتاً کم مقدم وزیر دفاع افواج کے سربراہ کو ملازمت سے برطرف کرسکتا ہے جبکہ پاکستان میں حکومت، چاہے وہ پارلیمنٹ میں اکثریت ہی کیوں نہ رکھتی ہو، اگر ایسا اقدام کرے تو فوج اس قسم کے حکم کو مسترد کردیتی ہے یا اس کو ویٹو کردیتی ہے۔

یہ سادہ پُرکار کلیہ سازی ہمیشہ مؤثر نہیں ہوتی لیکن چلیے یہ تصور کر لیتے ہیں کہ پاکستان میں اختیاراتی ڈھانچہ ایسا ہی ہے تو اس کا ناگزیر نتیجہ یہی نکلے گا کہ بھارت کا اس دلیل پر انحصار درحقیقت اس کا ثبوت ہے کہ وہ اس بات کو اہمیت نہیں دیتا کہ پاکستان کی منتخب حکومت اپنے عوام کے لیے کچھ کرنے کی اہلیت رکھتی ہے۔ بھارتی سیاستدانوں کے لیے یہ سمجھ لینا مشکل نہیں ہونا چاہیے کہ ایک جمہوری، غیر مذہبی پاکستان ہمسایے سے بہتر اور کیا ہوسکتا ہے اور پاکستان کے لیے بھی اس سے بہتر کیا ہوسکتا ہے کہ ایک سیکولر، جمہوری بھارت اس کا ہمسایہ ہے۔

پاکستان اگر بھارت کے ساتھ اپنے اختلافات پرامن اور بلا روک ٹوک مذاکرات کے ذریعے ختم کرنے کا خواہش مند ہے تو پھر اس کو تمام ممکنہ ذرائع کو استعمال میں لانا ہوگا۔ اس مقصد کے لیے پاکستان کو بے کار اور بے سود مذہبی گروہ بندیوں یا سات سمندر پار کی مطلب پرست بڑی طاقتوں کی بجائے اپنے قریب ترین ہمسائے کی نیک خواہی کی خواہش کرنی چاہیے۔ یہ استدلال صرف پاکستان کے لیے ہی نہیں بلکہ بھارت کے لیے بھی ہے۔ دیوار پر لکھا بالکل واضح ہے۔ بھارت اور پاکستان دونوں کو اپنے ضمیر کو جھنجھوڑنا چاہیے اور خود سے سوال کرنا چاہیے کہ وہ کشمیر کے پھولوں کا خون کب تک سڑکوں پر گرتا دیکھنا چاہتے ہیں یا وہ جبری گمشدگیوں کی فہرست کو اور کتنا طویل دیکھنا چاہیں گے۔ کیا محض اپنی محاذ آرائی کو جاری رکھنے کی خاطر!

اور کیا دوبارہ سوچ بچار صرف کشمیر تک محدود رہنی چاہیے؟

ابھی پچھلے دنوں سفارتکاری کے چار ریٹائرڈ ماہرین نے کہا اور صحیح کہا کہ کشمیر اور واشنگٹن کے بارے میں اسلام آباد کے روّیے پر نظرثانی کی جائے۔ شاید پاکستانی عوام کی ناآسودگیوں اور پریشانیوں کے پیالے کو کچھ مزید بھرنے کی ضرورت ہے تاکہ نیک دل شہری اس قابل ہوسکیں کہ بھارت کے خلاف مخاصمت کی پالیسی پر نظرثانی کرنے کا مطالبہ کریں۔ اس لیے کہ یہ مخاصمت دن بدن بہت مہنگی اور بے مقصد ہوتی جارہی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ مودی کی اس دھمکی کے حوالے سے بحث مباحثہ میں الجھا جائے کہ وہ پاکستان کو تنہائی کا شکار کردے گا۔ اگر ہم خود تنہائی کا شکار نہ ہوں تو کوئی اور ہمیں تنہائی کا شکار کیسے کرسکتا ہے؟ اسلام آباد کو جس بات کی پریشانی ہونی چاہیے وہ یہ حقیقت ہے کہ بین الاقوامی رائے عامہ کا معاملات کو سدھانے کی پاکستان کی اہلیت پر اعتماد تیزی سے کم ہوتا جارہا ہے۔ ایسا کیوں ہے کہ دنیا پاکستان کو اچھوت سمجھنے لگی ہے؟ وہ کون سی وجہ ہے کہ جس نے ہمارے دشمنوں میں ہمارے خلاف اس قدر زہر بھردیا ہے کہ جس کا پہلے تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا اور ہمارے دوستوں کی تعداد میں اس قدر کمی ہوگئی ہے کہ ہمارے حق میں سطحی قسم کی حمایت کا حصول بھی مشکل بنتا جارہا ہے۔ عاقبت نااندیشی کے ساتھ خود کو صحیح ثابت کرنے کے نتائج اس قدر خطرناک ہوتے ہیں کہ کوئی بھی عقل وخرد والا انسان خاطر میں نہیں لائے گا۔

اس انتظار میں رہنے کی بجائے کہ دنیا ہمیں بچانے کے لیے آئے گی، ہمیں اُس دلدل سے نکلنے کے لیے خود کو باہر کھینچنا ہوگا جس کو ہم نے مذہبی تعصب اور عقل دشمن تشدد کے عفریت کو اپنی سیاست میں متعارف کروا کر پیدا کیا ہے۔ یہیں سے دوبارہ غور وفکر کا تمام تر عمل شروع کیا جانا چاہیے۔

(انگریزی سے ترجمہ: بشکریہ ڈان)

جبری گمشدگی کے شکار افراد سے یک جہتی

کوئٹہ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق بلوچستان چیپٹر نے اپنے دفتر میں جبری گمشدگی کے شکار افراد کے بین الاقوامی دن کے مناسبت سے ایک اجلاس منعقد کیا۔ اجلاس کی صدارات وائس چیئر پرسن بلوچستان چیپٹر طاہر حسین خان نے کی۔ قمر النساء نے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستانی آئین سیکورٹی کی ضمانت دیتا ہے۔ جولوگوں کو اٹھاتے جاتے ہیں کسی کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ انہیں کہاں غائب کیا جاتا ہے اور وہ کس حال میں ہیں۔

ڈاکٹر خالد ہمایوں نے کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہمارے متعلقہ قانونی ادارے لاپتہ افراد کو بازیاب کروانے میں ناکام ہو چکے ہیں۔ بین الاقوامی دنیا میں ہم بہت بدنام ہیں۔ فورسز جس طرح کر رہی ہیں، اس کی ہم شدید مذمت کرتے ہیں۔ کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ لوگوں کو اٹھا کرلے جائے۔

طاہر حسین خان نے کہا کہ تحفظ پاکستان ایکٹ میں یہ نہیں بتایا گیا کہ کسی بھی شخص کو کتنے دن تک تحویل میں رکھا جائے گا۔ آئین کہتا ہے کہ کسی بھی شخص کو بغیر اجازات نہیں اٹھایا جا سکتا لیکن یہاں CAT کنونشن کی خلاف ورزی ہو رہی ہے حالانکہ پاکستان نے اس پر دستخط کر رکھے ہیں۔ جن اشخاص کو سیکورٹی اداروں سے رہائی ملی ہے ان کی وہ زندگی نہیں رہی کہ وہ دوبارہ معمول کی زندگی گذار سکیں اس خطہ میں بہت کچھ ہوا ہے ہندوستان کی سپریم کورٹ نے مسنگ پرسنز کے خلاف قانون سازی کی ہے سرلنکا نے بھی زبردستی اٹھائے گئے افراد کیلئے آئین اور قانون میں ترامیم کی ہے جس خاندانوں کے فرد اٹھائے جارہے ہے ان پر کیا گذرتی ہوگی۔ آج کا دن پوری دنیا میں منایا جارہا ہے یہ دن ان لوگوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کے طور پر منایا جا رہا ہے۔ جو سیکورٹی فورسز کے قید خانوں میں ہے۔ ڈاکٹر موہن کمار نے کہا کہ یہاں لوگ کیوں گواہی نہیں دیتے کیونکہ ان کو تحفظ میسر نہیں۔ ابھی تو فوجی عدالتیں بنی ہیں وہاں تو کوئی شخص اپنا دفاع تک نہیں کرسکتا۔

محمد سرور نے کہا کہ وہ سب سے پہلے 8اگست کے واقعہ کی مذمت کرتے ہیں اور تمام غم زدہ خاندانوں کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔ سابق چیئر پرسن بلوچستان پر بم حملہ ہوا ہم اس کی بھی مذمت کرتے ہیں۔ سیکورٹی فورسز کسی کو اٹھا کر غائب کرتے ہیں یا مار کر پھینک دیا جاتا ہے اور کسی پر ذمہ داری ڈال دی جاتی ہے۔ عینی شاہد گواہی نہیں دیتے۔ ہماری عدالتوں کو شہادتیں نہیں مل رہیں پھر کس طرح ممکن ہے کہ ملزمان کو سزا ملے۔ جن لوگوں کو اٹھا کر غائب کیا جاتا ہے۔ رہائی کے بعد وہ نفسیاتی مریض بن جاتے ہیں۔ مگر یہاں قانون اور عدالتوں کا کوئی قصور نہیں ہے کیونکہ جن لوگوں نے گواہی کیلئے نام دیئے وہ عدالتوں میں حاضر نہیں ہوئے۔

عاصم مندوخیل نے کہا کہ لوگوں کو غائب کرنے کا سلسلہ کب شروع ہوا؟ یہ سلسلہ 2005ء سے شروع ہوا جو اب تک جاری ہے۔ آحد آغا نے کہا کہ انسانی حقوق کے ساتھی جانتے ہیں کہ طاقت کس کے ہاتھ میں ہے۔ وہ ملک سے غداری اور وفاداری کے فتوے بھی دیتے ہیں۔ یہاں سیکورٹی فورسز کھلے عام کہتی تھیں کہ دہشت گرد اور انتہا پسند ہمارے اثاثے ہیں اب 8اگست کو جو واقعہ ہوا لوگوں کو یہ تاثر دیا گیا کہ خاموش ہو جاؤ۔ جو لوگ ان اداروں کے خلاف آواز اٹھاتے تھے یا انسانی حقوق کیلئے لڑتے تھے ان کو قتل کرایا گیا۔ یہاں جنگل کا قانون ہے۔ عدالتوں کی حیثیت ختم ہوچکی ہے۔

ڈاکٹر موہن کمار نے کہا کہ یہاں آواز اٹھانا جرم ہے، جو آواز اٹھاتے ہیں ان کو خاموش کرایا جاتا ہے۔

حاجی عبدالہادی نے کہا کہ پاکستان میں بڑی تعداد میں لوگوں کو ٹارگٹ کلنگ کے واقعات میں قتل کیا گیا ہے۔ ہم اس کی مذمت کرتے ہیں۔ ہماری آواز کون سنے گا؟ صوبے کی صورتحال کی وجہ سے آج یہ اجلاس انسانی حقوق کے دفتر میں منعقد کیا جارہا ہے۔ حالات بہت خراب ہیں۔ ہماری آواز آگے تک نہیں جاتی۔

طاہر حسین نے کہا کہ ایسا نہیں ہے کہ ہماری آواز نہیں پہنچتی۔ ہندوستان، سری لنکا، مالدیپ نے غائب ہونے والے افراد کیلئے قانون سازی کی ہے۔ جو صورتحال برصغیر میں ہے ان پر ایک رپورٹ شائع کی گئی ہے۔ اب دنیا سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہی۔ جبری گمشدگی کے حوالے سے آپ نے ہندوستان اور سری لنکا کی مثالیں دی ہے۔ یہاں کیا ہو رہا ہے یہاں تو کوئی قانون ہی نہیں جن خاندانوں کے افراد کو اٹھایا جاتا ہے ان کا پورے خاندان نفسیاتی بیماریوں میں مبتلا ہوتا ہے۔

عصمت جوگیزئی نے کہا کہ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سیکورٹی ادارے جن لوگوں کو اٹھا کر غائب کرتے ہیں ان گم شدہ افراد کو عدالتی سہولیات فراہم کرنے کی ذمہ داری کس کی ہے؟

طاہر حسین نے کہا کہ کسی ادارے کو یہ حق آئینی طور پر حاصل نہیں ہے کہ وہ بغیر تفتیش کہ لوگوں کو غائب کرے۔

شمس مندوخیل نے کہا کہ دنیا کے کئی ممالک میں کئی قومیں آباد ہیں وہاں سب کو برابری کی بنیاد پر حقوق دیئے جاتے ہیں۔ جبکہ پاکستان میں کئی قوموں کو بنیادی حقوق میسر نہیں ہیں۔ سیکورٹی اداروں نے ہمیشہ اپنے عوام کے ساتھ ظلم کیا ہے۔ لوگوں کو اٹھا کر ملک دشمنی کا فتویٰ لگا کر قتل کیا جاتا ہے۔ آج کا دن دنیا میں گم شدہ افراد کے ساتھ یکجہتی کے طور پر منایا جاتا ہے جبکہ بدقسمتی سے ایک سازش کے تحت بلوچستان کے حالات کو خراب کرنے کی وجہ سے انسانی حقوق کے دفتر میں ہم یہ دن منا رہے ہیں۔

فرید احمد شاہوانی نے کہا کہ وہ تمام ساتھیوں کا انسانی حقوق کے دفتر میں آنے کا شکریہ ادا کرتے ہیں کیونکہ آپ سب کو معلوم ہے کہ صوبے کے حالات گھمبیر اور مخدوش ہیں جس کی وجہ سے ساتھیوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ دن پریس کلب کی بجائے انسانی حقوق کے دفتر میں ہی منایا جائے اکثر سیاسی پارٹیوں اور سماجی کارکنوں کے ساتھ رابطے کئے گئے۔ ان کی طرف سے کوئی خاص تسلی بخش جواب نہیں مل سکا جس کی وجہ سے دفتر میں یہ دن منانے کا فیصلہ ہوا۔

(ایچ آر سی پی، کوئٹہ چیپٹر آفس)

ملتان 30اگست کو پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی ملتان ٹاسک فورس کے زیر اہتمام جبری گمشدگی سے متاثرہ افراد کے عالمی دن کے موقع پر علامہ اقبال پارک نواز شہر چوک تا ملتان پریس کلب تک پرامن ریلی اور مظاہرہ کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد، سول سوسائٹی، وکلاء، طلباء اور شہریوں نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ شرکاء نے بڑی تعداد میں پلے کارڈ اور بینر اٹھا رکھے تھے۔ مظاہرین نے کہا کہ آج دنیا بھر میں جبری گمشدگی سے متاثرہ افراد کا عالمی دن منایا جارہا ہے، جس کا بنیادی مقصد گمشدہ افراد اور ان کے اہل خانہ سے اظہار یکجہتی کرنا ہے۔ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ جبری طور پر ہونے والے گمشدہ افراد کی فہرست مرتب کرکے اعلیٰ عدلیہ تک پہنچائے۔ شرکاء نے اس بات پر بھی زور دیا ہے کہ ریاست اقوام متحدہ کے بین الاقوامی میثاق کو منظور کرتے ہوئے اس بات کو بھی یقینی بنائے کہ کسی بھی شخص کو جبری گمشدگی کا نشانہ نہیں بنایا جائے گا اور نہ کسی شخص سے غیر انسانی سلوک کیا جائے گا۔ شرکاء نے مزید کہا کہ جب آئین اور قانون میں ایک طریقہ کار موجود ہے تو ہمارے ادارے اس سے انحراف کیوں کرتے ہیں؟ شرکاء نے یہ بھی مطالبہ کیا کہ ریاست جبری گمشدگی جیسے سنگین واقعات کو غیر قانونی قرار دے، جبری طور پر گمشدہ افراد کو فوری طور بازیاب کرا کے عدالتوں میں پیش کرے اور ان کے اہل خانہ کے جان ومال کے تحفظ کو یقینی بنائے۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی رپورٹ کے مطابق رواں سال کے ابتدائی سات مہینوں میں جبری گمشدگیوں سے متعلق 510 کیسز رپورٹ ہوئے جن میں جنوری 2016ء میں 56، فروری میں 66، مارچ میں 44، اپریل میں 99، مئی میں 91، جون میں 60 اور جولائی میں 94 کیسز رپورٹ ہیں۔ ان کی اوسطاً شرح تقریباً 72.86 ماہوار بنتی ہے جو کہ انتہائی تشویشناک امر ہے۔ شرکاء میں طاہر اسلام، تنویر فیصل، شیخ اسوند، طاہر الماس، شاہد لودھی، محمد حسین کھوکھر، نواز کھوکھر، عمانوایل عاصی، ہائی سینٹ پیٹر، شیخ شعیب امجد، محترمہ ثریا ایاز راؤ، عاصمہ خان، صائمہ فیض، ثریا خان، نبیلہ احمد، شاہد امیری، فیصل محمد تنگوانی ریجنل کوآرڈینیٹر ایچ آر سی پی اور محمد اکمل ودیگر کارکن شریک تھے۔

(ایچ آر سی پی ملتان ٹاسک فورس)

خودکشی سے بچاؤ کا عالمی دن اور گلگت بلتستان

اسرارالدین اسرار

دنیا بھر میں ہر سال 10 ستمبر کو خودکشی سے بچاؤ کا عالمی دن منایا جاتا ہے۔ عالمی سطح پر خودکشی کے بڑھتے ہوئے رجحان کے پیش نظر اقوام متحدہ نے 1990 میں خودکشی سے بچاؤ کی نیشنل پالیسی کی منظوری دی تھی جبکہ 2003 میں پہلی دفعہ 10 ستمبر کو خودکشی سے بچاؤ کا عالمی دن قرار دیا گیا تھا۔ اس کے بعد دنیا کے اکثر ممالک اس دن کو مناتے ہیں۔ اس دن دنیا بھر میں لوگ اپنے گھروں کی کھڑکیوں کے پاس ایک عدد موم بتی جلا کر خودکشی کے نتیجے میں ہلاک ہونے والوں کو یاد کرنے کے علاوہ اقدام خودکشی کرنے والوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتے ہیں۔ 2011 میں دنیا کے 40 ممالک میں اس دن کو سرکاری سطح پر منایا گیا تھا۔ رواں برس خودکشی سے بچاؤ کے عالمی دن کا موضوع Connect, Communicate and Care ہے۔ جس کا مطلب ہے ان افراد سے ملو، رابطہ رکھو اور ان کا خیال رکھو جن کے عزیزوں میں سے کسی نے خودکشی یا اقدام خودکشی کی ہے یا ایسے افراد جو تنہا پسند ہیں اور خودکشی کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اعداد و شمار کے مطابق دنیا میں سالانہ دس لاکھ لوگ خودکشی کے نتیجے میں ہلاک ہوجاتے ہیں۔ دنیا بھر میں ہر تین سیکنڈ میں ایک فرد خودکشی کی کوشش کرتا ہے۔ خودکشی کی کوشش کرنے والوں میں ہر 20 میں سے ایک شخص اپنی زندگی کا چراغ گل کرنے میں کامیاب ہوجاتا ہے جبکہ باقی 19 افراد ناکام ہوجاتے ہیں۔ اس تناسب سے ہر چالیس سیکنڈ میں ایک فرد خودکشی کے نتیجے میں موت کا شکار ہوجاتا ہے۔ دنیا بھر میں روزانہ تین ہزار افراد خودکشی کے نتیجے میں ہلاک ہوجاتے ہیں۔ خودکشی سے بچاؤ کی عالمی تنظیم کے صدر برائین مشارا کے بقول دنیا میں جنگوں، دہشت گردی اور تشدد کے واقعات میں اتنی اموات نہیں ہوتی ہیں جتنی خودکشی کے نتیجے میں ہوتی ہیں۔ خودکشی کے نتیجے میں ہلاکتوں کا رجحان پندرہ سے چوبیس سال کی عمر کے افراد میں سے زیادہ ہے۔ یعنی نوجوانوں کے اندر خودکشی کی طرف رجحان زیادہ ہوتا ہے۔ 2020ء تک دنیا بھی میں خودکشی کے نتیجے میں ہونے والی اموات کی تعداد پندرہ لاکھ سے تجاوز کر جائے گی۔ دنیا میں سب سے زیادہ خودکشیوں کی شرح جنوبی کوریا میں ہے۔ دنیا کے ترقی یافتہ ممالک بھی اس مسئلے سے محفوظ نہیں ہیں۔

پاکستان میں سالانہ پندرہ سو سے دو ہزار افراد خودکشی جبکہ ہزار سے زائد افراد اقدام خودکشی کرتے ہیں۔ جبکہ گلگت بلتستان میں سالانہ اوسط پندرہ سے بیس افراد خودکشی کرتے ہیں۔ محکمہ پولیس گلگت بلتستان کے اعداد و شمار کے مطابق 2011 میں 22 افراد نے، 2012 میں 16 افراد نے، 2013 میں 18 افراد نے 2014 میں 15 افراد نے اور 2015 میں 13 افراد نے خودکشی کے ذریعے اپنی زندگی کا خاتمہ کیا۔ گلگت بلتستان میں گذشتہ پانچ سالوں میں مجموعی طور پر 84 افراد نے خودکشی کے نتیجے میں اپنی زندگی کا چراغ گل کیا ہے جبکہ 41 افراد نے اقدام خودکشی کی ہے۔ آبادی کے تناسب سے دیکھا جائے تو گلگت بلتستان میں خودکشی کی شرح پاکستان کے دیگر صوبوں سے زیادہ ہے۔ سال 2000 سے 2010 تک گلگت بلتستان میں خودکشی کا یہ رجحان سب سے زیادہ تھا اور آبادی کے تناسب سے ضلع غذر گلگت۔بلتستان کا وہ ضلع تھا جہاں سب سے زیادہ خودکشیوں کے واقعات رونما ہوتے تھے۔ مگر اب یہ رجحان گلگت بلتستان کے تمام اضلاع تک پھیل چکا ہے۔ گذشتہ ایک سال میں وادی گوجال میں کئی نوجوانوں نے خودکشی کے ذریعے اپنی زندگی کا چراغ گل کیا۔ ایک اندازے کے مطابق وادی گوجال میں گذشتہ چند

یہ اہم انکشاف بھی ہوا تھا کہ یہ سارے واقعات خودکشی کے نہیں ہوتے بلکہ ان میں سے **60** فیصد واقعات غیرت کے نام پر قتل ہوتے ہیں جن کو خودکشی کا نام دیا جاتا ہے۔ ان واقعات میں زیادہ تر خواتین کی ہلاکتیں ہوئیں ہیں۔

سالوں میں خودکشی کرنے والے ان نوجوانوں کی تعداد دس کے قریب ہے۔ اسی طرح گلگت اور دیگر اضلاع سے بھی واقعات ریکارڈ پر آچکے ہیں۔ تاہم گوجال میں اس رجحان میں تیزی سے اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔ جہاں پڑھے لکھے نوجوانوں نے خودکشی کی ہے۔ سال 2000ء سے 2004ء تک ضلع غذر میں خودکشیوں کے 64 واقعات ریکارڈ کئے گئے تھے۔ ان واقعات پر کی جانے والی ایک تحقیق میں خودکشی کی کئی وجوہات کے علاوہ یہ اہم انکشاف بھی ہوا تھا کہ یہ سارے واقعات خودکشی کے نہیں ہوتے بلکہ ان میں سے 60 فیصد واقعات غیرت کے نام پر قتل ہوتے ہیں جن کو خودکشی کا نام دیا جاتا ہے۔ ان واقعات میں زیادہ تر خواتین کی ہلاکتیں ہوئیں ہیں۔

غیرت کے نام پر قتل کے واقعات کو خودکشی کا رنگ دینے کی اصل وجہ یہ ہے کہ خودکشی کے واقعات کی تحقیقات نہیں ہوتی۔ ہمارے قوانین میں یہ سقم موجود ہے کہ ورثاء کی اجازت کے بغیر پوسٹ مارٹم نہیں ہوسکتا۔ اگر پوسٹ مارٹم کیا بھی جائے تو پولیس اپنی آسانی کے لئے اس کو خودکشی ہی قرار دے کر کیس فائلوں میں دفن کر دیتی ہے۔ اگر غیرت کے نام پر قتل ثابت ہو بھی جائے تو ورثاء میں سے کوئی مدعی بنا کر مقدمہ درج کر دیا جاتا ہے اور بعد ازاں مدعی قاتل کو معاف کر دیتا ہے کیونکہ ایسے واقعات میں قاتل ہمیشہ گھر کا کوئی فرد ہی ہوتا ہے۔ دیت قانون کے تحت مقتول کے ورثاء قاتل کو معاف کر سکتے ہیں۔ جب تک ریاست خود مدعی نہ بن جائے غیرت کے نام پر قتل کے ملزمان کو سزا ملنا مشکل ہے۔

مذکورہ تحقیق میں خودکشی کی کئی وجوہات بھی بیان کی گئیں تھیں۔ یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں ہے کہ خودکشی کے ہر واقعے کی اپنی ایک کہانی ہوتی ہے۔ تاہم جو اہم وجوہات بیان کی جاتی ہیں ان میں ذہنی و نفسیاتی امراض، غربت، بے روزگاری، منشیات کا استعمال، امتحان میں ناکامی، کم عمری کی شادی، گھریلو تشدد، طعنہ زنی، بے عزتی کا خوف، منفی مقابلے کا رجحان اور لامتناہی خواہشات وغیرہ شامل ہیں۔

بدقسمتی سے عام لوگوں میں خودکشی سے متعلق آگاہی نہیں ہے اس لئے نہ صرف خودکشی بلکہ دیگر کئی سماجی مسئلوں پر وہ حکومت وقت سے توقع رکھنے کی بجائے انسانی حقوق کی تنظیموں سے ایسے مسائل کے حل کا مطالبہ کرتے ہیں۔ حالانکہ خودکشی سمت کسی بھی سماجی مسئلے کا حل انسانی حقوق کی تنظیموں کے پاس نہیں ہوتا۔ ایسی تنظیمیں صرف کسی سماجی مسئلے کی نشاندہی کر سکتی ہیں۔ ان کا حل نہیں نکال سکتی۔ ان تمام مسائل کا حل حکومت کے پاس ہی ہوتا ہے تاہم سول سوسائٹی اس ضمن میں حکومت کی مدد کر سکتی ہے۔

خودکشی ایک پیچیدہ سماجی مسئلہ ہے، دنیا کے بیشتر معاشرے اس کا حل نہیں نکال سکے تاہم اس رجحان کو کم کرنے کے لئے ضروری اقدامات اقوام متحدہ اور کئی ممالک اٹھا چکے ہیں۔ کیونکہ خودکشی عام جرائم کی طرح نہیں ہے کہ تفتیش کے دوران منصوبہ ساز اور اس پر عمل کرنے والے کا پتہ لگ سکے۔ یہ ایک فرد کی سوچ کا نتیجہ ہوتا ہے۔ دنیا کے ہر فرد کو اپنی سوچ پر اختیار حاصل ہوتا ہے۔ تاہم معاشرے کی مجموعی سوچ کو تبدیل کرنے کے لئے زندگی کے تمام شعبوں میں اہم تبدیلیوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس کے باوجود خودکشی کی روک تھام کے لئے حکومتی اور سول سوسائٹی کی سطح پر چند اقدامات کارآمد ثابت ہو سکتے ہیں۔

گلگت بلتستان میں خودکشی کے اصل محرکات کو سمجھنے کے لئے ایک باضابطہ تحقیق کی ضرورت عرصہ دراز سے شدت سے محسوس کی جارہی ہے جس کے لئے اچھے خاصے وسائل درکار ہیں، حکومت چاہے تو یہ کام بآسانی ہوسکتا ہے تاکہ اس تحقیق کی روشنی میں لائحہ عمل تیار کیا جاسکے۔ دوسری طرف خودکشی کے واقعات کی تفتیش کے عمل کو بھی شفاف بنانے کی ضرورت ہے جبکہ غیرت کے نام پر قتل کو خودکشی کا رنگ دینے کے رجحان کی روک تھام کے لئے بھی پالیسی سازی اور قانون سازی کی جاسکتی ہے۔ گلگت بلتستان کی صوبائی حکومت اس سماجی مسئلے کے حل کے لئے ماہرین کی مدد سے ایک پالیسی بنا کر اس پر عملدرآمد کرا سکتی ہے۔ اسی طرح حکومت اور سول سوسائٹی مل کر آگاہی مہم بھی چلا سکتے ہیں۔ جس سے اس سماجی لعنت کے رجحان کو کم کرنے میں کافی حد تک مدد مل سکتی ہے۔

امید ہے کہ صوبائی حکومت اس اہم مسئلے کی طرف توجہ دے گی۔

گرجا گھر پر بم حملہ اور چترال کے کلاش قبیلے کے لوگوں کو دھمکائے جانے کے حوالے سے سپریم کورٹ کا نوٹس

سپریم کورٹ، پاکستان نے 22.09.2013 کو پشاور چرچ پر بم حملہ اور چترال کے قبائلی کلاش کے لوگوں کو دھمکائے جانے کے واقعات کا ازخود نوٹس لیا اور پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق کے حوالے سے حوالے سے ایک تاریخ ساز فیصلہ صادر کیا، جس کے مندرجات درج ذیل ہیں۔

سپریم کورٹ آف پاکستان
حقیقی دائرہ اختیار
بینچ:
جناب جسٹس تصدق حسین جیلانی، چیف جسٹس
جنا جسٹس شیخ عظمت سعید، جج
جناب جسٹس مشیر عالم، جج
تاریخ سماعت: 19 جون 2014

فیصلہ

چیف جسٹس آف پاکستان، تصدق حسین جیلانی

''تمام انسان آدم اور حوّا کی اولاد ہیں، ایک عربی کو کسی عجمی پر کوئی فوقیت نہیں اور نہ ہی کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی برتری حاصل ہے، اسی طرح گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی فوقیت حاصل نہیں، سوائے تقویٰ اور نیک عمل کے۔''

اِن از خود کارروائیوں کا آغاز اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین مجریہ 1973ء کے آرٹیکل (3)184 کے تحت جسٹس ہیلپ لائن نامی تنظیم کی جانب سے موصول شدہ مراسلے کی بنا پر کیا گیا جو پشاور میں ایک چرچ پر کیے جانے والے حملے کے متعلق تھا جس میں تقریباً اکیاسی کے قریب ہلاکتیں (موضوع ایف آئی آر نمبری 728 مورخہ 22-09-2013 زیر دفعات 302/324/427 تعزیرات پاکستان، دفعہ 3/4 آتش گیر مواد کا قانون اور دفعہ 7 انسداد دہشت گردی بر تھانہ خان رزاق شہید (قبولی، پشاور) عمل میں آئیں۔

کچھ شکایات ہندو مسلک کے پیروکاروں کی جانب سے بھی موصول ہوئیں جن میں یہ استدعا کی گئی تھی کہ عدالتِ ہٰذا مجاز اتھارٹیز کو ہدایت جاری کرے وہ ایسے حفاظتی اقدامات اٹھائیں جن سے اُن کی عبادت گاہوں کو تحفظ حاصل ہو۔ 20-02-2014 روزنامہ ''ڈان'' میں ایک اداریہ اور خبر شائع ہوئی جس میں یہ زور دیا گیا تھا کہ چترال میں کلاش قبائل اور اسماعیلی فرقہ کے افراد پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے کہ وہ اپنا مذہب تبدیل کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہوں اور مختلف فرقے اپنا لیں یا پھر مرنے کے لیے تیار ہو جائیں۔ عدالت نے ان تمام واقعات کو بنیادی انسانی حقوق جن کی ضمانت ان شہریوں کو دی گئی ہے اور آئین میں مروّجہ پالیسی اصولوں کی خلاف ورزی شمار کیا۔ عدالت نے یہ ضرورت محسوس کی کہ ان وجوہات کا

''تمام انسان آدم اور حوّا کی اولاد ہیں، ایک عربی کو کسی عجمی پر کوئی فوقیت نہیں اور نہ ہی کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی برتری حاصل ہے، اسی طرح گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی فوقیت حاصل نہیں، سوائے تقویٰ اور نیک عمل کے۔''

جائزہ اس تناظر میں لیا جائے جو ان واقعات کا موجب بنتے ہیں اور ایک ایسا ہدایت نامہ تشکیل دیا جو ان افراد کو حاصل بنیادی حقوق کے تحفظ کے لیے مؤثر کردار ادا کر سکے۔ فاضل اٹارنی جنرل پاکستان اور چاروں صوبائی ایڈووکیٹ جنرلوں کو نوٹسز جاری کیے گئے۔ فاضل اٹارنی جنرل پاکستان نے عدالت ہٰذا کی ہدایت پر مختلف اقلیتی تنظیموں کے نام اور ان کے سربراہان کے نام برائے ریکارڈ پیش کیے تا کہ ان کا نقطہ نظر بھی سنا جا سکے۔ جو درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	نام اور عہدہ	پتہ	فون نمبر
1	محترم بشپ عرفان جمیل، بشپ، لاہور گرجا گھر، پاکستان	بشپ ہاؤس کیتھڈرل نزد مال روڈ، لاہور	0333-4756730
-2	مسٹر شاہد معراج پرسنل سیکرٹری بشپ لاہور گرجا گھر، پاکستان	بشپ ہاؤس کیتھڈرل نزد مال روڈ، لاہور	0300-8433287
مسیحی برادری / کیتھولک			
3	آرچ بشپ، سبسٹین فرانسس شاہ، آرچ بشپ، لاہور	1-لارنس روڈ لاہور	0307-2346072
-4	مسٹر طارق عنایت، پرسنل سیکرٹری، آرچ بشپ، لاہور	1-لارنس روڈ لاہور	0333-4285290
ہندو برادری			
-5	ڈاکٹر رمیش کمار، رکن قومی اسمبلی	سرپرست اعلیٰ پاکستان ہندو کونسل	0333-2277370
سکھ برادری			
-6	پاکستان سکھ گوردوارہ پربندھک کمیٹی	مسٹر جنید احمد، سیکرٹری متروکہ املاک ٹرسٹ بورڈ، لاہور	042-99211035 0330-4661285

کارروائی کے دوران کچھ اہم معاملات عدالت کے روبرو زیر بحث آئے جن پر تفصیلی تذکرہ درج ذیل ہے:۔

1- یہ اعتراض کہ ہندو لڑکیوں کو زبردستی اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا جا رہا ہے جس کے متعلق فوجداری مقدمات بھی رجسٹرڈ کیے گئے ہیں لیکن ان میں کوئی پیش رفت نہیں ہو سکی ہے۔

2- صوبائی اور وفاقی حکومتوں کی جانب سے پشاور میں چرچ دھماکے کے متاثرین کے لیے اعلان کردہ معاوضے جس کی ادائیگی تا حال نہ کی جا سکی ہے۔

3- یہ الزام کہ کلاش قبیلہ اور اسماعیلی فرقے سے تعلق رکھنے والوں کو دھمکیوں کا سامنا ہے کہ وہ یا تو اپنے فرقے سے منحرف ہوں یا موت قبول کریں۔

4- کراچی میں 1926 میں قائم کیے گئے ہندو جم خانے کے متعلق شکایت

5- کراچی میں کرسچئن مشن سکول سے متعلق شکایت جس میں بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔

6- امرہ پور استھان پر واقع تاریخی ہندو مندر کی بے حرمتی کی شکایت۔

7- رامیش کمار ونکوانی کی شکایت جس میں انہوں نے یہ الزام لگایا کہ گزشتہ دو ماہ میں صرف صوبہ سندھ میں ایسے چھ واقعات وقوع پذیر ہو چکے ہیں جن میں ہندو مندروں اور عبادت گاہوں کی بے حرمتی کی گئی ہے۔

8- نادرا اور لوکل کونسل اتھارٹی میں ہندوؤں کی شادیوں کی عدم رجسٹریشن کے متعلق شکایت

9- مسیحوں کی شادیوں کی عدم رجسٹریشن کے متعلق شکایت۔

10- پرم ہنس جی مہاراج کی سمادھی سے متعلق شکایت۔

3- عدالت نے فاضل اٹارنی جنرل، ایڈووکیٹ جنرل سندھ، پنجاب، خیبر پختونخوا اور ہندو مسیحی برادری کو تفصیل سے سُنا۔ جہاں تک ہندو جمخانے کا تعلق ہے تو یہ معاملہ سندھ ہائی کورٹ میں سال 2009 کی

آئینی درخواست نمبر 6 میں زیر التواء رہا ہے اور اب یہ معاملہ سال 2014 کی سول اپیل K-16 میں زیر التواء ہے۔ اس لیے یہ معاملہ اُس مقدمے میں علیحدہ سے نمٹایا جائے گا۔ جہاں تک ضلع لاڑکانہ میں مندروں کی بے حرمتی کا تعلق ہے: تو فاضل ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل سندھ نے تصدیق کی کہ خطا کاروں کے خلاف تعزیرات پاکستان کے متعلقہ شقوں کے تحت مقدمات درج کر لیے گئے ہیں اور ملزمان کو انصاف کے کٹہرے میں لایا جائے گا۔ مسٹر علی شیر جاکھرانی، اے آئی جی (لیگل) سندھ نے سال 2014 کی متفرق درخواست نمبر 2878 جمع کروائی ہے جس میں اس حوالے سے درج کیے گئے مقدمات کی تفصیل دی گئی ہے جو کہ درج ذیل ہے۔

4- ہندو شادیوں کی رجسٹریشن نہ کرائے جانے کا مسئلہ نادرا نے حل کر لیا ہے اور جناب رامیش کمار وانکوانی نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ نادرا نے ہندو شادیوں کے حوالے سے رجسٹریشن اسناد جاری کرنا شروع کر دی ہیں۔ جہاں تک ہندو لڑکیوں کی جبری تبدیلی مذہب کے الزام کا تعلق ہے اگرچہ پنجاب، سندھ، بلوچستان میں مقدمات درج ہوئے ہیں لیکن عمومی طور پر یہ پایا گیا ہے کہ یہ لڑکیاں اپنے آشناؤں کے ساتھ بھاگ کر اپنی مرضی سے شادیاں کر چکی ہیں تاہم عدالت ایسی کسی بات پر تبصرہ نہیں کرے گی جس سے کسی بھی فریق کے عدالتوں کے سامنے زیر التواء مقدمات متاثر ہوں۔ فاضل قائم مقام ایڈووکیٹ جنرل پنجاب نے بیان کیا کہ عیسائیوں کی شادی کے قانون مجریہ 1872ء کے تحت 150 پادری اور بشپ 20 اضلاع میں پہلے سے ہی رجسٹر کر لیے گئے ہیں اور اگر کوئی بھی مسیحی شادی اس ایکٹ کے تحت لائسنس یافتہ پادری کے زیر اہتمام متعلقہ چرچ میں ہوتی ہے تو اُس کو پنجاب مقامی حکومت کے قانون اور اس کے تحت بنائے گئے اصولوں کے تحت رجسٹر کیا جاتا ہے۔ جہاں تک وزیر اعظم کے اعلان کردہ معاوضے کی عدم ادائیگی کے سوال کا تعلق ہے اس سلسلے میں فاضل ایڈووکیٹ جنرل خیبر پختونخوا نے کہا کہ صوبائی گورنمنٹ پہلے ہی مطلوبہ فنڈز دھماکا متاثرین میں تقسیم کر چکی ہے۔ جہاں تک کلاش کے اقلیتی لوگوں کو دہشت گردوں کی دھمکیوں کا تعلق ہے تو گورنمنٹ آف خیبر پختونخوا کی حکومت نے اس سلسلے میں مؤثر اقدامات اٹھائے ہیں اور ایڈووکیٹ جنرل خیبر پختونخوا نے کمشنر مالاکنڈ کی رپورٹ پیش کی ہے جو کہ درج ذیل ہے:

i- کمشنر مالاکنڈ نے اس معاملے پر ضلع چترال کا مورخہ 21 اور 22 فروری 2014 کو دورہ کیا۔ وہ 21 تاریخ کو کلاش کے علاقے وادی بمبوریت (Bumburet Valley) بذریعہ گاڑی پہنچے جہاں انہوں نے کلاش کے اقلیتی لوگوں سے ملاقات کی۔ کمشنر صاحب نے اس معاملہ کے متعلق ذاتی طور پر وہاں کے متعلقہ افراد سے ضلعی سطح پر بات چیت

> ہندو لڑکیوں کو زبردستی اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا جا رہا ہے جس کے متعلق فوجداری مقدمات بھی رجسٹرڈ کیے گئے ہیں لیکن ان میں کوئی پیش رفت نہیں ہوسکی۔

کی۔ یہ بات ثابت ہوئی کہ TTP کی جانب سے یہ کوئی نئی دھمکی نہیں تھی اور بین الاقوامی خبروں میں جس ویڈیو کو دکھایا گیا ہے وہ چترال کے عوام میں تقسیم نہیں کی گئی۔ کلاش کے اقلیتی عوام ضلعی انتظامیہ اور ڈی پی او چترال نے اس رائے کا اظہار کیا کہ یہ خبر پرانی کہانی ہے اور میڈیا کے کچھ لوگوں نے اپنے مفادات کے تحت اسے دوبارہ نشر کیا ہے۔

ii- کمشنر نے کلاش کے اقلیتی افراد کو یقین دلایا کہ حکومت ان کی حفاظت کرے گی اور ان کو بتایا کہ پاک آرمی کی AK-42 رجمنٹ پہلے ہی علاقے میں تعینات کر دی گئی ہے۔ پولیس کی ایک اور کمک وادئ بمبوریت پہنچ چکی ہے۔ پولیس اسٹیشن بمبورت میں 55 افراد کی نفری ہے اس کے علاوہ اسپیشل فورس کے 15 جوان اور 15 بارڈر فورس کے جوان نہایت مستعدی سے علاقے میں اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر نے بتایا کہ وادئ کلاش کی سرحد افغانستان کے صوبے نورستان سے ملتی ہے لیکن فی الحال علاقہ آمد و رفت کے قابل نہیں کیونکہ ہر طرف برف ہے اور آرانڈو سے گنگوہ تک تقریباً 16 چیک پوسٹیں ہیں۔ ان تمام 16 چیک پوسٹوں پر پاکستان آرمی اور LEAs کے جوان ہر وقت گشت کرتے ہیں جس کی بنا پر نورستان سے پاکستان کی سرزمین میں داخلہ تقریباً ناممکن ہے۔ بہر حال جیسے کہا گیا ہے کہ LEAs والے ان 16 چیک پوسٹوں پر مستعدی سے موجود ہیں تا کہ طالبان کی طرف سے کسی بھی کارروائی کا جواب دیا جا سکے۔

iii- کلاش کی اقلیتی لوگوں کے نمائندوں نے انتظامیہ پر مکمل بھروسے کا اظہار کیا اور انہوں نے کہا کہ وہ ویلی کی حفاظت کے لیے کیے گئے انتظامات سے مطمئن ہیں۔ انہوں نے کمشنر کی آمد کو سراہا جس کا مقصد ذاتی طور پر علاقے کی صورت حال کا جائزہ لینا اور کلاش کے اقلیتی افراد سے ان کے تحفظات معلوم کرنا تھا۔ کمشنر صاحب نے وہاں ایک جنازے میں بھی شرکت کی جو کلاش کی اقلیتی برادری کے ایک بزرگ کا تھا جو اسی دن فوت ہوا تھا۔ ان لوگوں نے کمشنر صاحب کی جنازے میں شرکت کو بھی سراہا۔ اس موقع پر کمشنر صاحب نے ان کو اپنے رواج کے مطابق رسومات ادا کرنے کی اجازت دی اور انہیں یقین دلایا کہ اس سلسلے میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی جائے گی۔

iv- مورخہ 22 تاریخ کو اسماعیلی فرقے کے لوگوں کے ساتھ گورنر چترال کی رہائش گاہ پر ضلعی انتظامیہ کی موجودگی میں ملاقات ہوئی۔ ضلعی طور پر معلومات حاصل کی گئی چترال کے اسماعیلی فرقے نے ایف ایم چینل پر ایک اشتعال انگیز تقریر کا حوالہ دیا۔ یہ بات معلوم ہوئی کہ یہ ایف ایم چینل ایک مذہبی چینل ہے جس کو پیمرا نے قانون کے تحت اجازت دی ہوئی ہے، تاہم ضلعی انتظامیہ نے اس کے مالک کو طلب کیا اور اس کو تنبیہہ کی گئی اور سختی سے ہدایات دی گئیں کہ براہ راست گفتگو نشر نہ کی جائے بلکہ پہلے سے ریکارڈ شدہ مواد جس کا ضلعی انتظامیہ جائزہ لے کر اجازت دے نشر کیا جائے۔ چترال میں کوئی فساد برپا ہونے سے قبل ہی ایک بروقت اقدام کر لیا گیا تا کہ علاقے کے تمام مسالک میں ہم آہنگی پیدا کی جا سکے۔ کمشنر نے ضلعی انتظامیہ کو ہدایت کی کہ وہ ایف ایم چینل کی نگرانی کریں اور اگر وہ ضلعی انتظامیہ سے کیے گئے معاہدے کی خلاف ورزی کرے تو پیمرا کو اس کا لائسنس منسوخ کرنے کا کہا جائے۔

v- اسماعیلی فرقے کو یقین دلایا کہ انتظامیہ اس تمام صورت حال سے بخوبی واقف ہے اور کمشنر صاحب نے انہیں مطلع کیا کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں ہر شخص کو آزادی کا حق دیا گیا ہے اور حکومت اسماعیلی فرقے کے تحفظ اور سلامتی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھے گی۔ جنہوں نے نا صرف چترال بلکہ پورے ملک کی ترقی میں بھرپور کردار ادا کیا ہے۔

کمشنر صاحب نے خاص طور پر چترال اور شمالی علاقہ جات میں اسماعیلی فرقے کے لوگوں کے ملک کی ترقی میں کردار کو سراہا۔ اس بات سے کوئی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ سر سلطان محمد آغا خان سوئم نے مسلم لیگ کی بنیاد 1906 میں رکھی اور بعدازاں تحریک آزادی کے لیے جدوجہد کی۔ ضلعی انتظامیہ کو ہدایت دی گئی کہ وہ اسماعیلی فرقے کے لوگوں کے ساتھ علاقے میں امن قائم کرنے کے لیے رابطہ رکھیں۔

vi- اس کے علاوہ انتظامیہ اور پاک آرمی نے علاقے کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے ہر ممکن قدم اٹھایا ہے۔ یہاں یہ بتانا بہت ضروری ہے کہ مورخہ 22 فروری کو جنرل آفیسر کمانڈنگ 17 div پاک آرمی کے جنرل جاوید بخاری نے بھی وادیٔ کلاش کا دورہ کیا اور حفاظتی انتظامات کا جائزہ لیا۔ اس سے چترال کے عوام کا خاص طور پر کلاش کی اقلیتی برادری اور اسماعیلی فرقے کے لوگوں کا حوصلہ بلند ہوا۔

2- اسماعیلی فرقے اور کلاش کے اقلیتی لوگوں نے میڈیا میں اس خبر کے آنے کے بعد ضلعی انتظامیہ کی جانب سے اٹھائے گئے اقدامات کو سراہا اور اپنے اطمینان کا اظہار کیا۔ اس معاملے میں دونوں فرقوں کے لوگوں نے ضلعی حکومت کی جانب سے علاقے کے لوگوں سے رابطہ کرنے پر ان کا شکریہ ادا کیا۔ یہ بات پورے اطمینان سے بتائی گئی کہ چترال میں کوئی مذہبی ٹکراؤ نہیں ہے اور تمام فرقے باہم ہم آہنگی سے رہ رہے ہیں۔ میڈیا میں جو کچھ دکھایا جارہا ہے وہ ایک سوچی سمجھی سازش کا نتیجہ ہے۔

5- فاضل اٹارنی جنرل پاکستان نے ایک متفرق درخواست نمبر 3426/2014 جمع کروائی جو ایک نوٹیفکیشن کے بارے میں ہے جسے گورنمنٹ آف پاکستان کیبنٹ سیکرٹریٹ اسٹیبلشمنٹ ڈویژن نے مورخہ 26.05.2009 کو شائع کیا جس کے مندرجات مندرجہ ذیل ہیں۔

''زیر دستخطی کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ بیان کرے کہ وفاقی حکومت نے ملازمتوں میں اقلیتوں کے لیے 5% کوٹہ مختص کیا ہے جیسا کہ پاکستان کے آئین 1973 میں آرٹیکل 260(3)(b) میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کوٹہ کا وفاقی حکومت کی تمام سروسز پر اطلاق ہوگا جن کا انتخاب براہ راست کیا جائے گا جس میں CSS بھی شامل ہے اور اہلیت کی بنیاد پر بھی وہ اس کے علاوہ حصہ لے سکتے ہیں۔

2- اس مختص کوٹہ کے اصول بالکل اسی طرح کے ضوابط ہیں جو خواتین کے کوٹے کے متعلق اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کے آفس میمو نمبر O.M.No.4/15/2006-F.2 مورخہ 22-05-2007 کے تحت جاری کردہ قاعدہ ہیں اور ان کو پورے صوبے کے حصے کے طور پر لیا جائے گا جیسا کہ اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کے MoM.No. 4/10/2006 R-2 مورخہ 22-05-2007 میں بیان کیا گیا ہے اور یہ غیر مسلم کے لیے صوبے میں اس کے حصے کے مطابق ہوگا۔

3- اوپر بیان کیا گیا کوٹہ درج ذیل میں استعمال نہیں ہو گا۔

> وزارتوں / ڈویژنوں سے گزارش ہے کہ مندرجہ بالا ہدایات تمام متعلقہ افراد کے علم میں لائیں تا کہ مستقبل میں تقرری کے وقت تعمیل کی جاسکے۔

i- میرٹ کی بنیاد پر بھرتی کی جانے والی آسامی کی فیصدی مقدار پر،

ii- وہ بھرتی جو کہ ترقی کے ذریعے یا تبادلہ کے ذریعے متعلقہ قوانین کے تحت کی جائے۔

iii- مختصر مدتی آسامیاں جو چھ ماہ سے کم عرصہ میں ختم ہوں، اور

iv- جداگانہ آسامیاں جو کہ شاذ و نادر وجود میں آئیں۔

4- اسامیاں جو کہ اقلیتوں (غیر مسلمانوں) کے لیے مخصوص ہوں جن کے لیے اہل امیدواران دستیاب نہ ہوں، اُن کو اقلیتی (غیر مسلم) امیدواروں سے ہی پُر کیا جائے گا۔

5- یہ احکامات تمام ذیلی محکمہ جات / خودمختار / نیم خودمختار اداروں / کارپوریشنوں / پبلک کارپوریشنوں اور کمپنیز وغیرہ جو کہ انتظامی طور پر وفاقی حکومت کے ماتحت ہیں میں ابتدائی تقرریوں پر لاگو ہوں گے۔

6- وزارتوں / ڈویژنوں سے گزارش ہے کہ مندرجہ بالا ہدایات تمام متعلقہ افراد کے علم میں لائیں تا کہ مستقبل میں تقرری کے وقت تعمیل کی جاسکے۔

7- کسی بھی مشکل کے خاتمہ کے لیے اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کی وضاحت حتمی ہوگی۔

6- فاضل افسر قانون نے مزید کہا کہ درج بالا نوٹیفکیشن کا ذکر فیڈرل پبلک سروس کمیشن کے قواعد برائے مقابلہ امتحان 2014 میں بھی موجود ہے۔ فاضل ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل پنجاب نے بھی ایک نوٹیفکیشن مورخہ 27-03-2010 جو ذیل میں دیا گیا ہے کی نقل ریکارڈ میں پیش کی۔

نمبر SCR-111(S&GAD)1-35893

پنجاب سول سرونٹس ایکٹ 1974 (VII of 1974) کے تحت حاصل شدہ اختیارات کے تحت اور گزشتہ نوٹیفکیشن نمبری 30R-111(S&GAD)1-35/1993 مورخہ 23-10-2009 کے تحت پنجاب کے گورنر نے حکم دیا ہے کہ باوجود دیگر تمام سروسز / تعیناتی احکامات جو کہ تعیناتی کے طریقہ کار میں درج ہیں مستقبل میں مشتہر ہونے والی تمام آسامیوں کا بشمولہ آسامیاں جو پنجاب پبلک سروس کمیشن کے مقابلے کے امتحان کے ذریعے پُر کی جائیں کا پانچ فیصد کوٹہ اقلیتوں (غیر مسلموں) کے لیے مخصوص کیا جائے گا جیسا کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان 1973 کے آرٹیکل 260 (3) (b) میں ذکر کیا گیا ہے۔ مگر تمام مجوزہ شرائط جو متعلقہ سروس رولز میں درج ہیں کا نفاذ جاری رہے گا۔

2- آسامیوں کے بارے میں متذکرہ بالا تحفظات درج ذیل پر لاگو نہیں ہوں گے۔

(i) تقرری جو ترقی یا تبدیلی کے متعلقہ قواعد کے مطابق ہو۔

(ii) مختصر مدتی آسامیاں جو چھ ماہ سے کم عرصہ میں ختم ہو جائیں۔

(iii) جداگانہ آسامیاں جو کہ شاذ و نادر وجود میں آئیں۔

(iv) آسامیاں جو اقلیتوں کے لیے مخصوص ہیں جن کے لیے معیاری امیدواران دستیاب ہوں۔ یہ آسامیاں غیر مخصوص تصور ہوں گی اور میرٹ پر پُر ہوں گی۔

7- فاضل ایڈووکیٹ جنرل، خیبر پختونخوا نے بھی اقرار کیا کہ خیبر پختونخوا سول سرونٹس (تقرری، ترقی اور تبدیلی) قاعدہ جات 1989ء کے قاعدہ نمبر 10 میں خصوصی طور پر درج ہے کہ تمام صوبائی سروسز میں پانچ فیصد کوٹہ اقلیتوں کے لیے مخصوص ہے۔ فاضل ایڈووکیٹ جنرل بلوچستان نے بھی صوبائی سروس میں اقلیتوں کے لیے خاص کوٹہ مخصوص کرنے کے بارے میں ایسا ہی بیان دیا۔

8- عدالت اس نتیجے پر پہنچی کہ اقلیتوں کی عبادت گاہوں کی بے حرمتی کے واقعات سے گریز کیا جاسکتا ہے اگر متعلقہ حکام مناسب وقت پر حفاظتی اقدامات کر لیں۔ عدالت نے دیکھا کہ قانون نافذ کرنے والے

اداروں کی طرف سے عدم کارروائی اُن کی متعلقہ قانون کے بارے میں مناسب آگہی کی کمی کی وجہ سے تھی۔ مثال کے طور پر عدالت کو حیرانگی ہوئی جب فاضل ایڈووکیٹ جنرل سندھ نے عدالت کے استفسار پر بتایا کہ اقلیتی عبادت گاہوں کی بے حرمتی تعزیرات پاکستان کے تحت نہ تو بے حرمتی ہے اور نہ ہی ایک جرم ہے۔ جب تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295 کے بارے میں استفسار کیا گیا تو اُس کے پاس کہنے کے لیے کچھ نہ تھا سوائے یہ بات ماننے کے کہ عبادت گاہوں کی بے حرمتی چاہے غیر مسلموں کی کیوں نہ ہو تعزیراتِ پاکستان کے تحت ایک جرم ہے۔

-9 عوام میں اقلیتوں کے حقوق کے بارے میں آگاہی کا فقدان ہے یہاں تک کہ جن کے ذمہ قانون کا نفاذ ہے وہ اس معاملے کے بارے میں مکمل طور پر آگاہ نہیں ہیں۔ یہ دہرانا ضروری ہے کہ آئین کے تحت اقلیتوں کا ایک خاص مقام ہے۔ آئینی مقام کا ایک تاریخی پس منظر ہے۔ یہ ایک وجدانی تصوّر ہے کہ اگر آرٹیکل 20 کے تحت آزادی مذہب کے حق کو اس انداز میں وضاحت کی جائے جس سے پاکستان میں اقلیتی مذاہب کی مذہبی آزادی میں مداخلت متصوّر ہو۔ طیب محمود، پروفیسر سیٹل یونیورسٹی سکول آف لاء اور سنٹر برائے گلوبل جسٹس کے ڈائریکٹر کے مطابق۔ ''اعتقاد اور مذہب کی پیروکاری کی آزادی کے بارے میں واضح یقین دہانیوں، قانون کی حکمرانی، مناسب طریقہ کار، مساوی تحفظ اور ترقیاتی قانون سازی کا ایجنڈا جو کہ تحریک پاکستان کے راہنماؤں نے پیش کیا دراصل پاکستان میں مذہبی اقلیتوں کے ساتھ تسلیم شدہ سماجی معاہدہ ہے۔'' 2- آل انڈیا مسلم لیگ سے منظور شدہ کئی تجاویز اور قراردادوں میں تمام معاشروں میں مذہبی اعتقاد کی آزادی کا تحفظ اور پیروکاری کو بالاتر حق قرار دیا گیا ہے۔ باوجود اس بات کہ آل پاکستان مسلم لیگ کے اراکین سیکولر اور آزاد خیال سوچ سے بے حد متاثر تھے، تحریک پاکستان کا نظریہ ہندوستان میں مسلم اقلیت کے لیے ایک علیحدہ ریاست کا قیام تھا جو اُن کے مفادات کا تحفظ کرے۔ مگر یہ آزادیاں مسلم اقلیت کے تحفظ تک محدود نہیں تھیں بلکہ تمام مذہبی اقلیتوں کا تحفظ تھا۔ محمد علی جناح کی طرف سے پیش کردہ مجوزہ آئینی تبدیلیوں کے بارے میں مشہور چودہ نکات میں سے ایک یہ بھی تھا کہ ''مکمل مذہبی آزادی، یعنی کہ اعتقاد کی آزادی، عبادت اور پیروکاری، پراپیگنڈہ، تنظیم اور تعلیم یعنی تمام طبقات کو تحفظ فراہم کیا جائے گا۔'' 3- مزید یہ کہ ان علاقوں میں اقلیتوں کے لیے مناسب مؤثر اور ضروری تحفظات آئین میں خصوصاً درج کیے جائیں تاکہ اُن کے مذہبی، ثقافتی، معاشی اور سیاسی مفادات اور ان اقلیتوں کے باہمی مشاورت سے انتظامی اور دیگر حقوق کو تحفظ بخشا جا سکے۔'' جو آل انڈیا مسلم لیگ کے 27 ویں سالانہ اجلاس جو کہ 22 سے 24 مارچ 1940 کو لاہور میں منعقد ہوا جواب یوم پاکستان کے نام سے منایا جاتا ہے، میں پیش کردہ قرارداد کا متن بھی تھا۔ لہٰذا ہمارے ملک کی بنیاد ہی تمام مذہبی حقوق کی پاسداری بالخصوص اقلیتوں کے مذہبی حقوق کے تحفظ پر رکھی گئی ہے۔

عوام میں اقلیتوں کے حقوق کے بارے میں آگاہی کا فقدان ہے یہاں تک کہ جن کے ذمہ قانون کا نفاذ ہے وہ اس معاملے کے بارے میں مکمل طور پر آگاہ نہیں ہیں۔

-10 اوپر بیان کردہ تاریخی تناظر کو مدنظر رکھتے ہوئے تمام دستاویزات بشمول اسلامی شقات، میں اقلیتوں کی مذہبی آزادی اور حقوق کو شامل کیا گیا۔ دستور پاکستان 1973 کی متعلقہ شقات نیچے بیان کی گئی ہیں۔

(a) مذہب (ابتدائیہ دفعات (2,20,21,22,26,27

(b) اسلام (ابتدائیہ دفعات 1,2,19, 31, 40, 62(d)(e), 203(C(3A), 203D, 203E, 203H, 227, 228, 229, 230, 231)

(c) مسلمان (ابتدائیہ دفعات (31, 40, 41, 60(3) (a), 91, 203(c), 203(2), 203E(4), 203F(3) (a), 227, 230

(d) قرآن و سنت (ابتدائیہ دفعات (227, 228,230

(e) مذہب (دفعات 20,28,33,227)

(f) عقیدہ و یقین اور پرستش (ابتدائیہ)

(g) غیر مسلم (دفعات (37, 51, 59, 62, 106, 224, 227, 260 (3) (b)

(h) اقلیت (ابتدائیہ دفعہ 36)

-11 اوپر بیان کی گئی مذاہب کے متعلق دستور کی مختلف شقات ہمیں یہ بتاتی ہیں کہ مختلف افراد اور اداروں کو مختلف قسم کے حقوق اور مراعات دی گئی ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(a) اسلام کو بنیادی حیثیت دی گئی ہے۔

(b) مسلمانوں کو غیر مسلم کے مقابلے میں کچھ مراعات دی گئی ہیں (مثلاً آرٹیکل 41 اور 91 کے تحت صدر اور وزیر اعظم کا انتخاب صرف مسلمانوں کیا جائے گا)

(c) مختلف شقات اسلامی طرز زندگی کے یقینی نفاذ کے لیے بنائی گئی ہیں۔ مثلاً اسلامی نظریاتی کونسل اور اسلامی شرعی عدالت کا قیام۔

(d) شق "c" میں مروّجہ اسلامی طرز زندگی کے مثبت نفاذ کے لیے مختلف عقائد کو تسلیم کیا گیا ہے۔ (مثلاً آرٹیکل 227 اور 228

(e) غیر مسلم اور اقلیتوں کو مختلف تحفظات اور حقوق دیے گئے ہیں۔

(f) اوپر پیرا نمبر a سے e میں بیان کیے گئے حقوق و رعایات کے علاوہ مذہبی آزادی کا حق تمام شہریوں، تمام مذاہب اور عقائد کو دیا گیا ہے۔

12۔ وہ شقات جو مذہبی آزادی اور اقلیتوں کے حقوق کے متعلقہ ہیں کا حوالہ قابل ذکر ہوگا۔ جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

قانون، امن عامہ اور اخلاقیات کے تابع،......

(الف) ہر شہری کو اپنے مذہب پر کاربند رہنے، اس پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے کا حق ہوگا؛ اور

(ب) ہر مذہبی گروہ اور اس کے ہر فرقے کو اپنے مذہبی ادارے قائم کرنے، برقرار رکھنے اور ان کا انتظام وانصرام سنبھالنے کا حق ہوگا۔

21۔ کسی شخص کو کوئی ایسا خاص محصول ادا کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا جس کی آمدنی اس کے اپنے مذہب کے علاوہ کسی اور مذہب کی تبلیغ و ترویج پر صرف کی جائے۔

22۔ (الف) کسی تعلیمی ادارے میں تعلیم پانے والے کسی شخص کو مذہبی تعلیم حاصل کرنے یا کسی مذہبی تقریب یا عبادت کا تعلق اس کے اپنے مذہب کے علاوہ کسی اور مذہب سے ہو۔

(2) کسی مذہبی ادارے کے سلسلے میں محصول لگانے کی

بابت استثناء رعایت منظور کرنے میں کسی فرقے کے خلاف کوئی امتیاز روا نہیں رکھا جائے گا۔

(3) قانون کے تابع......

(الف) کسی مذہبی فرقے یا گروہ کو کسی تعلیمی ادارے میں جو کلی طور پر اس فرقے یا گروہ کے زیر اہتمام چلایا جاتا ہو، اس فرقے یا گروہ کے طلباء کو مذہبی تعلیم دینے کی ممانعت نہ ہوگی؛ اور

(ب) کسی شہری کو محض نسل، مذہب، ذات یا مقام پیدائش کی بنا پر کسی ایسے تعلیمی ادارے میں داخل ہونے سے محروم نہیں کیا جائے گا جسے سرکاری محاصل سے امداد ملتی ہے۔

(4) اس آرٹیکل میں مذکورہ کوئی امر معاشرتی یا تعلیمی اعتبار سے پسماندہ شہریوں کی ترقی کے لئے کسی سرکاری ہیئت مجاز کی طرف سے اہتمام کرنے میں مانع نہ ہوگا۔

28۔ آرٹیکل 251 کے تابع، شہریوں کو کسی طبقہ کو، جو ایک الگ زبان، رسم الخط یا ثقافت رکھتا ہو، اسے برقرار رکھنے اور فروغ دینے اور قانون کے تابع، اس غرض کے لئے ادارے قائم کرنے کا حق ہوگا۔

36۔ ریاست، اقلیتوں کے جائز حقوق اور مفادات کا، جن میں وفاقی اور صوبائی ملازمتوں میں ان کی مناسب نمائندگی شامل ہے، تحفظ کرے گی۔

13۔ انسانی تاریخ میں مذہب نے بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ مذہب نے صدیوں تک افراد کے ذہنوں اور کردار کو متاثر کیا ہے۔ مذہبی آزادی کا مطلب فرد کی وہ آزادی ہے جس میں وہ ایسا مذہب یا عقیدہ اختیار کرے جو اس کو روحانی تسکین عطا کرے۔ تاہم مذہب کی اصطلاح کی ٹھوس بنیادوں پر تعریف کرنا مشکل ہے، تاہم مذہبی آزادی کی اس طرح تشریح کرنی چاہئے جس میں مذہبی سوچ خیالات واظہار اور عقائد کی آزادی شامل ہو۔ انفرادی خودمختاری اور معقولیت خود مختار جمہورتیوں کا وقت ہے۔ پس وہ انفرادی آزادی جو مذہبی آزادی کے بہاؤ سے حاصل ہوا اس کی تشریح مذہبی اعتقاد کے حق اور مخصوص طبقاتی آزادی کی بناء پر کر کے اس پر بند نہیں باندھا جاسکتا ہے4''۔ اقوام متحدہ کی قرارداد برائے سیاسی اور سماجی حقوق 1966 کا آرٹیکل 18 کچھ اس طرح بیان کرتا ہے:۔

''ہر ایک کو فکر، ادراک اور مذہب کی آزادی ہے۔ اس حق میں اپنی مرضی کا مذہبی، عقیدہ رکھنے یا منتخب کرنے کی آزادی، اور انفرادی یا اجتماعی یا سر عام یا نجی طور پر اپنے مذہب یا عقیدے کی پیروی کرنا، مشاہدے، عمل اور فروغ دینے اور تعلیمات عام کرنے کی آزادی دیتا ہے''۔

14۔ مذہب اور عقیدے کی آزادی کے بنیادی حق کی بین الاقوامی سطح پر مذہب اور عقیدے کی بنیاد پر عدم برداشت اور تفریق کو ختم کرنے کی قراردادوں کے تحت وضاحت کی گئی ہے۔ یہ انسانی حقوق کی اقدار اخلاقی نظر ثانی کا کام کرتی ہیں اور ان حقوق کو مقامی قوانین میں شامل کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔ عدالت عظمیٰ نے بین الاقوامی انسانی حقوق کی روایات کو کئی مقدمات میں اجاگر کیا ہے۔5۔ ان شقات کے مطالعہ سے یہ چیز ثابت ہوتی ہے کہ

> کسی مذہبی فرقے یا گروہ کو کسی تعلیمی ادارے میں جو کلی طور پر اس فرقے یا گروہ کے زیر اہتمام چلایا جاتا ہو، اس فرقے یا گروہ کے طلباء کو مذہبی تعلیم دینے کی ممانعت نہ ہوگی۔

ادراک کی آزادی کو مذہب کی آزادی سے علیحدہ نہیں کیا جاسکتا۔ جس طرح ادراک کی آزادی انفرادی حق ہے اسی طرح مذہب کے حق میں انفرادی اور اجتماعی دونوں تعبیریں شامل ہیں۔ آئین کی شق نمبر 20 کی ذیلی شق (a) انفرادی اور اجتماعی مذہبی آزادی کے حق کا اعادہ کرتی ہے اس میں دیا گیا ہے ''ہر شہری'' اور ''ہر مذہبی فرقہ اور گروہ'' اور ایک پہلو دوسرے پر غالب نہیں آسکتا۔ مزید برآں مذہبی آزادی کا انفرادی پہلو دونوں صورتوں یعنی بین المذاہب اور درون مذاہب تنازعات پر لاگو ہوتا ہے۔

15۔ اقلیتوں کے حقوق کے متعلق تمام شقات میں سے آرٹیکل 20 کو مثالی اہمیت حاصل ہے۔ اس شق کا باریک بینی سے مطالعہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ مذہب پر عمل کی آزادی اور مذہبی اداروں کے انتظام کے متعلق شق کثیر جہتی معنی متعارف کرتی ہے کیونکہ

a۔ اس آرٹیکل کے تحت مذہبی حقوق کی آگاہی اکثریتی اور اقلیتی یا مسلمان اور غیر مسلمان میں کوئی تفریق نہیں کرتی۔ یہ مذہبی تحفظ میں مساوات کے متعلق فطرت کی شق پر شہری، ہر مذہبی گروپ اور ہر فرقہ پر یہاں لازم کرتی ہے۔ مساوی مذہبی تحفظ کی شق، آرٹیکل 4 اور 25 میں مروجہ قانون کے تحت مساوی انصاف اور قانون کے تحت مساوی تحفظ کی شقات سے باہم مماثل ہے۔ دوسرے الفاظ میں جہاں تک مذہبی حقوق کی آگاہی کا معاملہ ہے شہریوں کے درمیان، مذہبی، گروہی اور فرقہ وارانہ کوئی اختلاف نہیں ہے بلکہ مکمل مساوات ہے۔

b۔ مذہبی حقوق کی آگاہی ایک بنیادی حق ہے۔ اس کو آئین کی کسی اور شق کے زیر اثر یا ماتحت نہیں رکھا گیا ہے کیونکہ یہ صرف قانون، عوامی امن اور اخلاقیات کے زیر اثر ہے نہ کہ آئین کی کسی مذہبی شق کہ ان قانونی شرائط، قیام امن اور اخلاقیات کو غیر مذہبی شرائط کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے کیونکہ قانون، امن عامہ یا اخلاقیات کی اصطلاحات ان اصطلاحات کے اسلامی معنی تک محدود نہیں۔ لہذا آئین کے آرٹیکل 20 کو اس بنیاد پر فضیلت حاصل ہے کہ صرف اس شق کے تحت قانون، امن عامہ اور اخلاقیات کی تشریح اس قدر محدود انداز میں نہیں کی جاسکتی جو مذہبی آگاہی کے حقوق کو محدود یا کم کرے۔

c۔ تبلیغ اور عمل کا حق نہ صرف مذہبی گروہوں پر بلکہ ہر شہری کو بھی مہیا ہے اس کا مطلب کیا ہے کہ ہر شہری کے پاس اپنے مذہبی خیالات پر عمل کرنے اور اس کو پھیلانے کا حق حاصل ہے چاہے اس کے خیالات اس نے اپنے مذہبی گروہوں اور فرقوں کی مروجہ سوچ سے مختلف ہی کیوں نہ ہوں۔ بالفاظ دیگر نہ تو مذہبی گروہ یا فرقے کی اکثریت نہ ہی مذہبی گروہ یا فرقے کی اقلیت کسی شہری پر اپنے عقیدے کو مسلط کر سکتی ہے۔ لہذا یہ نہ صرف مذہبی گروہ اور فرقے کو ایک دوسرے سے تحفظ فراہم کرتا ہے بلکہ ہر شہری کو اس کے ساتھی اور ہم عقیدہ کے نظریات لاگو کرنے سے بچاتا ہے۔ یہاں کہنا ضروری ہے کہ شہری سے مراد مرد اور عورت دونوں ہیں (آرٹیکل 263) جو نکتہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ بہت سے مذاہب اور عقائد کے تحت عورتوں کے ساتھ امتیازی سلوک اور انہیں کمتر قرار دیئے جانے کی روایت پر قدغن عائد کرتا ہے۔

d۔ جہاں تک مذہبی گروہ بندی کا تعلق ہے ہر مذہبی فرقے کو یہ اضافی حق دیا گیا ہے کہ وہ مذہبی ادارہ بنائے اور ان کا انتظام اور انصرام سنبھالے۔ اس طرح ایک ہی مذہبی ادارے کے اندر ایک عقیدے کو دوسرے عقیدے سے تحفظ بخشا گیا ہے۔

e۔ مذہبی آزادی کا حق ہر شہری کو تین مختلف قسم کے حقوق دیتا ہے۔ یعنی مذہب اختیار کرنے کا حق، مذہبی عبادت کا حق اور مذہبی تبلیغ کا حق۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آئین کا آرٹیکل 20 صرف نجی طور پر مذہب پر عمل کرنے کا حق نہیں دیتا بلکہ نجی اور عوامی دونوں سطح پر مذہب پر عمل پیرا ہونے کا حق دیتا ہے۔ یہاں یہ کہنا بھی ضروری ہے کہ تبلیغ کا یہ حق صرف مسلمانوں تک محدود نہیں کہ وہی اپنے مذہب کی تبلیغ کریں بلکہ یہ حق دوسرے مذاہب کے لوگوں کو بھی حاصل ہے کہ وہ نہ صرف اپنے مذہب کے لوگوں کو اس کی تبلیغ کریں بلکہ دوسرے مذاہب کے لوگوں کو تبلیغ کریں۔

اس حق کو اس تناظر میں نہیں دیکھنا چاہیئے کہ اس سے لوگوں کی مذہبی تبدیلی کو حوصلہ افزائی ہوگی بلکہ اس کا اہم پہلو یہ ہے کہ اس سے زبردستی مذہب کی تبدیلی یا دوسروں پر اپنے نظریات تھوپنے کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے کیونکہ جب سب شہریوں کو تبلیغ کا حق حاصل ہے پھر کسی شہری کو دوسروں کو زبردستی مذہب کی تبدیلی یا ان پر اپنے عقائد نافذ کرنے کا حق حاصل نہیں۔

16۔ آرٹیکل 20 میں طبقاتی حقوق کے ساتھ ساتھ انفرادی حقوق کی ضمانت بھی دی گئی ہے کہ انہیں اپنے اور دیگر مذہبی طبقات سے تحفظ بخشا جائے بنیادی مقصد معاشرے سے مذہبی تعصب کا قلع قمع ہے۔

ایک انگریزی سیاسی مفکر جان ایسٹورٹ مل نے اپنی کتاب Libety 1859 میں قرار دیا کہ عظیم مصنفین، جنہیں دنیا احترام دیتی ہے کی نظر میں مذہبی آزادی کے لیے ضروری ہے، کہ تخیلات کی آزادی کو ایک ناقابل تردید حق مانا جائے، اور اس چیز کی مکمل تردید کی ہے، کہ بنی نوع انسان اپنی مذہبی آزادی کے لیے دوسروں کو ذمہ دار ٹھہرائیں۔ قدرتی عمل ہے کہ انسان ان عوامل جن سے انہیں حقیقی لگاؤ ہو عدم برداشت رکھتے ہیں۔ مذہبی آزادی کو مشکل سے کہیں عملی طور پر قبول کیا جاتا ہے، ماسوائے جہاں مذہبی اختلافات موجود ہوں اور جوان نظریاتی اختلافات کی وجہ سے اپنے امن کو برباد کرنا پسند نہیں کرتے۔ یہ امر مذکورہ آزادی کے حجم میں اضافہ کا باعث بنتا ہے۔

17۔ اس کے برعکس مغرب میں مذہب اور ریاست کے درمیان علیحدگی اور آخر کار نشاط ثانیہ کے ارتقاء نے ایک ایسے دور کا آغاز کیا جو موضوعاتی استدلال، آزاد خیال جمہوریت، آزادی اور سیکولرازم پر مشتمل تھا۔ جمہوریت اور عقلی بنیادوں پر بہت جلد یہ محسوس کر لیا گیا کہ مذہب کو مکمل طور پر علیحدہ نہیں کیا جاسکتا مذہب کا سیاسی مقصد اختلافات، انتہا پسندی اور سچائی کی اجارہ داری کے دعوؤں کی نذر ہوگیا، جس کی مثال تاریخ میں انسانی المیوں کے بغیر نہیں ملتی۔ مذہب کی آزادی کے حقوق کی وضاحت کرتے ہوئے ہمیں مذہبی رواداری کو فروغ دینا چاہیئے جو مذہبی آزادی کے حق کی تشریح کا پس پردہ مقصد ہے۔ برصغیر میں انفرادی مذہبی حق کو معاشرے کے حق پر ترجیح دی گئی ہے جس کا ذکر بھارت کے Indian case of Sardar Syedna سردار سیدنا کے مقدمہ میں ہوا۔ یہ ضروری ہے کہ مذہبی آزادی کے حق کو بطور بنیادی اور ناقابل تنسیخ حق کے رائج کیا جائے، جبکہ ساتھ ہی اس حق کو طبقاتی سطح

> جب سب شہریوں کو تبلیغ کا حق حاصل ہے پھر کسی شہری کو دوسروں کو زبردستی مذہب کی تبدیلی یا ان پر اپنے عقائد نافذ کرنے کا حق حاصل نہیں۔

پر محفوظ کرنے اور تحفظ فراہم کرنے کی ضرورت ہے جہاں آخر الذکر بعد الذکر کی حق تلفی نہ کرے۔ جیسا معروف فرانسیسی ادیب، مورخ اور فلسفی والٹیئر نے اپنی کتاب 'رسائل بر رواداری' 1763 میں قرار دیا' مذاہب، ہمیں اس دنیا اور آخرت میں خوش رکھنے کے لیے تخلیق دیئے گئے ہیں، لیکن آنے والے وقتوں میں جو امر ہمیں مسرت بخشے گا، وہ انصاف پر قائم رہنا ہے۔

18۔ تاہم جو سوال زیر غور ہے وہ یہ ہے کہ آیا آئین میں اقلیتوں کو جو حقوق دیئے گئے ہیں ان کی حقیقتاً پاسداری ہو رہی ہے یا نہیں؟

19۔ اس سوال کا بہترین انداز میں حوصلہ افزا جواب اس صورت دیا جاسکتا ہے جب ملک کے سماجی و سیاسی حالات کو مدنظر رکھا جائے۔ پاکستان ایک ناپختہ جمہوری عمل کا حامل ملک ہے اور دوسرے ممالک کی طرح (جو غریب ہیں) سیاسی اور سماجی مسائل سے نبرد آزما ہے۔ زیادہ تر سیاسی ادارے ابھی ارتقا کے مراحل میں ہیں۔ تاہم جمہوری حکومت کے چیدہ چیدہ خصوصیات میں مکمل دیانتداری اور روزمرہ زندگی میں مساوات وانصاف کے بنیادی اصولوں کی پاسداری بلاامتیاز رنگ ونسل، ذات پات اور مذہب شامل ہیں۔

جمہوریت کے حصول کے لیے یہ ضروری ہے کہ مندرجہ بالا مسائل سے احسن طور پر نمٹا جائے، جمہوریت غیر مخلوط نعمت نہیں۔ ایک جانب یہ اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت کرتی ہے اور دوسری جانب یہ ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کرتی ہے جہاں عدم برداشت اور نفرت کے وہ انحرافی راستے وا کرتی ہے جو معاشرتی تقسیم اور تشدد کا باعث بنتے ہیں۔ عدم برداشت اور نفرت نے بے لگام ذرائع ابلاغ کے ذریعے عوام میں اپنی جڑیں بنائی ہیں۔ ایک انگریزی اخبار روزنامہ 'ڈان' نے اس مسئلے کو 14 جون 2014 کو اس انداز میں بیان کیا۔

''ایک چھوٹے درجے کا سروے جو آن لائن آزادیء اظہار کے گروپ کی جانب سے کیا گیا جس کا مقصد سوشل میڈیا پر تمام نفرت انگیز تقاریر کے استعمال کے متعلق تھا جو زیادہ تر پاکستانیوں پر مشتمل تھا کے نتائج تکلیف دہ مگر بلا توقع تھے۔

''جس کے مطابق 600 سے زیادہ جوابداران میں سے اکیانونے فیصد نے آن لائن نفرت آمیز تقاریر سے آگاہی کا دعویٰ کیا اور ایک جزوی تجزیے کے مطابق جو 30 سے زائد مشہور سماجی رابطے کے نیٹ ورک یعنی فیس بک، ٹیوٹر وغیرہ کے تجزیوں سے حاصل کیا گیا۔ جس گروپ کو نشانہ بنایا جاتا ہے ان کے نتائج بھی کچھ کم حیران کن نہیں۔ ان گروہوں میں جنہیں زیادہ تر نشانہ بنایا جاتا ہے شیعہ، احمدی، بھارتی، ہندو، ملحدین، ریاستی ادارے، خواتین، جنسی اقلیت اور مقامی نسلیت شامل ہیں۔ تاہم یہ بات قابل ذکر ہے کہ آن لائن حاصل کردہ خیالات سے مجموعی سوچ کو اجاگر نہیں کیا جاسکتا خصوصاً اس ملک میں جہاں صرف دس فیصد آبادی آن لائن رہتی ہو۔ مگر 3G اور 4G نیٹ ورک کے انقلاب کے بعد صرف ہفتوں یا مہینوں کی بات ہے کہ پاکستانی آن لائن آنے والے افراد کی تعداد میں ڈرامائی انداز میں اضافہ ہوگا اور نتیجے میں نفرت پر مبنی تقاریر جنگل میں آگ کی طرح پھیل جائیں گی اور پھر پردے کے پیچھے بیٹھے نامعلوم عناصر اپنے مذموم مقاصد میں عوام سے واہیات اور گھٹیا تبصرہ حاصل کر کے اسے بین الاقوامی سطح پر آن لائن موضوع گفتگو بنائیں گے، اب وقت ہے کہ پاکستانی آن لائن نوجوان جو جدید ٹیکنالوجی سے واقف ہیں یہ سمجھ سکیں کہ وہ اپنا کلچر، نفرت اور کنایئے اس معاشرے سے حاصل کرتے ہیں جہاں اس قسم کی گفتگو بتدریج اہمیت حاصل کرتی جارہی ہے۔

تاہم ہر نفرت پر مبنی لفظ تشدد کی طرف نہیں لے جاتا ان سب میں یقیناً مناسب سے بڑھ کر تعلق ہوگا ان نفرت انگیز تقریروں اور اس تشدد کا جس کا سامنا گروہوں جیسے احمدیوں اور دیگر اقلیتوں نے کیا ہوگا۔ آن لائن دنیا جواب تباہی کے دھانے پر کھڑی ہے تک رسائی کے ساتھ اب وقت آچکا ہے کہ اس مسئلے کے حل کے لیے سنجیدگی سے اقدامات کیئے

جائیں۔

20۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی رپورٹ 2013ء کے مطابق مذہبی تشدد ایک پر تاسف تجزیہ پیش کرتا ہے۔ 2013ء کے پہلے چند ہفتوں میں بلوچستان میں تشدد نے 200 سے زائد شیعوں کی زندگی لے لی۔ 2000 سے زیادہ فرقہ وارانہ دہشت گردی کی وجہ سے 687 افراد موت کے منہ میں گئے۔ سات سے زیادہ احمدیوں کو ہدافی قتل کیا گیا۔ پاکستانی مسیحوں پر جان لیوا حملے میں پشاور کے چرچ میں 100 سے زیادہ مسیحوں کی جان لی گئی۔ لاہور میں ایک مسیحی کے خلاف توہین رسالت کے الزام میں مسلمانوں نے ہمسایہ مسیحوں پر حملہ کیا اور سو سے زیادہ گھروں کو جلا دیا گیا۔ اور مذہبی منافرت کے الزام میں 17 احمدیوں، 13 مسیحوں کو اور 9 مسلمانوں پر مذہبی منافرت کا الزام عائد کیا گیا۔ بدین میں دو ہندوؤں کی میتوں کو اس وجہ سے ان کی قبروں سے نکال دیا گیا کہ یہ صرف مسلمانوں کا قبرستان ہے اور یہاں صرف مسلمان ہی دفن ہوں گے''۔

21۔ چیف سیکرٹری بلوچستان نے ایک سوال کے جواب میں اس عدالت کے رجسٹرار کو ایک خط کے ذریعے مطلع کیا کہ 415 ہزارہ برادری کے افراد جن کا تعلق شیعہ مسلک سے ہے ان کو فرقہ وارانہ بنیاد پر گزشتہ گیارہ سالوں میں قتل کیا گیا ہے۔

22۔ مندرجہ بالا فرقہ وارانہ فسادات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارا آئین صرف تحریری تحفظ دیتا ہے۔ اس بات کی ضمانت کوئی نہیں ہے کہ ان حقوق کا عملاً تحفظ کیا جائے گا۔ اس لئے ضروری ہے کہ متعلقہ حکومت اور ادارے ان حقوق کی پاسداری کے لیے عملی اقدامات کریں جو اس امر کو یقینی بنائے کہ ان حقوق کو تحفظ ملے اور عملی طور پر وہ ان سے مستفید ہو سکیں۔

23۔ کوئی معاشرہ یا قوم تعصب، فرقہ واریت، مذہبی عصبیت اور اس کے نتیجے میں ہونے والے تشدد سے عاری نہیں ہوتا۔ 1526ء میں بشپ آف لندن کے دہشت گردی کے الزامات کا سامنا کرنا پڑا تھا کیونکہ پارلیمنٹ ہاؤس کو اس لیے اڑانا چاہتے تھے کہ پروٹسٹنٹس نے پارلیمنٹ میں اکثریت حاصل کر لی تھی۔ شیکسپیئر کے آخری ڈرامے ''ہنری ہشتم'' میں اس کا پاپائے اعظم یہ پیشن گوئی کرتے ہوئے ملتا ہے''۔ مستقبل کی الزبتھ امن، فراوانی، محبت اور دہشت گردی کے مناسب اقدامات کے ملے جلے امتزاج سے حکمرانی کرے گی''۔ شمالی اور جنوبی آئرلینڈ کی اقوام ایک دوسرے سے باہم متصادم رہیں اور عقیدے کی بنیاد پر تشدد کو عام کیا گیا۔

24۔ اعتقاد کے نام پر ہونے والے بربریت کے ایسے واقعات کے بارے میں جب کبھی ہم سوچتے ہیں تو ہمیشہ ہمیں قرآن کریم کی ایک آیت یاد آتی ہے جس میں کہ ایسے واقعات کی نہ صرف مذمت کی گئی ہے بلکہ انہیں انسانیت کے خلاف ایک جرم گردانا گیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

ترجمہ: اس بناء پر ہم نے بنی اسرائیل کے لیے یہ قرار دیا کہ جو شخص کسی انسان کو بغیر اس کے کہ وہ ارتکاب قتل کرے یا روئے زمین پر فساد پھیلائے، قتل کردے تو

> پاکستانی مسیحوں پر جان لیوا حملے میں پشاور کے گرجا گھر میں **100** سے زیادہ مسیحوں کی جان لی گئی۔ لاہور میں ایک مسیحی کے خلاف توہین رسالت کے الزام میں مسلمانوں نے ہمسایہ مسیحوں پر حملہ کیا اور سو سے زیادہ گھروں کو جلا دیا گیا۔ اور مذہبی منافرت کے الزام میں **17** احمدیوں، **13** مسیحوں کو اور **9** مسلمانوں پر مذہبی منافرت کا الزام عائد کیا گیا۔ بدین میں دو ہندوؤں کی میتوں کو اس وجہ سے ان کی قبروں سے نکال دیا گیا کہ قبرستان میں صرف مسلمان ہی دفن ہوں گے۔

یہ اس طرح ہے گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جو کسی ایک انسان کو قتل سے بچالے تو گویا اس نے تمام انسانوں کی زندگی بخشی ہے اور ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واضح دلائل کے ساتھ بنی اسرائیل کی طرف آئے پھر بھی ان میں سے بہت سے لوگوں نے روئے زمین پر ظلم اور تجاوز کیا''۔ (سورۃ المائدہ آیت 32)

25۔ اسلام دوسرے مذاہب کے لوگوں کو اپنا مذہب تبدیل کرنے پر مجبور نہیں کرتا بلکہ انہیں اپنے عقیدے پر چلنے کی مکمل آزادی دیتا ہے اور اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کرتا۔ یہ آزادی قرآن وسنت کے عین مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یوں مخاطب ہوتے ہیں۔

اور اگر تیرا چاہتا تو وہ سب لوگ جو زمین پر ہیں سارے کے سارے ایمان لے آتے۔ پر کیا تو لوگوں پر جبر کرے گا۔ یہاں تک کہ وہ مومن بن جائیں۔ (سورۃ یونس، آیت 99)

''دین میں کوئی مجبوری نہیں۔ راست روی کج روی سے الگ ہو چکی ہے۔ پس جو سرکش کا انکار کرتا ہے اور اللہ پر ایمان رکھتا ہے اس نے یقیناً مضبوط رستے کو تھام لیا جو ٹوٹ نہیں سکتا۔ اور اللہ سننے والا، جاننے والا ہے''۔ (سورۃ البقرۃ، آیت 256)

26۔ نہ صرف اسلام غیر مسلموں کو مذہب کی آزادی دیتا ہے بلکہ اسلام کے بردبار اصول غیر مسلموں کی عبادت گاہوں کے تحفظ کی ضمانت بھی دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:۔

''(وہ) جو اپنے گھروں سے ناحق نکال دیئے گئے کہ وہ کہتے ہیں'' ہمارا رب اللہ ہے'' اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے سے ہٹاتا نہ رہے تو خانقاہیں، گرجے، معبد اور مسجدیں، جن میں اللہ کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے گرا دیئے جائیں۔ اور اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کرتا ہے۔ اللہ قوت والا اور غالب ہے۔ (سورۃ حج، آیت 40)۔

27۔ مسلمان خلفاء اپنے جنگی سپہ سالاروں کو جو کہ جنگی مہمات/ جہاد پر جاتے ان کو اس معاملے کی ضمانت بارے ضروری اقدامات کرنے کا حکم جاری کرتے۔ اس کی پہلی مثال حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حضرت عثمان ابن زید رضی اللہ عنہ کو یہ حکم ہے:۔

''میں آپ کو ان امور کی ادائیگی کا حکم دیتا ہوں؛ کسی عورت، بچے یا بوڑھے شخص کو قتل نہیں کرنا؛ پھلدار درختوں کو نہیں کاٹنا یا گھروں کو نیست ونابود یا جلانا نہیں، بے ایمانی اور دھوکے بازی مدت کرنا، بزدل مت بننا؛ اور تمہارا واسطہ ایسے لوگوں سے پڑے گا جنہوں نے خانقاہی زندگی کے لیے خود کو وقف کر دیا ہے انہیں اپنے اعتقاد کے ساتھ تنہا رہنے دو''۔

(تبری، تاریخ تبری جلد سوئم، صفحہ 210)

28۔ دوسری مثال حضرت عمر رضی اللہ عنہ الخطاب کا وہ معاہدہ ہے جو یروشلم ایلیا کے لوگوں کے ساتھ ہوا:۔

''یہ ضمانت ایمان والوں کو سپہ سالار، اللہ کے غلام عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے ایلیا کے لوگوں کو دی جاتی ہے: ان کو اور ان کی قوم کے ہر شخص کو اس کی جان، مال، عبادت گاہوں، قربان گاہوں اور ان کے اندر موجود ہر شخص چاہے بیمار ہو یا صحت مند، کی ضمانت دی جاتی ہے۔ ان کے گھر جا گھروں پر قبضہ یا ان کو گرایا نہیں جائے گا اور نہ ہی ان سے کوئی شے لی جائے گی نہ ہی ان کا سامان نہ ان کی صلیب یا

دولت لی جائے گی۔ ان کو ان کے دین سے زبردستی پھیرا جائے گا اور نہ ہی اس وجہ سے ان کو تکلیف دی جائے گی۔ ایلیا میں یہودی آبادکاریوں کو ان پر قبضہ نہیں کرنے دیا جائے‘‘۔

(تبری، تاریخ تبری جلد سوئم، صفحہ 210)

29۔ دنیا کے تمام بڑے مذاہب کے بنیادی مقاصد میں سے ایک مقصد اس جانبداری کو ختم کرنا اور انسانیت کی تبلیغ کرنا ہے۔ تاہم عملی طور پر دینی عقائد کی غلط تشریح کی وجہ سے مذہب نے جانبداری کی لعنت سے انسان کو آزادی دلانے کی بجائے ان کو اپنا غلام بنالیا ہے۔ جس کا نتیجہ تشدد اور انسانی مسائل کی صورت میں نکلا ہے۔ تقریباً تمام جدید جمہوری نظاموں میں حکومتوں اور پارلیمان نے ماضی میں اقلیتوں کے ساتھ کی گئی ناانصافیوں کے خاتمے کے لیے کوششیں کی ہیں۔

30۔ 1954ء میں امریکی سپریم کورٹ نے ایک شائع شدہ مقدمہ ’’براؤن بنام بورڈ Brown Vs. Board of Education of Topeka (1954) US 483 میں سکولوں میں امتیازی تقسیم ختم کردی اور متعلقہ ریاست میں وفاقی فوج کو حکم دے کر بھجوایا اور اپنے فیصلے پر عملدرآمد کو یقینی بنایا۔ اس فیصلے میں امریکی سپریم کورٹ اپنے پہلے فیصلے Dred Scott Vs. Sandford (1857) 960 US 393 جس میں رنگت کی بنیاد پر ایک شخص کو شہریت دینے سے انکار کردیا گیا تھا سے بہت دور آ گئی۔ ماضی قریب میں اس ملک نے ایک غیر نسل کو اپنا صدر منتخب کیا جو جناب باراک حسین اوباما ہیں۔

31۔ کینیڈا میں ابھی پچھلے ماہ برطانوی کولمبیا کی پارلیمان کو چینی مہاجرین/تارکین وطن سے روا رکھے گئے امتیازی اور غیر منصفانہ سلوک پر معافی کی قرار داد منظور کرنا پڑی۔ روزنامہ ’’گلوب اینڈ میل‘‘ نے اس بارے میں اپنے اداریہ میں لکھا:۔

’’یہ مسلسل تکلیف دہ ہے کہ جیسا 1947ء میں تھا ویسے آج بھی کینیڈا میں چینی تارکین وطن کے خلاف منظم نسلی امتیاز ہوتا رہا۔

پچھلی جمعرات برطانوی کولمبیا کی قانون ساز اسمبلی نے آخر کار چینی کینیڈین شہریوں سے معذرت کی تحریک پاس کی/منظور کی۔

کینیڈا بحیثیت مجموعی اس تعصب کا شکار تھا مگر برطانوی کولمبیا سب سے زیادہ متاثرہ صوبہ تھا تو کینیڈا کی پارلیمنٹ نے چینی تارکین وطن کے ساتھ امتیازی سلوک کے بارے دو بہت اہم قوانین منظور کیے۔

آٹھ سال پہلے سٹیفن ہارپر نے وزیراعظم بننے کے بعد فوری ایک معذرت پیش کی۔

برطانوی کولمبیا معذرت/ معافی کے مطابق: ایک دو حصوں پر مشتمل تحریک پریمئر کرسٹی کلارک نے پیش کی۔ ماضی کی BC کی حکومتوں نے 1871ء سے لے کر 1947ء کے دوران چینیوں کے خلاف سو سے زائد قوانین، قواعد اور پالیسیاں مرتب کیں۔ چینی کو وان جو ایک این ڈی پی قانون ساز اسمبلی کا رکن تھا نے اہم تاریخی تقریر کی جس میں 89 بلوں اور 49 قراردادوں کی طرف اشارہ کیا جو کہ منظور کی گئی تھیں اور 7 رپورٹیں پیش کیں جن میں کینیڈا کی قومیت رکھنے والے چینیوں اور دیگر غیر انگریز عوام کا حوالہ دیا۔ 1872 اور 1928 کے درمیان قانون ساز اسمبلیوں کے تمام اجلاسوں میں اس طرح کے اقدامات کئے گئے اور ایسی بہت سی تحاریک، تجاویز اور دوران بحث سوالات تھے۔

اس سے قبل سر جون اے میکڈونلڈ کی خواہش پر تارکین وطن کی اجرتوں میں کٹوتی کے خدشے کو ختم کیا گیا جنہوں نے یہ جواز پیش کیا کہ کینیڈا کا ریلوے نظام کبھی تعمیر نہیں ہو پائے گا اگر اس میں چائنیز مزدور کام نہیں کریں گے۔

ہیڈ ٹیکس۔ جو 1885ء میں چینی تارکین وطن کو معاشی طور پر دبانے کی ایک کوشش تھی۔ بعد ازاں یہ بھی موثر ثابت نہیں ہوا۔ لیکن چینیوں کے خلاف بیزاری اس وقت ختم ہونا شروع ہوئی جب کینیڈین حکومت نے چینی کینیڈین شہریوں کو دوسری جنگ عظیم میں زبردستی فوج میں بھرتی کرنا شروع کیا۔ انتہائی محدود اور امتیازی قانون موسومہ Chinese Immigration Act کو بالآخر 1947ء میں منسوخ کردیا گیا اور اسی سال کینیڈا نے اپنا پہلا قانون شہریت (Citizenship Act) منظور کیا اور یہی وہ دور ہے جب اٹلانٹک چارٹر اور اقوام متحدہ کا چارٹر اور عالمی قرارداد برائے انسانی حقوق پیش کی گئیں یہ سب عالمی انسانیت پر زور دیتے ہیں۔ لہٰذا جنگ اور امن دونوں نے منظم نسل پرستی کے خلاف کام کیا۔

بے شک نسل پرستی/نسلی امتیاز بذات خود اور کچھ اس کا ترکہ تاحال موجود ہے۔ لیکن ترقی بہرحال ممکن ہے اور پیش رفت ہو رہی ہے۔ (عالمی اداریہ ’’برطانوی کولمبیا کی چائنیز کینیڈین قوم سے واجب الادا معافی‘‘ مورخہ 18 مئی 2014ء)

32۔ کسی طبقے کے ساتھ روا رکھی گئی زیادتیوں کے لیے کسی شخص یا قوموں کو معافی کا خواستگار ہونے کے لیے انتہائی جرات کا مظاہرہ کرنا پڑتا ہے۔ بطور قوم اب ہمارے لئے وقت ہے کہ انفرادی طور پر ایک منعکس لمحہ پائیں، لمحہ جو روح کی تلاش کرے یا پھر حساب کتاب کا وہ لمحہ جب ہم اپنے آپ سے پوچھیں کہ کیا ہم نے آئین میں تحریر ضمانتوں اور قائداعظم محمد علی جناح اس ملک کے بانی کے نظریے کے مطابق اپنی زندگیاں بسر کیں؟ جنہوں نے پہلی قانون ساز اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے 11 اگست 1978ء کو کہا تھا:

’’آپ آزاد ہیں؛ آپ مندروں میں جانے کے لیے آزاد ہیں۔ آپ اپنی مسجدوں میں جانے کے لیے آزاد ہیں اور اس ریاست پاکستان میں کسی بھی جگہ عبادت گاہ میں جانے کے لیے آزاد ہیں۔ آپ کسی بھی مذہب، ذات اور عقیدے سے تعلق رکھتے ہوں اس سے ریاست کو کوئی سروکار نہیں‘‘۔

33۔ تقریر کے اقتباس سے لئے گئے مذکورہ مقولے کے پیچھے جس سوچ کی عکاسی کی گئی ہے وہ ’’انصاف سب کے لیے‘‘ کی تحریک ہے (ایک نظم جو ہم میں سے کسی ایک (جناب جسٹس تصدق حسین جیلانی) نے لکھی ہے) جس کو عدالت عظمیٰ کے فل کورٹ کے اجلاس میں ’’عدالتی نغمہ‘‘ قرار دیا گیا ہے، اور جس کو پاکستان بار کونسل نے اپنی تقریبات میں علامتی نغمہ (Theme Song) کے طور پر اپنایا ہے۔ نظم اس طرح پڑھی جاتی ہے:۔

آنسو، خون پسینہ بہا کر۔ سخت تگ و دو کے بعد
سرزمین وطن کا حصول ہوا ممکن
آزادی تو حاصل کرلی ہے مگر ابھی ہیں پابہ زنجیر
ابھی بھی میلوں کی مسافت ہے باقی
سفر ہے کٹھن اور فضا بے رحم ہے
طویل سفر کی ہے ابتداء۔ قائد کا تصور ہے واضح
جمہوریت، ایمان، برداشت اور رواداری
رنگ نسل اور مذہب کے تعصب سے پاک ریاست کے تھے خواہاں
کیا کہیے مگر! بھٹک گئی ہے منزل تخیل ہی بدل ڈالا
قلعے ہوں ریت کے جیسے بہت مخدوش و بے مایہ
بے منزل ایسے جیسے جنگل میں بھٹکے ہوئے بچے
یہی زوالی نسخے۔ یہی تاریخ کا روگ
قوم بٹ گئی پھر سے دھرتی خوں اگلتی ہے
پیام کھو جائے اگر بساط پھر الٹتی ہے
جان لو! ابر مصائب ہے جزائے بے مثل
دعا ہے کہ قائد کا یہ پیام رہے جاوداں
یہ شمع یہ کرنیں سدا ایوان عدل کو رکھیں منور
انصاف کا ترازو رہے سربلند

خوابوں، امیدوں اور عہد پر رہیں قائم

کہ

انصاف سب کے لئے۔

34۔ ایک آزادانہ جمہوریت میں عدالت عظمیٰ جو کہ ملک کی سب سے بڑی عدالت ہے، کو یہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ اس آئین کا تحفظ اور دفاع کرے جس میں شہریوں کو بنیادی حقوق مہیا کئے گئے ہیں۔ اس لیے عدالتوں کو ان مقدمات کا فیصلہ کرتے وقت جن میں دوران مذہب اور بین العقائد تصادم کا عنصر موجود ہو، یہ امر ملحوظ رکھنا چاہیے کہ ہر عقیدے کے پیروکاروں میں کچھ ایسے پیروکار ہوتے ہیں جو مذہب کی تشریح کرتے ہوئے تنگ نظری سے کام لیتے ہیں۔ یہ لوگ جوشیلے پرچار کرتے ہوئے بھول جاتے ہیں کہ تمام عقائد کا پیغام مشترک اور انسانیت کی فلاح کے لئے ہے۔

35۔ جیسا کہ والیٹر نے اپنی کتاب ''مسائل بر رواداری "Treatise on Tolerance" میں رغبت سے بیان کیا ہے ''اے خدائے امین کے مختلف عبادت گزارو! اگر تم ظالم دل کے ساتھ عبادت کرتے ہو جبکہ خدا جسے تم پوجتے اس کا تمام قانون یہی ہے کہ، خدا سے اور پڑوسی سے محبت کرو، تو تم نے اس کے مقدس اور پاک قانون کو جھوٹ اور فضول تنازعات سے بھر دیا ہے، اگر تم نے نفرت کی آگ کو ہوا دی ہے صرف ایک نئے لفظ کے لیے اور بعض اوقات صرف ایک حرف کے لئے، اگر تم نے کچھ حروف کی غلطی کے لیے ایک لافانی سزا مقرر کردی ہے، یا رسومات کے لیے جن کو دوسرے لوگ سمجھنے سے قاصر ہیں، پھر تم سے مجھے آنکھوں میں آنسوؤں کے ساتھ انسانیت کی ہمدردی کے ساتھ یہ ضرور کہنا چاہیے ''تم میرے ساتھ مل کر اس دن کے متعلق تصور کرو جس دن تمام لوگوں کا فیصلہ کیا جائے گا اور جس دن خدا ہر ایک کو اس اعمال کے مطابق جزا و سزا دے گا''۔

36۔ قرآن پاک کے اندر دیا گیا نظریہ کثرت مسلسل طور پر اس امر کو اجاگر کرتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پرانے مذاہب کو ختم کرنے، ان کے انبیاء کا انکار کرنے یا نیا عقیدہ دینے کے لیے نہیں آئے تھے۔ اس کے برعکس، ان کا پیغام وہی ہے جو کہ حضرات ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہے۔ ایک افراطی معاشرہ قائم کرنے کا مقصد جس میں بنیادی انسانی حقوق کا احترام ہو اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتا جب تک ہم یہ نہ سمجھ لیں کہ ہم باہمی انحصار کی دنیا میں رہ رہے ہیں۔ باہمی ربط کی دنیا جہاں فاصلے سمٹ گئے ہیں، سرحدی ہجرت کی دنیا اور ایسی دنیا جہاں ثقافتی شناخت بہت تیزی سے بدل رہی ہے۔ ہم سب ایک انسانی نسل کے ارکان ہیں جس کے سامنے مشترک مسائل ہیں اور ہم ان مسائل سے نہیں نمٹ سکتے جب تک ہم باہم متحد نہیں ہو جاتے۔ ہمارے اردگرد کی دنیا کا تغیر پذیر چہرہ بین الاقوامی اور قومی سطح پر صرف فرقہ وارانہ، نسلی اور قومی تعصّباب، جو کہ مشترکہ اقدار اور بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے، کی حوصلہ شکنی اور ان اقدار کے فروغ اور

> ایک آزادانہ جمہوریت میں عدالت عظمیٰ جو کہ ملک کی سب سے بڑی عدالت ہے، کو یہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ اس آئین کا تحفظ اور دفاع کرے جس میں شہریوں کو بنیادی حقوق مہیا کئے گئے ہیں۔ اس لیے عدالتوں کو ان مقدمات کا فیصلہ کرتے وقت جن میں مذاہب کے مابین اور بین العقائد تصادم کا عنصر موجود ہو، یہ امر ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ ہر عقیدے کے پیروکاروں میں کچھ ایسے پیروکار ہوتے ہیں جو مذہب کی تشریح کرتے ہوئے تنگ نظری سے کام لیتے ہیں۔

ان پر سختی سے عمل پیرا ہونے سے ہی حاصل کی جا سکتا ہے۔

37۔ متذکرہ بالا بحث کی روشنی میں عدالت قرار دیتی ہے اور ہدایت کرتی ہے کہ:۔

1۔ وفاقی حکومت کو ایک ٹاسک فورس تشکیل دینی چاہیئے جس کے ذمے مذہبی رواداری کا قیام لائحہ عمل تشکیل دینے کا کام ہو۔

2۔ سکول اور کالج کے درجات پر ایسا مناسب نصاب تشکیل دیا جائے جو مذہبی اور سماجی رواداری کی ثقافت کو فروغ دے۔ 1981ء میں اقوام متحدہ نے اپنی ایک بنیادی قرارداد میں یہ قرار دیا کہ ''بچے کو مذہب اور اعتقاد کی بنیاد پر کسی بھی قسم کے تعصب سے محفوظ رکھا جائے گا اور اس کی نشوونما سمجھداری رواداری، افراد کے مابین دوستانہ روابط، امن اور آفاقی بھائی چارے، مذہبی آزادی اور توانائی اپنے ساتھیوں کی مدد کے لیے وقف ہوں گی''۔ (اقوام متحدہ کی قرارداد برائے خاتمہ عدم برداشت اور تعصب بربنائے مذہب اور اعتقاد)۔

3۔ وفاقی حکومت ایسے مناسب اقدامات اٹھائے جن کی بناء پر سوشل میڈیا پر نفرت انگیز تقاریر کی حوصلہ شکنی کو یقینی بنایا جا سکے اور مرتکب افراد کو قانون کے مطابق سزا کے دائرہ میں لایا جائے۔

4۔ قومی کونسل برائے اقلیتی حقوق تشکیل دی جائے جس کے دائرہ اختیار میں منجملہ اور چیزوں کے یہ بھی شامل ہو کہ آئین اور قانون کے تحت اقلیتوں کو حاصل حقوق اور تحفظات کو عملی طور پر تسلیم کیا جائے۔ کونسل کو یہ ذمہ داری بھی سونپی جائے کہ وہ وفاقی اور صوبائی حکومتوں کی جانب سے اقلیتوں کے حقوق کے حقوق کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے پالیسی سفارشات مرتب کرے۔

5۔ ایک مخصوص پولیس فورس تشکیل دی جائے جسے اقلیتوں کی عبادت گاہوں کے تحفظ کے لیے پیشہ وارانہ تربیت دی گئی ہو۔

6۔ فاضل اٹارنی جنرل پاکستان فاضل ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل پنجاب، خیبر پختونخوا اور بلوچستان کی جانب سے وفاقی اور صوبائی اداروں میں تعیناتی کے لیے اقلیتوں کا کوٹہ مختص کرنے کے متعلق بیانات کے تناظر میں وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتوں کو یہ ہدایات جاری کی گئیں کہ وہ متعلقہ پالیسی ہدایات جو تمام محکموں میں اقلیتوں کا کوٹہ مختص کرنے کے متعلق ہیں کے نفاذ کو یقینی بنائے۔

7۔ ان تمام مقدمات جن میں قانون کے تحت ضامن حقوق کی خلاف ورزی اور اقلیتوں کی عبادت گاہوں کی بے حرمتی عمل میں لائی گئی ہو متعلقہ قانون نافذ کرنے والے اداروں کو فوری اقدامات اٹھانے چاہئیں جن میں مرتکب افراد کے خلاف اندراج فوجداری مقدمات بھی شامل ہیں۔

8۔ دفتر عدالت ایک علیحدہ فائل تیار کرے گا جسے بینچ کے تینوں اراکین کے روبرو پیش کیا جائے گا جس کا مقصد اس امر کو یقینی بنانا ہوگا کہ فیصلہ ہذا کو اس کی اصل روح کے مطابق موثر بنایا جائے اور مذکورہ بینچ ملک میں اقلیتوں کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی سے متعلق شکایات اور درخواستوں کو بھی سنے گا۔

38۔ مقدمہ ہذا کی کارروائی متذکرہ بالا نتیجہ خیز احکامات کی روشنی میں اختتام کو پہنچی۔

اسلام آباد

مورخہ 19 جون 2014ء

اشاعت کے لئے منظور شدہ

پسند کی شادی کرنے پر نوجوان لڑکے کو قتل کر دیا گیا

خیرپورمیرس 15 اگست 2016ء کو روزنامہ عوامی آواز میں خبر چھپی کہ ضلع خیر پور میرس کے علاقے ہنگورجہ شہر میں مرضی کی شادی کرنے پر سباس طاہرہ اور کامران لاڑک کو دھوکے سے بلا کر اسلحہ کے زور پر سباس طاہرہ کے باپ احسن شاہ اور انکے ہمراہ ان کے بھائی کو زہر دیے دیا جس میں کامران ہلاک ہوگیا جبکہ سباس طاہرہ کو بچالیا گیا۔ واقعہ کی تصدیق اور چھان بین کے لئے HRCP کی ایک فیکٹ فائنڈنگ ٹیم کی جانب سے واقعے کی تفصیلات معلوم کی گئیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

واقعے کا پس منظر

ضلع خیر پور میرس کے علاقے ہنگورجہ کے محلّہ لاڑک کے رہائشی 20 سالہ کامران ولد غلام رسول لاڑک اور 19 سالہ سباس طاہرہ دختر احسن شاہ نے 7 اگست کو اپنے گھر سے نکل کر نواب شاہ کی عدالت میں جج کے روبرو 8 اگست کو پسند کی شادی کرلی اور بعد ازاں قتل ہونے کے خوف سے 4 دن تک مختلف جگہوں پر روپوش رہے۔ اس کے بعد مقتول کامران کے بڑے بھائی عمران کے گھر جامشورو میں 12 اگست کو آ ٹھہرے، بعدازاں احسن شاہ اور انکے بھائی اینٹی کرپشن کے ایس ایچ او شمشاد شاہ نے دونوں کو دھوکے سے اپنے گھر بلا کر اسلحے کے زور پر 14 اگست کی شب سباس طاہرہ اور کامران لاڑک کو زبردستی زہر پلایا، جنھیں سول اسپتال خیر پور اور بعد میں چانڈکا اسپتال میں داخل کیا گیا جہاں پر کامران لاڑک جسم میں زیادہ زہر پھیلنے پر چل بسا جبکہ سباس طاہرہ شاہ کو بچالیا گیا۔

سباس طاہرہ شاہ انٹر پاس ہے اس کا باپ احسن شاہ بڑا زمیندار ہے اور انکے بھائی اعلیٰ ریاستی عہدوں پر تعینات ہیں۔ جسٹس ریٹائرڈ زوار حسین بھی انکا بھائی ہے اور شمشاد شاہ اینٹی کرپشن میں ایس ایچ او ہے۔ احسن شاہ کا داماد شکیل حیدر شاہ کرائیم برانچ میں ایس ایس پی ہے۔ سباس طاہرہ احسان شاہ کی اکلوتی بیٹی ہے۔ احسن شاہ نے کامران کی پھپھو سے 20 سال قبل پسند کی شادی کی تھی۔ سباس طاہر کی ماں کینسر کی بیماری میں کراچی کے ایک ہسپتال میں داخل ہے۔ سباس طاہرہ کا 7 ماہ قبل اس کی ماں کی مرضی سے کراچی میں نکاح پڑھایا گیا تھا جبکہ ماں کا کومہ میں جانے پر وہ نکاح ختم کردیا گیا تھا۔ کامران لاڑک ایک عام غریب گھرانے سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ دوکاندار تھا اور انٹر پاس تھا۔ اس کے بھائی عمران لاڑک کو حال ہی میں چند ماہ پہلے جامشورو میں بطور لیکچرار ملازمت ملی تھی۔ کامران اور عمران دو بھائی تھے اور دو بہنیں ہیں۔

واقعے کے متعلق پڑوسیوں کا موقف

مقتول کامران لاڑک کے پڑوسی ندیم چانگ نے HRCP کی ٹیم کو بتایا کہ کامران لاڑک کو احسن شاہ والوں نے ہی زہر دیا تھا، افسوس کی بات یہ ہے کہ تین پولیس اہلکار اشرف علی لغاری، صدرالدین سوندھڑو اور سہراب شرجن کی موجودگی میں سباس طاہرہ شاہ اور کامران لاڑک کو زہر دیا گیا۔ جب لاڑکانہ سے کامران لاڑک کی نعش لائی گئی تو ہر طرف آنکھ آشکبار تھی، کامران کے باپ غلام رسول اور بھائی عمران کو پولیس لاک اپ سے صرف 10 منٹ لایا گیا تھا۔

کامران لاڑک کے رشتے داروں کا موقف

کامران لاڑک کے رشتے دار محمد اسماعیل لاڑک، واجد اور محمد لاڑک، والدہ رخسانہ اور بہن فوزیہ نے ٹیم کو بتایا کہ احسن شاہ نے تحسین شاہ، مراد شاہ اور شمشاد شاہ کی موجودگی میں دونوں کو زہر دیا تھا۔ کامران کا والد غلام رسول اور انکا بھائی عمران لاڑک اور ماں رخسانہ بھی وہاں موجود تھی۔ پولیس نے سب کو گرفتار کرلیا جن میں احسن شاہ، تحسین شاہ، مراد شاہ، غلام رسول لاڑک اور عمران لاڑک شامل تھے جب کہ SHO شمشاد شاہ فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا تھا لیکن پولیس نے تین دن کے بعد حیدرآباد سے اسے بھی گرفتار کرلیا تھا۔ جو تین پولیس اہلکار وہاں موجود تھے ان میں ایک پولیس اہلکار اشرف لغاری نے فرار ہو کر ایس ایچ او غلام قادر جتوئی کو اطلاع دی جس پر پولیس نے کارروائی کی۔ کامران اور سباس طاہرہ شاہ کو فوری طور پر خیر پور سول اسپتال پہنچایا گیا۔ کامران لاڑک کو 4 دن کے بعد تشویشناک حالت میں لاڑکانہ چانڈکا اسپتال میں داخل کیا گیا جہاں پر وہ اگلے دن ہلاک ہوگیا۔ ہمیں احسن شاہ اور شمشاد نے بلا کر کہا کہ ’’جوڑی کو ان کے حوالے کر دیا جائے، وہ اپنی بیٹی کو رخصت کرنا چاہتے ہیں‘‘۔ کامران کی ماں رخسانہ نے ٹیم کو بتایا کہ اس نے احسن شاہ سے منت کی اور کہا کہ ’’آپ ہمیں کوئی بھی سزا دے دیں مگر میرے بیٹے کو میرے سامنے قتل نہ کریں لیکن اس نے ایک بھی نہیں سنی‘‘۔

> **20** سالہ کامران ولد غلام رسول لاڑک اور **19** سالہ سباس طاہرہ دختر احسن شاہ نے **7** اگست کو اپنے گھر سے نکل کر نواب شاہ کی عدالت میں جج کے روبرو **8** اگست کو پسند کی شادی کرلی اور بعد ازاں قتل ہونے کے خوف سے **4** دن تک مختلف جگہوں پر روپوش رہے۔

پولیس کا موقف

ایس ایچ او غلام قادر جتوئی حدود تھانہ ہنگورجہ نے ایچ آر سی پی کی ٹیم کو بتایا کہ انہیں خفیہ اطلاع ملی جس پر 14 اگست کی رات کے تقریباً 1 بجکر 30 منٹ پر انہوں نے کاروائی کی اور جائے واردات پر پہنچے جہاں پر ملزمان احسن شاہ، تحسین شاہ، مراد شاہ جبکہ کامران کا باپ غلام رسول لاڑک اور عمران لاڑک موجود تھے جنہیں گرفتار کرلیا گیا جبکہ شمشاد شاہ فرار ہو چکا تھا۔ جسے انہوں نے حیدرآباد سے دو دن بعد گرفتار کیا اور ملزمان کے خلاف مقدمہ درج کیا۔ فوری طور پر کامران لاڑک اور سباس طاہرہ شاہ کو اسپتال پہنچایا اور جائے واردات سے زہر کی شیشی اور ایک عدد پستول اور پانچ گولیاں برآمد کیں۔

سباس طاہرہ شاہ کا موقف

سباس طاہرہ نے 21 اگست کوٹھری میرواہ کی عدالت میں اپنا موقف پیش کیا اور کہا کہ انہیں چچا شمشاد شاہ نے سب کے سامنے زہر دیا تھا۔ مزید کہا کہ اس میں اس کے سسر غلام رسول اور دیور عمران لاڑک کا اس میں کوئی قصور نہیں۔ انہیں آزاد کیا جائے۔ عدالت نے اس بیان پر انہیں آزاد کرنے کا حکم جاری کیا۔ سباق طاہرہ نے مزید بتایا کہ انہیں دھوکے سے بلوایا گیا تھا، انہیں اس کے باپ نے کہا کہ وہ اپنی بیٹی کو عزت سے گھر سے رخصت کرنا چاہتا ہے جس کی وجہ سے وہ جامشورو سے ہنگورجہ 13 اگست کو آئے اور 13 اور 14 اگست کی شب بابا نے مجھ پر اور کامران پر سب پہلے کمرے میں بند کر کے تشدد کیا۔ بعد میں پسٹل سے فائر کرنا چاہا لیکن چچا شمشاد نے یہ کہہ کر منع کیا کہ فائر کی آواز سے لوگ گھر کے آگے جمع ہو جائیں گے اس لیے ان کو زہر دینا چاہئے۔ دو بار زہر دینے کے بعد احسن شاہ کامران کے پاس آیا اوپر آیا اور اسے لاتیں مار کر تسلی کی کہ وہ مر چکا ہے۔ میرے سسر، ساس اور دیور کے سامنے ہمیں زہر دیا گیا۔ اتنے میں پولیس نے چھاپا مارا اور ہمیں اپنی تحویل میں لے لیا۔ سباس نے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ اس کا کامران سے رابطہ فیس بک پر ہوا تھا اور ان کا تعلق 6 ماہ تک چلا۔ جب اس کے گھر والوں نے اسے پسند کی شادی کی اجازت نہ دی تو انہوں نے نواب شاہ کی عدالت میں 8 اگست کو پسند کی شادی کرلی۔

احسن شاہ کا موقف

سباس طاہرہ شاہ کے باپ احسن شاہ نے میڈیا کو عدالت میں ریمانڈ لیتے وقت اپنا بیان دیا کہ اس نے دونوں کو غیرت میں آ کر قتل کرنے کے لئے زہر دیا تھا۔ جرم میں اس کے علاوہ کسی اور کا قصور نہیں ہے۔

عمران لاڑک کا موقف

کامران لاڑک کے بھائی عمران لاڑک نے کہا کہ وہ کسی بھی قیمت پر ملزموں کو معاف نہیں کریں گے۔ انہوں نے ہائی کورٹ میں وکیل نثار بھنبھرو کی معرفت سے پٹیشن دائر کی ہے۔ فیکٹ فائنڈنگ ٹیم میں راقم کے علاوہ امداد علی کھوسو اور محترمہ خالدہ شامل تھیں۔

چائلڈ لیبر سے متعلق ایک ناقص قانون

آئی۔اے۔رحمٰن

پنجاب حکومت نے اینٹوں کے بھٹوں پر بچوں کی مشقت کے خاتمے کے لئے جو کوششیں کی ہیں، ان کا گرم جوشی کے ساتھ خیر مقدم ضرور کرنا چاہئے لیکن اس بات کا دھیان رکھنے کی بھی ضرورت ہے کہ اس مقصد کے لئے جو وسیلہ، یعنی اینٹوں کے بھٹوں پر بچوں کی مشقت پر پابندی سے متعلق قانون استعمال کیا گیا ہے اس میں موجود بہت سی اہم خامیوں پر غوروخوض کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ یاد رہے کہ یہ قانون حال ہی میں نافذ کیا گیا ہے یہ قانون جنوری 2016ء میں آرڈی ننس کی جگہ نافذ کیا گیا تھا۔ آرڈی ننس میں موجود خامیوں کو دور کرنے کی بجائے، قانون سازوں نے مزید مبہم قانون بنانے کا راستہ اختیار کیا۔ جہاں تک آرڈی ننس کا تعلق ہے، نیا قانون ان بچوں کو تحفظ مہیا کرتا ہے جن کی عمریں 5 سے 14 سال کے درمیان ہیں۔ ظاہر ہے کہ حکومت اب بھی بچوں کے حقوق سے متعلق کنونشن میں دی گئی اپنی ذمہ داریوں سے پہلو تہی کرنے کا تہیہ کئے ہوئے ہے۔ کنونشن کے تحت حکومت کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ 18 سال سے کم عمر کے تمام افراد کو بچوں ہی میں شمار کرے۔ بچوں کے حقوق کے لئے کام کرنے والے متحرک افراد اور وہ جو بچوں سے پیار کرتے ہیں اس صورتحال کو برداشت نہیں کریں گے۔

اس سے قبل اگر کسی بھٹے پر بچہ کام کرتے ہوئے مل جاتا تو آرڈی ننس کے تحت تو مالک سزاوار مانا جاتا تھا، لیکن نئے قانون کے تحت بچے کے والدین بھی اس غیر قانونی عمل کے اتنے ہی ذمہ دار گردانے جائیں گے جتنے کہ بھٹوں کے مالکان۔ یہ بھٹہ مالکان کو خوش کرنے کے لیے کیا گیا ہے جن کا کہنا تھا کہ وہ نہیں چاہتے کہ بچے مشقت کریں لیکن اس قانون کو دنیا کے سب سے زیادہ اوٹ پٹانگ اور وحشیانہ قوانین میں شمار کیا جائے گا۔ یہ صحیح ہے کہ غریب والدین عمومی طور پر اپنے معصوم بچوں کو کام پر لگا دیتے ہیں اور پنجاب کا لازمی پرائمری تعلیم کا قانون ان والدین کو سزائیں بھی دیتا ہے جو بچوں کو سکول نہیں بھیجتے لیکن نیا قانون سکول اور اینٹوں کے بھٹہ میں تفریق نہیں کرتا۔ اینٹوں کے بھٹے کا مالک والدین کے نہ چاہنے کی صورت میں بچوں سے بھٹے پر مشقت لینے کے لیے مجبور نہیں ہے۔ درحقیقت اس نئے قانون کے ذریعے مالک کے لائق تعزیر ہونے میں کمی آجاتی ہے اور اس بات کو شرمناک ہی کہا جاسکتا ہے۔ ایسی صورت میں کہ جب غریب مزدور ہر ہفتہ قانون میں دیئے گئے اوقات کار سے زیادہ دیر تک کام کرنے کے لئے تیار ہوں تو ایسی صورت میں اس کا ذمہ دار صرف مالک ہی کو گردانا جائے گا۔ طاقتور بھٹہ مالکان بدقسمت محنت کشوں کا استحصال کرنے کے لئے دوہری ذمہ داری کے اصول کا کوئی نہ کوئی راستہ نکال لیتے ہیں۔ مزید برآں پیشگی کے جس عذاب کا بھٹہ مزدوروں کو سامنا تھا، اس پر قابو پانے کے لیے ماضی میں کئے جانے والے اقدامات کو کافی حد تک ختم کردیا گیا۔ درحقیقت یہی چیز بندھوا مزدوری نظام کی بنیاد تھی۔

یہ یاد دہانی ضروری ہے کہ عدالت عظمیٰ نے اپنے 1989ء کے ایک اہم اور امتیازی حیثیت رکھنے والے فیصلے میں کہا تھا کہ ''مستقبل میں پیشگی کا نظام ختم کرنا ہوگا''۔ تاہم ''مخصوص مقدمات'' میں استثناء دیتے ہوئے کہا کہ ''اگر مزدوروں اور بھٹہ مالکان کے درمیان اس معاملے پر کوئی مناسب اور معقول معاہدہ ہوجاتا ہے تو پھر موخر الذکر اول الذکر کو (یعنی بھٹہ مالک بھٹہ مزدور کو) پیشگی قرضہ دے گا جو کسی بھی صورت میں سات روز کے معاوضے سے زیادہ نہیں ہوگا۔ لیکن 1992ء میں پارلیمنٹ اس فیصلے سے ایک قدم آگے گئی اور اس نے بانڈڈ لیبر سسٹم (ابالیشن) ایکٹ کے تحت پیشگی پر مکمل پابندی عائد کردی۔ اگرچہ بانڈڈ لیبر سسٹم (ابالیشن) ایکٹ، جس کو پنجاب حکومت نے 2012ء میں چند معمولی ترامیم کے ساتھ اپنایا، نے تمام سابقہ قوانین کا استرداد کردیا تھا، لیکن جنوری 2016ء کے صوبائی آرڈی ننس نے پیشگی کے نظام کو بحال کردیا اور پیشگی کی حد ایک اجرتی عرصے کی اجرت کے چھ گنا مقرر کردی لیکن اس کا تعین مزدور کے اجرتی وقت کی شرح اور ایک ماہ کی مدت دوران کمائی گئی اجرت کی مناسبت سے کیا جائے گا۔ اگر اس کی اجرت کام کی مقدار کے حساب سے ہے تو پھر ایک ماہ کے دوران کمائی جانے والی اجرت کے حساب سے اس کو پیشگی دی جائے گی۔ اس شق کی تشریح کے حوالے سے جس افراتفری اور ذہنی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا، اس سے کافی مشکل پیدا ہوئی چنانچہ پیشگی کی حد پچاس ہزار روپے مقرر کردی گئی۔ یہ رقم عدالت عظمیٰ کی منظور کردہ رقم سے کہیں زیادہ ہے اور یہ بھاری پیشگی قرضہ دار بھٹہ مزدور کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑ سکتا ہے۔

> آرڈی ننس میں موجود خامیوں کو دور کرنے کی بجائے، قانون سازوں نے مزید مبہم قانون بنانے کا راستہ اختیار کیا۔ جہاں تک آرڈی ننس کا تعلق ہے، نیا قانون ان بچوں کو تحفظ مہیا کرتا ہے جن کی عمریں **5** سے **14** سال کے درمیان ہیں۔ ظاہر ہے کہ حکومت اب بھی بچوں کے حقوق سے متعلق کنونشن میں دی گئی اپنی ذمہ داریوں سے پہلو تہی کرنے کا تہیہ کئے ہوئے ہے۔ کنونشن کے تحت حکومت کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ **18** سال سے کم عمر کے تمام افراد کو بچوں ہی میں شمار کرے۔

علاوہ ازیں بانڈڈ لیبر سسٹم (ابالیشن) ایکٹ میں پیشگی پر روک سے متعلق اس روبہ زوال اور انحطاط پذیر شق کو تسلیم کرلینا بظاہر ناممکن لگتا ہے لیکن قانون سازوں نے 1988ء سے 1992ء کے دوران پیشگی کے طریقہ کار کے حوالے سے ہونے والے اس تمام بحث مباحثے کو نظرانداز کردیا۔ یاد رہے کہ برسہا برس سے ''پیشگی'' کے ذریعے بھٹہ مزدوروں پر قرض کا بوجھ بڑھتا رہا اور یہ مالی بوجھ اتار نہ سکنے کے باعث وہ غلامی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہوئے۔ ان کے ساتھ اس حد تک کھلواڑ کیا جاتا رہا کہ پیشگی کی واپسی نہ ہونے کے باعث مزدوروں کو بیچ دیا جاتا۔ پنجاب کی نوکر شاہی گزشتہ کئی برسوں سے پیشگی کے نظام کی بحالی کی کوشش کررہی ہے۔ اس مقصد کے لیے اس نے بانڈڈ لیبر سسٹم (ابالیشن) ایکٹ میں ترمیم کروانے کی بے حد کوششیں کیں لیکن اپنی اس کوشش میں ناکام ہونے کے بعد نوکرشاہی نے پیشگی کے نظام کی بحالی کے لئے اس قانون کا سہارا لیا جس کا مقصد بچوں کی مشقت پر پابندی لگانا ہے۔ جب سیدھے ہاتھ سے گھی نہ نکلے تو پھر ٹیڑھی انگلی سے نکالنا پڑتا ہے اور پنجاب کی نوکرشاہی نے یہی راستہ اپنایا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بچوں کی مشقت کے خلاف اقدام کا پیشگی کے ساتھ کیا تعلق ہوسکتا ہے؟

نئے قانون کے حوالے سے متعدد دوسرے مسائل کا سامنا بھی ہے۔ انسپکٹر کو یہ اختیار دے دیا گیا ہے کہ وہ بھٹہ مالکان کی طرف سے قانون کی خلاف ورزی کرنے پر سات روز تک کے لیے بھٹہ بند کرسکتا ہے حالانکہ یہ اختیار جوڈیشل ٹربیونل کا ہوتا ہے۔ متعدد دوسرے معاملات میں اور بہت سی قانونی خلاف ورزیاں سامنے آئی ہیں۔ یہ بات ذہن میں رکھنے کی ہے کہ انسپکٹر کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ بھٹہ مالکان کی طرف سے قانون شکنی کے واقعات کے بارے میں پولیس یا دوسرے متعلقہ حکام کو آگاہ کرے۔ انسپکٹر کو سات روز تک کے لئے بھٹہ بند کرنے کا اختیار دے کر مزید خرابیاں پیدا کی جارہی ہیں۔ قانون پر بہتر طور پر عملدرآمد کرانے کے لیے حکومت ضلعی لیبر کمیٹیاں قائم کرسکتی ہے۔ بانڈڈ لیبر سسٹم (ابالیشن) ایکٹ کا محور ضلعی نگران کمیٹی ہے اور ہم جانتے ہیں کہ صوبائی حکومتوں نے ان کمیٹیوں کے قیام کو روکنے کی راہ سے کس طرح اپنے قدم واپس موڑ لئے ہیں۔ اس بات کی کوئی ضمانت نہیں کہ ضلعی لیبر کمیٹیاں جلد قائم کردی جائیں گی۔ ان کمیٹیوں کی ذمہ داریاں نگران کمیٹیوں کے سپرد کردی جائیں گی۔

اینٹوں کے بھٹوں پر بچوں کی مشقت کو روکنے کے منصوبوں کو لوگ بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ عام لوگوں کی توجہ حکومت کے اس وعدے پر ہے کہ مشقت سے آزاد کئے جانے والے تمام بچوں کو سکول بھیجا جائے گا۔ حکومت دعوے کررہی ہے کہ ہزاروں بچوں کو پہلے ہی سکولوں میں داخل کیا جاچکا ہے اور ہر بچے کو ایک ہزار روپے ماہوار وظیفہ دیا جارہا ہے۔ اس کے علاوہ سکول داخل ہونے والے ہر بچے کے والدین کو دو ہزار روپے امدادی رقم دینے کی سکیم کامیابی سے چل رہی ہے۔ منصوبے کے اس حصے پر بھرپور بحث کی ضرورت ہے۔ فی الحال یہ ضمانت مانگنا ہی کافی ہوگا کہ مشقت سے فارغ ہوجانے والے تمام بچے سکولوں میں تعلیم حاصل کرنے جارہے ہیں اور اس بات کو یقینی بنانا بھی ضروری ہے کہ ایسے تمام تعلیمی اداروں میں بچوں کی مناسب نگہداشت کی جارہی ہے اور انہیں تمام ممکنہ سہولتیں فراہم کی جارہی ہیں۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈان)

پولیس نے اعتراف جرم کے لیے تشدد کا نشانہ بنایا

ہری پور ضلع ہری پور کے گاؤں میر پور چوئیاں کے رہائشی غلام محمد نے ضلعی عدالت میں ضابطہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 491 کے تحت درخواست دائر کی جس میں موقف اختیار کیا گیا کہ 13 ستمبر کو کوٹ نجیب اللہ پولیس اسٹیشن کے ایس ایچ او ساجد فاروق کی قیادت میں پولیس کی ایک ٹیم نے ان کے گھر پر چھاپہ مارا اور اس کے بیٹے محمد نعیم کے بارے میں دریافت کیا۔ پولیس نے بتایا کہ اس کے خلاف ایک شکایت درج ہے جس کے متعلق اس سے پوچھ گچھ کی جائے گی۔ اگلے دن غلام محمد اپنے بیٹے کو لے کر پولیس اسٹیشن گیا جہاں محمد نعیم کو تھانے میں زیر حراست کر لیا گیا جبکہ غلام محمد کو یہ کہہ کر واپس بھیج دیا گیا کہ محمد نعیم سے پوچھ گچھ کر کے رہا کر دیا جائے گا۔ غلام محمد دو دن بعد اپنے بیٹے کی رہائی کے لیے تھانہ گیا تو اسے بتایا گیا کہ اس کے بیٹے پر ایک فرد سے نقدی اور دیگر قیمتی اشیاء لوٹنے کا الزام عائد ہے اور اس سلسلے میں اس سے تفتیش کی جا رہی ہے۔ تاہم کئی روز تک اپنے بیٹے کی رہائی نہ ملنے پر غلام محمد نے حبس بے جا کی پٹیشن دائر کی۔ بعد ازاں مایوس ہو کر اس نے اقدام خودکشی کیا۔ اس کے بعد غلام محمد نے ایک پریس کانفرنس منعقد کی اور تمام متعلقہ اعلیٰ حکام سے اپیل کی ہے کہ اس کے بیٹے کو پولیس کی غیر قانونی حراست سے نجات دلائی جائے۔ بعد ازاں پولیس نے محمد نعیم کو عدالت میں پیش کیا اور پیشی سے 24 گھنٹے قبل کی گرفتاری ظاہر کی۔ اور مزید تحقیقات کے لیے عدالت سے محمد نعیم کا جسمانی ریمانڈ حاصل کیا۔ 11 دن بعد اسے عدالتی ریمانڈ پر ہری پور جیل بھیجا گیا جہاں اس کے اہل خانہ کے مطابق پولیس نے اس سے اعتراف جرم کروانے کے لیے اسے شدید تشدد کا نشانہ بنایا۔

(محمد صداقت)

مردم شماری میں تیسرا خانہ

پشاور صوبائی حکومت کی جانب سے صوبہ میں خواجہ سراؤں کو تحفظ فراہم کرنے اور انہیں تمام ضروری سہولیات پہنچانے کے احکامات کے باوجود محکمہ شماریات خیبر پختونخوا مردم شماری کے فارم میں خواجہ سراؤں کیلئے علیحدہ کالم وضع نہ کرنے کے خلاف خواجہ سراؤں نے پشاور ہائی کورٹ میں رٹ پٹیشن دائر کردی ہے اور استدعا کی ہے کہ مردم شماری کے فارم میں مرد و خواتین کے ساتھ خواجہ سراؤں کیلئے تیسرہ خانہ بھی شامل کیا جائے۔ چیئرمین نادرا، ڈی جی نادرا، ڈی جی ہیومن رائٹس، چیف سیکرٹری، سیکرٹری سوشل ویلفیئر، چیف الیکشن کمشنر اور صوبائی الیکشن کمشنر کو فریق بناتے ہوئے موقف اختیار کیا گیا کہ درخواست گزار پاکستان کے شہری اور خیبر پختونخوا کے رہائشی ہیں۔ اسی بناء انہیں دیگر شہریوں کی طرح آئین پاکستان کے تحت تمام بنیادی حقوق حاصل ہیں۔

(روزنامہ ایکسپریس)

امن کمیٹی کے سابق سربراہ کو قتل کر دیا گیا

ٹانک 4 ستمبر 2016 کو ٹانک میں نامعلوم افراد نے فائرنگ کر کے امن کمیٹی کے سابق سربراہ کو قتل کر دیا۔ ملزمان واردات کے بعد فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ پولیس کے مطابق تھانہ گول بازار کے علاقہ کوٹ اعظم میں نامعلوم افراد نے فائرنگ کر کے امن کمیٹی کے سابق سربراہ محمد شعیب کو قتل کر دیا۔ پولیس کے مطابق مقتول کی لاش ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال ٹانک منتقل کر دی گئی جبکہ ملزمان کی گرفتاری کیلئے چھاپے مارے جا رہے ہیں۔ (روزنامہ آج)

کچہری میں خودکش دھماکہ، 13 افراد جاں بحق

مردان مردان کی کچہری میں خودکش دھماکہ ہوا جس کے نتیجے میں 13 افراد جاں بحق اور 60 زخمی ہو گئے۔ جاں بحق ہونے والوں میں 3 وکلاء، 3 پولیس اہلکار اور بلدیہ مردان کے سابق چیئرمین بھی شامل ہیں۔ 2 ستمبر 2016 کو ایک خودکش حملہ آور نے کچہری کے گیٹ پر سیکورٹی کی ڈیوٹی دینے والے تین پولیس اہلکاروں پر دستی بم پھینک دیا اور ساتھ ہی اندر گھس گیا تاہم وہ چند قدم کے فاصلے پر گیا ہی تھا کہ زخمی کانسٹیبل جنید نے اسے دبوچ لیا اور زور زور سے چلا کر وکلاء کو خبردار کرتا رہا کہ دہشت گرد گھس آیا ہے جس پر خودکش حملہ آور نے خود کو دھماکے کے ساتھ اڑا دیا جس کے نتیجے میں کانسٹیبل جنید، اس کے دو ساتھی کانسٹیبلز اعظم ولد اجمل سکنہ گوجر گڑھی اور اشتیاق ولد لعل بھادر سکنہ قاسم طورو کے علاوہ تین وکلاء یوسف علی شاہ ولد کشور خان سکنہ گوجر گڑھی، الیاس ثانی ولد عبداللہ جان ثانی سکنہ روڑیا جدید اور سید اکبر خان سکنہ شیخانوں کلے اور بلدیہ مردان کے سابق چیئرمین حاجی ارشد خان سمیت تیرہ افراد جاں بحق ہو گئے جن میں محمد ایاز سکنہ بنک روڈ مردان، محمد اسماعیل سکنہ طورو، فصیح اللہ سکنہ ناظم آباد سواڑیان اور عبداللہ سکنہ نیست روڈ مردان شامل ہیں۔ خودکش حملے میں 60 کے قریب افراد زخمی ہوئے تاہم اکثر زخمیوں کو ابتدائی طبی امداد کے بعد فارغ کر دیا گیا۔ اس رپورٹ کے ارسال ہونے تک ڈی ایچ کیو ہسپتال میں خودکش حملے کے ساتھ زخمی جبکہ ایچ ایم سی ہسپتال میں آٹھ زخمی زیر علاج تھے۔

(روزنامہ آج)

جھلسنے والا نوجوان چل بسا

پشاور یکہ توت کے علاقے رحمان بابا قبرستان کے قریب معمولی تکرار پر جلائے جانے والا نوجوان ہسپتال میں دم توڑ گیا۔ پولیس کے مطابق 31 اگست کو کامران نے زخمی حالت میں رپورٹ درج کرائی تھی کہ وہ رحمان بابا قبرستان کے قریب موجود تھا کہ اس دوران گلزار سکنہ گنج نامی شخص کے ساتھ اس کی تکرار ہوگئی جس پر ملزم نے مشتعل ہو کر اس پر مٹی کا تیل ڈال کر آگ لگا دی جس سے اس کا سارا جسم جھلس گیا، زخمی کو تشویشناک حالت میں ہسپتال منتقل کر دیا گیا تھا تاہم وہ زخمیوں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گیا۔ پولیس نے مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کر دی ہے۔ (روزنامہ آج)

گولیوں سے چھلنی مسخ شدہ نعش برآمد

بنوں ستمبر 2016 کو بنوں میں گولیوں سے چھلنی مسخ شدہ لاش ملی، لاش کی شناخت نہ ہونے پر امانتاً دفنا دی گئی۔ تھانہ کینٹ پولیس کو اطلاع ملی کہ علاقہ پلوسئی میں ایک نامعلوم شخص کی جھلسی ہوئی لاش پڑی ہے جس پر نعش کو ڈی ایچ کیو ہسپتال پہنچایا گیا جہاں پوسٹ مارٹم رپورٹ کے مطابق نامعلوم ملزمان نے مقتول کو گولیاں مارنے کے بعد لاش کو آگ لگا دی تھی۔

(روزنامہ ایکسپریس)

نوجوان کی ہلاکت

تورغر تحصیل جدباء کے گاؤں سورے آشاڑی کا نوجوان نامعلوم مقام سے گولی لگنے سے جاں بحق ہو گیا۔ عبادت خان لاہور شہر میں مزدوری کرتا تھا۔ بڑی عید کی چھٹیوں تورغر گاؤں آیا تھا۔ عید سے ایک دن پہلے عبادت خان گھاس کاٹنے چلا گیا کہ نامعلوم مقام سے گولی آئی اور عبادت خان کے سر میں لگ گئی۔ جس کی وجہ سے عبادت خان بے ہوش ہو گیا۔ عبادت خان کو ایبٹ آباد لے جایا گیا مگر وہ جانبر نہ ہو سکا۔ (محمد زاہد)

فاٹا اصلاحات: منصوبہ بندی اور خطرات

آئی۔اے۔رحمٰن

فاٹا اصلاحات سے متعلق کمیٹی نے اپنی رپورٹ ریاستوں اور سرحدی علاقوں کی وفاقی وزارت (سیفرون) کی ویب سائٹ کے ذریعہ مشتہر کرکے اچھا کیا ہے لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کا مطالعہ سنجیدگی اور احتیاط کے ساتھ کیا جائے اس لئے کہ بعض اوقات بے باک اور دلیرانہ اقدامات کی حامل پالیسی خطرناک حد تک جلد بازی کا شکار ہوسکتی ہے۔ یہ کمیٹی نومبر 2015ء میں قائم کی گئی تھی اور اس کا دس ماہ کے اندر رپورٹ تیار کرلینا کسی کارنامے سے کم نہیں۔ بہرحال ضرورت اس بات کی تھی کہ کمیٹی بنانے سے پہلے اس بات پر سنجیدگی کے ساتھ غور کرلیا جاتا کہ کمیٹی کی ساخت کیسی ہوگی یا یہ کہ اس کا ڈھانچہ کیسا ہوگا۔ اس کے علاوہ یہ فیصلہ بھی کمیٹی کی تشکیل سے پہلے کرلینا بہتر ہوتا کہ متعلقہ افراد کے ساتھ مشاورت کا لائحہ عمل کیا ہوگا۔

خارجہ امور کے مشیر سرتاج عزیز کی سربراہی میں قائم ہونے والی کمیٹی گورنر جھگڑا (اور ان سے پہلے گورنر عباسی) ریاستوں اور سرحدی علاقوں سے متعلق امور کے وفاقی وزیر (ریٹائرڈ) لیفٹیننٹ جنرل عبدالقادر بلوچ، وزیر قانون زاہد حامد، قومی سلامتی کے مشیر (ریٹائرڈ) لیفٹیننٹ جنرل ناصر جنجوعہ اور سیفرون کے وفاقی سیکرٹری محمد شہزاد ارباب پر مشتمل تھی۔ بہتر ہوتا اگر ان بھاری بھرکم حکومتی افراد کے ساتھ ساتھ چند غیر سرکاری نمائندوں کو بھی کمیٹی کا رکن بنادیا گیا ہوتا۔ کمیٹی نے قبائلی ایجنسیوں اور سرحدی علاقوں کے ملکوں اور سربرآوردہ افراد کے ساتھ مشاورت کی۔ اس کے علاوہ کمیٹی نے تمام سیاسی جماعتوں اور سول سوسائٹی کے دوسرے ارکان جن میں تاجر، میڈیا کے نمائندے اور نوجوان شامل تھے، کے ساتھ بھی مشاورت کی۔ اگرچہ کمیٹی نے ان افراد کے نام ظاہر نہیں کئے جن کے ساتھ اس نے مشاورت کی تھی، اس لئے ان نمائندوں کی مشاورتی حیثیت اور اہمیت کے حوالے سے کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ خیبرپختونخوا کے ارکان پارلیمنٹ کے ساتھ مشاورت نہیں کی گئی تھی۔ اس کے علاوہ دوسرے علاقوں کے نمائندگان یا تنظیموں، مثال کے طور پر وکلاء کی ایسوسی ایشنوں کے ساتھ بھی مشاورت نہیں کی گئی۔ نصیراللہ بابر نے 1976ء میں جو تجاویز تیار کی تھیں (اگر 1977ء میں مارشل لاء نہ لگتا تو ان تجاویز پر عملدرآمد ہوسکتا تھا)، ان کے بارے میں رپورٹ میں مختصراً ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ 1996ء میں بالغ رائے دہی کی فاٹا تک توسیع، 2002ء میں لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کا فاٹا میں نفاذ، صاحبزادہ امتیاز احمد کی 2006ء کی رپورٹ، 2006ء کا فاٹا سسٹین ایبل ترقیاتی منصوبہ، ریٹائرڈ جسٹس اجمل میاں کی 2008ء کی رپورٹ، 2008 کی شہید بھٹو فاؤنڈیشن کی تیار کردہ رپورٹ، سیاسی جماعتوں کے مشترکہ کمیشن کی 2013ء کی رپورٹ اور 2015ء میں حکومت کی فاٹا اصلاحات کمیشن رپورٹ سے پوری طرح استفادہ نہیں کیا گیا۔ ان تمام ترکوششوں کا مقصد ایف سی آر کی اصلاح ہے اور موجودہ کمیٹی کے ذمہ بھی یہی کام ہے۔

کمیٹی نے خیبرپختونخواہ کے ساتھ فاٹا کے محدود ادغام کی تجویز پیش کی ہے۔ اس تجویز کے مطابق اس علاقے کو ایک خصوصی قانون کے تحت چلایا جائے گا جس کو ''قبائلی علاقہ جات رواج ایکٹ'' کا نام دیا گیا ہے۔ یہ ایکٹ ایف سی آر کا متبادل ہوگا۔ رپورٹ میں تجویز کیا گیا ہے کہ ایف سی آر میں مشترکہ ذمہ داری سے متعلق شقوں کو نئے ایکٹ میں سے نکال دیا جائے۔ رپورٹ میں مزید کہا گیا ہے ''پاکستان کی عدالت عظمٰی (سپریم کورٹ) اور پشاور ہائی کورٹ کے اختیارات کو فاٹا تک توسیع دی جائے''۔ کمیٹی نے سفارش کی ہے کہ دیوانی اور فوجداری معاملات

اس عمل پر افغانستان اور مقامی عوام کی ایک تعداد کے ممکنہ ردعمل کو نظرانداز کرنا دانشمندی نہیں ہوگی۔ اس لیے کہ یہ لوگ اس علاقے کے خیبرپختونخوا کے ساتھ انضمام کی مخالفت کرتے چلے آرہے ہیں۔ یہاں تک کہ فاٹا کے اراکین اسمبلی نے جو یادداشت پیش کی ہے اور جس کا حوالہ رپورٹ میں دیا گیا ہے، اس میں دو راستوں کا حوالہ دیا گیا ہے۔ ایک یہ کہ اس کو خیبرپختونخوا میں شامل کردیا جائے یا نیا صوبہ تشکیل دیا جائے لیکن مالاکنڈ ڈویژن کے ایک سینئر وکیل نے اس مضمون نگار کو بتایا کہ فاٹا کے مستقبل کے بارے میں فیصلہ ملک کی خارجہ اور دفاعی پالیسیوں میں بڑے پیمانے پر تبدیلیوں کے بغیر ممکن نہیں۔

کے لئے جرگہ کے نظام کو برقرار رکھا جائے جبکہ جج (کونسا جج) بزرگوں کی ایک کونسل تشکیل دے گا جو اصل معاملات کے بارے میں رواج کی مطابقت سے فیصلہ کرے گی اور سول ریفرنس پر ہونے والی تحقیقات کی روشنی میں فیصلہ کرے گی۔ جہاں تک فوجداری معاملات کا تعلق ہے تو ایسے معاملات کا فیصلہ مناسب اور اطلاق پذیر قانون کی روشنی میں کیا جائے گا۔ بھونڈے طریقے سے ڈرافٹ کی گئی ضابطہ بندی کو ضدی قسم کے لوگ مناسب طریقے سے جانچ پڑتال نہیں کرنے دیں گے۔

اب فاٹا کے لئے جو رمز یہ لفظ استعمال ہوتا ہے، وہ ہے ''رواج''۔ ہم نے حال ہی میں اس وقت یہ لفظ سنا جب آدمیوں کو پولیٹیکل ایجنٹ نے اس لئے قتل کے الزام سے بری کردیا تھا کہ جرگہ نے قرار دیا تھا کہ رواج کے تحت غیرت کے نام پر انسان کے ہاتھوں انسان کا قتل جائز تھا۔ ہر کوئی چاہے گا کہ وہ جانے کہ رواج کے قانون کے تحت فاٹا کیسا ہوگا۔ اگر مجوزہ رواج ایکٹ، قبائلی رسمی قانون کو جائز قرار دیتا ہے تو پھر قبائلی لوگوں کو خیبرپختونخوا کی آبادی میں کیسے مدغم کیا جاسکے گا۔ ایسی صورتحال میں صوبے کے لوگ تین مختلف اور عمومی طور پر انصاف کے متضاد نظاموں میں جکڑے جائیں گے۔ یعنی ایک تو پاکستانی قوانین ہوں گے۔ دوسرا مالاکنڈ کا نظام عدل ہوگا اور تیسرا قبائلی علاقوں میں رواج کا نظام رائج ہوگا۔

معتبر ذرائع کا کہنا ہے کہ اقوام متحدہ کی ایجنسی نے ''رواج ایکٹ'' کی تیاری میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اگر اقوام متحدہ کے افراد کی وابستگی ثابت ہوجاتی ہے تو پھر قانون وانصاف کے اصولوں کے خلاف قانون بنانے کی موزونیت کو صحیح ثابت کرنا خاصا مشکل ہوجائے گا اس لئے کہ غیر امتیازی قوانین کے عالمی چیمپئن قانون وانصاف کے اصولوں کی بھرپور حمایت کرتے چلے آرہے ہیں۔ کمیٹی کا کہنا ہے کہ ''اس نے فاٹا میں دیوانی اور فوجداری معاملات کے لئے جرگہ کے نظام کو برقرار رکھنے کی تجویز اس لیے دی ہے کہ اس کے خاتمے کی مزاحمت کی جائے گی جس کے باعث سماجی نظام عدم استحکام کا شکار ہوجائے گا اور یہ صورتحال ناپسندیدہ اور ناقابل قبول ہوگی''۔

کمیٹی کو امید ہے کہ ''جرگہ بتدریج جمہوری نظام کی شکل اختیار کرلے گا''۔ کمیٹی نے حوصلہ مندی کے ساتھ یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ کسی بھی قانونی طریقہ، جس میں عدالتی عمل کے طور پر ''رواج'' شامل ہو، کو یقینی بنانا ہوگا کہ یہ بنیادی حقوق کے ساتھ ساتھ خیبرپختونخوا میں رائج استحقاق سے متعلقہ ضوابط سے متصادم نہ ہو۔ لفظوں کی شعبدہ بازی چاہے جتنی بھی کرلی جائے اس سے یہ حقیقت نہیں چھپائی جاسکتی کہ قانون رواج، آئین پاکستان میں دیئے گئے بنیادی حقوق سے انحراف کو جائز بنادے گا اور فاٹا کے لوگوں اور خیبرپختونخوا صوبہ کے اندر اور دوسرے صوبوں کے رہنے والوں کے درمیان تفریق پیدا کردے گا۔ حیران کن بات یہ ہے کہ کمیٹی صرف جرگہ سسٹم کی منسوخی کے خلاف مزاحمت پر پریشان ہے۔ ہر کوئی یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ کمیٹی نے اس مزاحمت پر دھیان کیوں نہیں دیا جو تقسیم اراضی کے منصوبے کے حوالے سے پیدا ہوسکتی تھی۔ جہاں تک فاٹا میں پاکستان قوانین کے نفاذ کا تعلق ہے تو کمیٹی مالاکنڈ ڈویژن میں کسٹم قوانین کے نفاذ کے عجیب نوعیت کے کیس سے یقیناً بے خبر اور ناواقف نہیں ہوگی جس سے حکومت کو جلد بازی میں دستبردار ہونا پڑا تھا۔ فاٹا کا بڑے دھارے میں ہونے کے باعث یہ علاقہ کئی دہائیوں سے ایجنڈے پر ہے۔ اصلاح کمیٹی اس علاقے کے خیبرپختونخوا کے ساتھ انضمام (بھلے جزوی طور پر ہی سہی) تجویز کررہی ہے، وہ بھی اس وقت جب قبائلی عوام کی زندگی میں بڑی اور حقیقی تبدیلی کے لئے بیرونی عوامل سازگار نہیں ہیں۔ اس عمل پر افغانستان اور مقامی عوام کی ایک تعداد کے ممکنہ ردعمل کو نظرانداز کرنا دانشمندی نہیں ہوگی۔ اس لیے کہ یہ لوگ اس علاقے کے خیبرپختونخوا کے ساتھ انضمام کی مخالفت کرتے چلے آرہے ہیں۔ یہاں تک کہ فاٹا کے اراکین اسمبلی نے جو یادداشت پیش کی ہے اور جس کا حوالہ رپورٹ میں دیا گیا ہے، اس میں دو راستوں کا حوالہ دیا گیا ہے۔ ایک یہ کہ اس کو خیبرپختونخوا میں شامل کردیا جائے یا نیا صوبہ تشکیل دیا جائے لیکن مالاکنڈ ڈویژن کے ایک سینئر وکیل نے اس مضمون نگار کو بتایا کہ فاٹا کے مستقبل کے بارے میں فیصلہ ملک کی خارجہ اور دفاعی پالیسیوں میں بڑے پیمانے پر تبدیلیوں کے بغیر ممکن نہیں۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈان)

انسانی حقوق کی آ گہی مہم

جھنگ ایچ آر سی پی کے ضلعی گروپ جھنگ نے تعلیمی اداروں میں انسانی حقوق کی تعلیم دینے کا ایک پروگرام ترتیب دیا ہے جس کے تحت مختلف تعلیمی اداروں میں انسانی حقوق کی تعلیم دی جائے گی اور اس حوالے سے طلباء اوراساتذہ میں متعلقہ مواد بھی تقسیم کیا جائے گا۔اس پروگرام کے حوالے سے پہلا پروگرام 17 ستمبر کو علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے ریجنل کیمپس میں ترتیب دیا گیا۔ پروگرام کا آغاز پروفیسر صفدر رشید نے کیا۔انہوں نے کہا کہ ان کے ادارے میں انسانی حقوق وآ گہی کے بارے میں معلوماتی لیکچر کا پہلی مرتبہ اہتمام کیا جارہا ہے جس کے لیے وہ کور گروپ جھنگ کے شکر گزار ہیں۔ پروفیسر شبنم ظفر نے اس موقع پر کہا کہ انسانی حقوق کے بارے میں شعور وآ گہی کی جتنی آج ضرورت ہے خصوصاً ہمارے معاشرے کو اتنی شاید پہلے نہ تھی۔انہوں نے کہا کہ ہمارے معاشرے میں پسے ہوئے طبقات خصوصاً خواتین اور اقلیتی فرقوں یا مذہب سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی زندگی اجیرن بنادی گئی ہے۔سب سے بڑی بدقسمتی ہے کہ انسانی حقوق کے عالمی منشور سے لے کر ملکی آ ئین تک ہر جگہ امتیازی سلوک کی مخالفت تو ہے لیکن اگر ہم عملی طور پر دیکھیں تو 14 اگست سے لے کر آج تک کسی عورت کو مملکت کی سربراہی نصیب نہیں ہوئی اسی طرح مملکت کی سربراہی سے لے کر انتظامی سربراہی تک اور مقنّنہ کی سربراہی سے لے کر مسلح افواج کی سربراہی تک کی فہرست میں آپ کو کسی اقلیتی فرد کا نام نظر نہیں آئے گا۔کور گروپ کے رابطہ کار قمر زیدی نے بتایا کہ دوسری جنگ عظیم کے خاتمہ پر پوری دنیا کو یہ احساس ہو گیا کہ جنگ کسی مسئلے کا حل نہیں بلکہ جنگ بذات خود ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اس لیے 1945ء میں 'اقوام متحدہ' کے نام سے ادارہ کا قیام عمل میں لایا گیا۔اقوام متحدہ کا قیام اکتوبر 1945ء میں جب عمل میں آیا تو ممبر ریاستوں نے سب سے پہلے یہ فیصلہ کیا کہ پہلے انسانوں کے حقوق کا تعین کیا جائے چنانچہ کم وبیش 3 سال کی محنت کے بعد 10 دسمبر 1948ء کو اقوام متحدہ کے رکن ممالک کی طرف سے ایک اعلامیہ جاری کیا گیا جس کو 'انسانی حقوق کا عالمی اعلامیہ' کہا جاتا ہے اس کو انسانی حقوق کا عالمی منشور بھی کہا جاتا ہے جو 30 آرٹیکلز پر مشتمل ہے اور تمام ریاستوں نے اس پر عمل پیرا ہونے کا عہد کیا۔ پاکستان اس دستاویز کو قبول کرنے والے اولین ممالک میں شامل ہے اس کے باوجود پاکستان میں انسانی حقوق کی صورتحال انتہائی ناگفتہ بہ ہے۔عالمی منشور میں لکھا ہے کہ مفت پرائمری تعلیم ہر بچے کا بنیادی انسانی حق ہے لیکن پاکستان میں یہ حق آئین میں 2010 میں تو دیا گیا لیکن عملاً صورتحال ہے کہ پرائمری سکولوں میں جانے والے عمر کے آدھے سے زائد بچے یا تو سکول جا ہی نہیں رہے یا پھر سکول چھوڑ جاتے ہیں۔اس طرح انسانی حقوق کے منشور پر ہم نے دستخط تو کردیے جس میں تحریر ہے کہ سب انسان برابر ہیں اور سب کے حقوق برابر ہیں لیکن ہمارے ہاں آئین اور قانون میں اس کی بالکل نفی کی گئی ہے۔ہم نے اپنے آئین میں تحریر کردیا کہ سربراہ مملکت ہونے کے لیے مسلمان ہونا لازم ہے۔ یہاں یہ ذکر کرنا ضروری ہوگا کہ 11 اگست 1947ء کو پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی کا پہلا اجلاس ہوا تو اس کی صدارت ایک ہندو یعنی جو گندر ناتھ منڈل نے کی تھی اسی اجلاس میں بانی پاکستان نے ریاست کا پہلا پالیسی بیان بھی دیا تھا جن میں انہوں نے واضح کردیا تھا کہ ریاست کے شہری برابر حقوق کے مالک ہوں گے۔مسلمان اور غیر مسلم کی کوئی تفریق نہ ہوگی۔ملکی آئین اور قانون کے سامنے سب برابر ہوں گے۔ ہندو برادری سے تعلق رکھنے والے اسی جوگندر ناتھ منڈل کو پاکستان کا پہلا وزیر قانون اس وقت بنایا گیا جب بانی پاکستان، ریاست کے سربراہ اور ان کے شریک کار لیاقت علی خان وزیر اعظم بن چکے تھے اسی طرح احمدیہ کمیونٹی سے تعلق رکھنے والے ظفر اللہ خان کو وزیر خارجہ مقرر کیا گیا جنھیں بعد میں پاکستان کی طرف سے عالمی عدالت کی سربراہی بھی ملی تھی۔ یہ مثالیں اس حقیقت کو واضح کرتی ہیں کہ بانیان ریاست اس بارے میں واضح تھے کہ ریاست کے سب باشندے اپنے حقوق کے حوالے سے برابر بھی ہیں اور آزاد بھی۔ یہ وہ باتیں ہیں جو تعلیمی نصاب میں شامل کی جانی ضروری ہیں۔ہم جب تک حملہ آوروں کو ہیرو بنا کر پیش کرتے رہیں گے اور محبّ وطن افراد کو غدار وطن قرار دیتے رہیں گے۔ ہمارے معاشرے میں اسی طرح افراتفری رہے گی۔آپ کو یاد ہوگا کہ قرارداد لاہور جسے بعد میں قرارداد پاکستان کا نام دیا گیا اسے پیش کرنے والے مولوی اے۔کے۔ فضل الحق پر قیام پاکستان کے بعد تعزیرات پاکستان کی دفعہ 124 کے تحت غداری کا مقدمہ بنا کر جیل ڈالا گیا۔آپ کو یہ بھی یاد ہوگا کہ عالمی شہرت یافتہ شاعر، پروفیسر فیض احمد فیض کو بھی غداری کے مقدمے میں جیل میں رکھا گیا اور ہم نے یہ بھی دیکھا کہ آئین کو منسوخ کرنے والے فوجی آمروں کو پورے اعزازات کے ساتھ رخصت کیا گیا۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے ریجنل ڈائریکٹر چوہدری ذوالفقار علی نے پروگرام کے اختتام پر کہا کہ وہ ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان اور ڈسٹرکٹ کور گروپ کے جھنگ کے شکر گزار ہیں جنہوں نے یہ قیمتی معلومات مہیا کرنے کے لیے ہمارے ادارے کا انتخاب کیا۔جس معاشرے میں انسانی حقوق کی تعلیم جتنی عام ہوگی، لوگ اپنے حقوق بارے جتنے زیادہ آگاہ ہوں گے وہاں انسانی اقدار میں اتنا ہی اضافہ ہوگا۔انسانی معاشرے میں انسان ہی سب سے زیادہ اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ایسے معاشرے میں انسان ہی سب سے زیادہ اہمیت کے حامل ہوتے ہیں جس کو ہم مہذب معاشرہ کہتے ہیں وہاں تعلیم عوام کی سہولیات میسر ہوتی ہیں۔صحت کی سہولیات ہوتی ہیں۔روزگار رہتا ہے، خوشحالی ہوتی ہے، امن ہوتا ہے، سکون ہوتا ہے، برداشت ہوتی ہے، رواداری ہوتی ہے جس کی آج شدید ضرورت ہے۔

(قمر زیدی)

سیاسی رہنماء کی لاش برآمد

دیر لوئر پی ٹی آئی تحصیل تیمر گرہ کے صدارتی امیدوار کی لاش دریائے پنجکوڑہ کے کنارے سے برآمد کرلی گئی۔ تیمر گرہ پولیس رپورٹ کے مطابق اسسٹنٹ سب انسپکٹر بختیار خان نے اطلاع ملنے پر تیمر گرہ کے مقام سے علی الصبح دریائے کنارے سے نامعلوم شخص کی لاش برآمد کرکے تیمر گرہ ہسپتال پہنچائی، جہاں پر اس کی شناخت عظیم اللہ خان ولد خیر اللہ سکنہ سرائے پائین کے نام سے ہوئی، ڈاکٹرز کے مطابق مقتول کے ماتھے اور چہرے پر شدید زخموں کے نشان موجود تھے۔مقتول کے بھائی راحت اللہ نے پولیس کو بتایا کہ اس کا بھائی 9 ستمبر 2016 کو تیمر گرہ جانے کے بعد واپس نہیں آیا تھا، ان کے خاندان یا مقتول کی کسی سے کوئی دشمنی وغیرہ نہیں ہے۔ پی ٹی آئی دیر لوئر نے مذکورہ واقعہ کے بعد تمام تنظیمیں سرگرمیاں معطل کرکے تین روزہ سوگ کا اعلان کیا ہے۔ (روزنامہ آج/مشرق)

امن وامان کی بحالی کا مطالبہ

چمن یکم ستمبر کو گورنمنٹ ڈگری کالج چمن ہال میں آل پارٹیز وتاجر اتحاد کے زیر اہتمام ایک سیمینار منعقد ہوا۔مقررین میں پاکستان پیپلز پارٹی کے سابق صوبائی جنرل سیکرٹری وسابق صوبائی وزیر بسم اللہ خان کاکڑ، جمعیت (ف) کے صدر مولوی عبدالخالق، اے این پی کے گل باران، رزاق بابو، جماعت اسلامی کے صوبائی مشیر قاری عطاء اللہ، مسلم انجمن تاجران چمن کے حبیب اللہ اچکزئی اور دیگر رہنماؤں نے چمن میں بدامنی کیخلاف حکومتی اقدامات نہ ہونے پر تشویش کا اظہار کیا۔ان کا کہنا تھا کہ جرائم پیشہ عناصر دن دیہاڑے لوگوں کو اٹھا کر لے جاتے ہیں۔اغواء کار تاوان ملنے پر رہا کردیتے ہیں ورنہ مغوی کو قتل کردیتے ہیں۔انہوں نے مزید کہا کہ شہر میں بدامنی کی ذمہ دار حکومت ہی ہے۔جو مثبت اقدامات نہیں اٹھا رہی۔مقررین نے حکومت سے اپیل کی ہے کہ وہ شہر میں مثبت اقدامات اٹھا کر امن وامان کی بحالی کو یقینی بنائے۔ (محمد صدیق)

انتہا پسندی کی روک تھام اور رواداری کے فروغ کے لیے منعقدہ تربیتی ورکشاپس کی رپورٹس

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی جانب سے ''انتہا پسندی کے خاتمے اور انسانیت دوست اقدار'' کے فروغ کے عنوان سے تعلقہ میر پور ساکرو ضلع ٹھٹھہ، ضلع سجاول اور تحصیل خیر پور ناتھن شاہ میں دو روزہ تربیتی ورکشاپس کا انعقاد کیا گیا جن میں تربیت کاروں نے درج ذیل موضوعات پر لیکچر دیئے: طرز فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے فروغ کے لیے تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت کی اہمیت، جمہوریت اور انسانی حقوق، انسانی حقوق اور معاشی ترقی کے مابین تعلق، مذہبی و مسلکی ، ہم آہنگی اور رواداری وقت کی اہم ضرورت، انسانی حقوق کا فروغ، حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کیلئے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار۔ تربیتی ورکشاپس میں شریک ہونے والے شرکاء میں مختلف علاقوں اور مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے مرد اور خواتین نے شرکت کی۔ تربیتی ورکشاپس کے دوران شرکاء کو ایچ آر سی پی کی جدوجہد پر بنی دستاویزی فلمیں ہم انسان اور لوٹ جاتی ہے ادھر کو بھی نظر دکھائی گئیں جنہیں شرکاء نے بے حد پسند کیا۔ تربیتی ورکشاپ کے دوران گروپ ورک کے ذریعے تعلقہ میر پور ساکرو ضلع ٹھٹھہ، ضلع سجاول اور تحصیل خیر پور ناتھن شاہ میں انسانی حقوق کی صورتحال کا ایک جائزہ بھی لیا گیا جس میں شرکاء نے اپنی اپنے رائے کا اظہار کیا۔ ان ورکشاپس کی مختصر کاروائی ذیل میں بیان ہے۔

ٹھٹھہ 20۔21 اگست 2016ء

ورکشاپ کے اغراض و مقاصد

جمیلہ منگی ریجنل کوآرڈینیٹر (ایچ آر سی پی)

اس ورکشاپ میں شرکت کرنے پر ایچ آر سی پی آپ سب کا شکر گزار ہے۔ اس ورکشاپ کا مقصد پاکستان کو درپیش مسائل کا تجزیہ کرنا ہے تاکہ ان مسائل کا ممکنہ حل تلاش کیا جاسکے۔ اس وقت پاکستان کو درپیش سب سے سنگین مسئلہ انتہا پسندی ہے۔ ایچ آر سی پی نے پاکستان کے مختلف اضلاع میں ورکشاپ منعقد کرنے کے بعد تعلقہ کی سطح پر بھی ورکشاپ کرنے کا کا فیصلہ کیا ہے تاکہ اس کے تیزی سے بڑھتے ہوئے اثرات سے بچا جاسکے جو ہماری انفرادی و اجتماعی زندگی کے لیے مہلک ہیں۔ ملک میں بڑھتی ہوئی انتہا پسندی نے انسانی حقوق کی پامالی اور مذہبی اختلافات میں اضافہ کردیا ہے۔ ہمیں اس وقت رواداری اور برداشت جیسے تصورات کو فروغ دینا چاہیے اور روشن خیال لوگوں کی ہمت افزائی کرنی چاہیے۔

تعلقہ میر پور ساکرو میں انسانی حقوق کی صورتحال اور علاقے کے بنیادی مسائل: تعلقہ میر پور ساکرو میں انسانی حقوق کی صورتحال تسلی بخش نہیں ہے۔ یہاں پر صحت اور تعلیم کی صورتحال بہت ابتر ہے۔ میر پور ساکرو میں عورتوں اور بچوں کے حقوق کی خلاف ورزی عام ہے۔ اس کے علاوہ یہاں سماجی اور مذہبی انتہا پسندی عروج پر ہے۔

> 1973ء کے آئین کے آرٹیکل 8 تا 28 شہریوں کے ان تمام بنیادی انسانی حقوق کی فہرست پر مشتمل ہیں جو ریاست کی ذمہ داری قرار دیئے گئے ہیں۔

طرز فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے فروغ کے لیے تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم شامل کرنے کی اہمیت

قاضی خضر

ہم اگر تین چار سو سال پیچھے چلے جائیں تو اس وقت جدید تعلیم کا کوئی تصور نہیں تھا اور نہ ہی کوئی سکول اور کالج تھے۔ تیرھویں، چودھویں اور پندھرویں صدی میں بر صغیر میں مسلمانوں کی حکومت تھی اور مغل حکمران بادشاہت کررہے تھے۔ اس وقت یورپ میں اصلاح کلیسا تحریک چلی جس کے باعث مذہب اور ریاست کی علیحدگی ہوئی اور چرچ کا مذہب پر ست تسلط ختم ہوا۔ پہلے تعلیم ریاست کے کنٹرول میں نہیں ہوتی تھی۔ مذہبی اداروں یا گروہوں کے ہاتھ میں تھے۔ اس وقت چرچ یا مدرسوں کی تعلیم ہوا کرتی تھی۔ چرچ میں دی جانے والی تعلیم کا مقصد مذہبی تعلیم تھا تاکہ مذہب کا دفاع کیا جائے اور اس کو تقویت دی جائے۔ 1799ء میں جدید تعلیم کا آغاز ہوا اور اس کی ابتداء فرانس سے ہوئی۔ وہاں بادشاہت اور مذہبی گروہ دو طبقات تھے۔ اس کے بعد لوگوں کی حکومت آئی، جمہوری نظام قائم ہوا اور فرانس نے مذہبی درسگاہوں پر کنٹرول حاصل کرکے سکول اور کالج قائم کئے۔ پاکستان 1947ء میں قائم ہوا اور قائداعظم اسے ایک سیکولر پاکستان بنانا چاہتے تھے۔ 11 اگست کی تقریر میں قائداعظم نے کہا تھا کہ مذہب اور ریاست دونوں الگ الگ ہیں اور ریاست کا مذہب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہمارے نصاب میں اسلامی حوالے سے بہت سے مضامین میں دین کے متعلق بار بار بتایا جارہا ہے۔ طلباء کو بتایا گیا کہ پاکستان اسلامی نظریے کے مطابق بنایا گیا ہے۔ نصاب سے اقلیتوں کو خارج کردیا گیا اور اپنے من پسند ہیرو بنائے گئے۔ کئی سالوں سے وہی نصاب چل رہا ہے جس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ انسانی حقوق کے بارے میں اگر نصاب میں ایک سبق یا موضوع ہو تو تبدیلی آسکتی ہے۔ ہمارے بچوں کو جب تک اپنے حقوق کا پتا نہیں چلے گا تبدیلی نہیں آئے گی۔

جمہوریت اور انسانی حقوق، انسانی حقوق اور معاشی ترقی کے مابین تعلق

شفیع محمد سیال

انسانی حقوق کا عالمی اعلامیہ اور پاکستان کا آئین، ریاست کو تمام شہریوں کے بنیادی حقوق کے تحفظ کا ذمہ دار قرار دیتے ہیں۔ 1973ء کے آئین کے آرٹیکل 8 تا 28 شہریوں کے ان تمام بنیادی انسانی حقوق کی فہرست پر مشتمل ہیں جو ریاست کی ذمہ داری قرار دیئے گئے ہیں۔ انسانی حقوق کی پاسداری اور بنیادی آزادیوں کے احترام کو یقینی بنانے کے لیے پاکستانی آئین ایک ایسا آئینی ڈھانچہ مہیا کرتا ہے جہاں مقننہ کو ان حقوق کی فراہمی کے لئے مناسب قانون سازی کا ذمہ دار جبکہ اعلیٰ عدلیہ کو ان کا محافظ قرار دیا گیا ہے۔ ایک آئینی و جمہوری سیاسی نظام اور انسانی حقوق کے تمام اہم عالمی معاہدوں کا رکن ہونے کے باوجود انٹرنیشنل ہیومن رائٹس انڈیکس کے مطابق پاکستان انسانی حقوق کی صورتحال کے اعتبار سے 146ویں نمبر پر ہے جو یقیناً تشویش ناک بات ہے۔ پاکستان گذشتہ کئی دہائیوں سے خواتین، اقلیتوں، بچوں کے حقوق سے متعلق عالمی اعشاریوں پر نچلی ترین سطح پر ہے۔ انسانی حقوق کے تحفظ اور ان کی خلاف ورزیوں کی روک تھام میں حائل رکاوٹیں پاکستان کے کمزور سیاسی نظام اور قدامت پرست معاشرتی تشکیل کی پیداوار ہیں۔ جمہوری اقدار کے زوال اور شدت پسندی کے فروغ کے باعث بنیادی حقوق سے متعلق مسائل اور رکاوٹوں میں اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔ غیر مستحکم جمہوری نظام، وسائل کی کمیابی، سیاسی اداروں کی کمی، انصاف کی فراہمی کے نظام میں نقائص، انسانی حقوق کے متعلق آگاہی

کی کمی اور امن امان کی خراب صورتحال وہ چند عوامل ہیں جو انسانی حقوق کی فراہمی میں رکاوٹ ہیں۔

انسانی حقوق اور معاشی ترقی کے مابین تعلق

دولت کی پیداوار اور تقسیم کے ناقص نظام کی وجہ سے حکومت کے پاس بنیادی حقوق کی فراہمی اور تحفظ کے لیے ضروری وسائل موجود نہیں۔خسارے کی معیشت اور کم پیداواری قوت کے باعث حکومت شہری سہولیات کی فراہمی کے اداروں اور فلاحی ترقیاتی منصوبوں پر خاطر خواہ رقم خرچ نہیں کرتی۔ پاکستان میں تعلیم ،صحت ،خوراک ،رہائش اور تحفظ پر عالمی معیار سے کم رقم خرچ کی جارہی ہے۔سرحدوں پر کشیدگی ،دہشتگردی اور علیحدگی پسند گروہوں کے خلاف فوجی کاروائی کے لیے دفاع پر بجٹ کا بڑا حصہ خرچ کرنے کی وجہ سے بھی عوامی فلاح ممکن نہیں۔

مذہبی و مسلکی ،ہم آہنگی اور رواداری کا فروغ اور نفرت وتعصب کے انسداد کیلئے لائحہ عمل

آغا شیر افضل

آپ کا دین آپ کے لئے ،میرا دین میرے لئے۔اگر اس اصول پر عملدرآمد کیا جائے تو مذہبی ہم آہنگی ممکن ہے۔ دوسرے مذاہب کو دیکھا جائے تو ان کی تعلیم بھی انسانیت کے خلاف نہیں ہے۔ بدھ مت کی تعلیمات کا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ کسی کی زندگی کو نقصان پہنچانے سے پرہیز کریں، ہمسائیوں کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔ دیکھا جائے تو یہ نکات انسان کے فائدے کے ہیں۔ بدھ مذہب کے پیروکاروں نے برما روہنگا مسلمانوں کو زندہ جلادیا تو کیا خرابی مذہب کی ہے یا ان کے پیروکاروں کے ذہنوں کی جو مذہب کو غلط استعمال کررہے ہیں؟ کسی ایک انسان کی جان لینا پوری انسانیت کا قتل کہا جاتا ہے اور کسی ایک انسان کی جان بچانا پوری انسانیت کو بچانے کے مترادف ہے۔جو مسلمان مذہب کی آڑ میں بے گناہ انسانوں کو قتل کررہے ہیں تو اس آپ کیا کہیں گے خرابی مذہب میں ہے یا ان لوگوں کے ذہن کی جو مذہب کو غلط استعمال کر رہے ہیں۔ اصل میں لوگوں نے مذہب کو ذاتی یا سیاسی مفاد حاصل کرنے کے لئے استعمال کیا ہے۔ اگر ہم مذہب کی صحیح معلومات رکھیں ان پر عمل کریں تو یہ مذہبی ٹکراؤ نہیں ہوں گے اور ہر کوئی اپنے اپنے دائرہ کار میں رہ کر کام کرے گا۔ پاکستانی معاشرہ بدقسمتی سے چھوٹے چھوٹے حصوں میں بٹ چکا ہے۔ یہ زبان کی بنیاد پر، نسلی امتیازات کی بنیاد پر، مذاہب اور مسلکوں کی بنیاد پر، رنگ اور صنف کی بنیاد پر انتہا تک پہنچ چکا ہے۔ جب ہم آج یہ کہہ رہے ہیں کہ مذہبی اور مسلکی ہم آہنگی ہونی چاہئے تو یہ بہت بڑی خوشی کی بات ہے کیونکہ جب ہم نے یہ تسلیم کرلیا کہ مذہبی ہم آہنگی ہونی چاہئے تو اسکا مطلب یہ ہوگا کہ ہم دیگر مذاہب کو بھی تسلیم کرتے ہیں۔ضرورت اس امر کی ہے کہ ہماری ریاست اس بات کو سچے دل سے قبول کرے کہ پاکستان میں مذہبی ہم آہنگی ہونی چاہئے کیوں کہ لوگوں کی نفسیات اور زندگی پر اثر انداز ہونے میں ریاست کا بہت بڑا اہم کردار ہوتا ہے۔

انسانی حقوق کے فروغ ،حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کیلئے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار

ندیم عباس

انسانی حقوق ہمیں بطور تحفہ عطا نہیں ہوئے ہیں بلکہ سخت جدو جہد سے ہی ان کا حصول ممکن ہوا ہے۔انسانی حقوق کی جڑیں انسانیت میں پیوست ہیں کیونکہ اس معاشرے کا رکن ہوتے ہوئے ہم اپنی روزمرہ زندگی اور معیار زندگی پر اسکے

> آپ کا دین آپ کے لئے ،میرا دین میرے لئے۔اگر اس اصول پر عملدرآمد کیا جائے تو مذہبی ہم آہنگی ممکن ہے۔

پیچیدہ تاثر سے بچ نہیں سکتے۔ہمارے اندر پوشیدہ انسان ہمیں اپنے اردگرد پائے جانے والے تضاد کا جائزہ لینے اور ان تضادات کا خاتمہ کرنے کیلئے علم وعقل سے لیس ہو کر لڑنا سکھاتا ہے۔ایک انسان کی ذمہ داری صرف اسکی ذات ،معاشرہ ،خاندان، مذہب یا قوم تک محدود نہیں بلکہ وہ تمام انسانیت کو بھی جوابدہ ہوتا ہے۔تمام پیغمبر اور اولیائے کرام نے انسانیت اور لوگوں کو ان کے حقوق اور اخلاقی فرائض سے آگاہی میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔تاریخ سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ تمام مذاہب سے پہلے بھی انسانوں نے ہم وطنوں کے حقوق اور تحفظ کیلئے کئی جنگیں لڑیں ہیں۔ہمورابی قوانین کا مجموعہ وہ واحد تاریخی قانون تھا جو بادشاہ پر بھی لاگو ہوتا تھا جس میں انسانی حقوق کے تحفظ پر زور دیا گیا ہے۔اسی طرح یونان کے دانشوروں نے تمام انسانوں کیلئے یکساں عالمگیری قوانین متعارف کروائے اور دنیا میں سب سے قدیم منشور سائرس اعظم کا ہے ۔ انگلینڈ میں بادشاہ کے خلاف 1215ء میں ہونے والے میگنا کارٹا معاہدے کو بھی انسانی حقوق کی ابتدائی شکل تسلیم کیا جاتا ہے۔دوسری عالمی جنگ کی تباہ کاریوں کے بعد اقوام عالم اس نتیجے پر پہنچیں کہ اب طاقت کا قانون ختم ہونا چاہیے اور دنیا کے تمام انسانوں کے بنیادی حقوق کی فراہمی یقینی بنائی جائے۔دنیا کی تمام مہذب اقوام نے مل بیٹھ کر 10 دسمبر 1948ء انسانی حقوق کا عالمی اعلامیہ منظور کیا۔ پاکستان سمیت اقوام متحدہ کی تمام رکن ریاستیں اسی اعلامیے کا احترام کرتی ہیں جو انسانوں کے اقتصادی ،سماجی ،ثقافتی ،شہری اور سیاسی حقوق کی مکمل تشریح بیان کرتا ہے اور اس میں انسانی وقار اور عظمت کو پہلی دفعہ میں شامل کرکے انسانوں کی برابری کا اعلان کیا گیا ہے۔

شرکاء کی رائے: ورکشاپ کے اختتام پر شرکاء میں سرٹیفکیٹ تقسیم کئے گئے۔شرکاء نے ایچ آر سی پی کی ایسی تربیتی ورکشاپس کو سراہا کہ ہمارے تعلقہ میں ایسی ورکشاپس کی ضرورت تھی جس میں ہمیں اپنے حقوق سے آگاہی ملی اور ملک میں بڑھتی ہوئی انتہاپسندی کے نقصانات کا پتا چلا۔انہوں نے اس بات کا اعادہ کیا کہ وہ اس پیغام کو اپنی کمیونٹی اور محلے تک ضرور پہنچائیں گے۔

سجاول 25-24 اگست 2016ء

جمہوریت اور انسانی حقوق ،انسانی حقوق اور معاشی ترقی کے مابین تعلق

جمیلہ منگی

جمہوریت ایک ایسا نظام ہے جس میں عام آدمی کو اپنی زندگی کے فیصلے کرنے کا حق ہو۔اس نظام حکومت میں شہریوں کو بلا واسطہ یا بالواسطہ شمولیت سے سیاسی ،سماجی ،معاشی اور ثقافتی سرگرمیوں کی مکمل آزادی کی ضمانت ملتی ہے۔جب ہم جمہوریت کی بات کرتے ہیں تو سیاسی جماعتوں کا ذکر کرنا نہایت ضروری ہوتا ہے کیونکہ سیاسی جماعتوں کی موجودگی کے بغیر جمہوریت قائم نہیں ہوسکتی اور جمہوریت کے بغیر سیاسی جماعتیں کام نہیں کرسکتی۔جمہوریت کا آغاز تقریباً 350 سال قبل یورپ میں ہوا تھا اور سیاسی جماعتوں کی تاریخ 200 برس پرانی ہے۔یورپ میں جب نشاۃ ثانیہ کی تحریک چلی تو اس میں عام آدمی کو علم تک رسائی ہوئی اور جمہوریت کا ارتقاء ہوا۔اس کے بعد اصلاح کلیسا تحریک چلی جس کے باعث مذہب اور ریاست کی علیحدگی ہوئی اور چرچ کا مذہب پر سے تسلط ختم ہوا۔ان دو تحریکوں کے نتیجے میں یورپ میں صنعتی انقلاب آیا جس کی بدولت وہاں ایک صنعتی متوسط طبقہ وجود میں آیا۔

انسانی حقوق کی شروعات: عالمی جنگوں کے بعد اقوام متحدہ کا ادارہ وجود میں آیا جس نے 10 دسمبر 1948ء کو اپنی جنرل اسمبلی کے پہلے اجلاس میں منظور کی جانے والی قرارداد میں اعلان کیا کہ ہم باشندگانِ اقوام متحدہ اس عزم کا اظہار کرتے ہیں کہ آنے والی نسلوں کو جنگ کی تباہ کاریوں سے نجات دلائیں گے اور یہ کہ ہم مساویانہ حقوق کی توثیق کرتے ہیں۔جس کے بعد 10 دسمبر 1948ء کو اپنی جنرل اسمبلی کی منظور شدہ قرارداد کے تحت انسانی حقوق کے متعلق جو اعلان کیا

اسے انسانی حقوق کا عالمی منشور کہا جاتا ہے۔ یہ منشور 30 دفعات پر مشتمل ہے۔

جمہوریت اور انسانی حقوق: جمہوریت اور انسانی حقوق کا ایک دوسرے کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ یہ ایک دوسرے کو تقویت دیتے ہیں۔ ایسے جمہوری نظام کا تصور کرنا ناممکن نہیں ہے جو اپنے شہریوں کے شہری اور سیاسی حقوق کو یقینی نہ بنائے۔ یہ حقوق جمہوری آئین میں بنیادی حقوق کے نام سے شامل کئے گئے ہیں۔ انسانی وقار اور بنیادی آزادیوں کے تصورات پر مبنی ان حقوق کی لمبی فہرست ہے۔ اگر کسی ملک میں جمہوریت کے معیار کا تعین کرنا ہو تو اس کا بنیادی پیمانہ اس ملک میں انسانی حقوق کے حالات ہے۔ اگر یہ معلوم کرنا ہو کہ یہ حقوق لوگوں کو حقیقی معنوں میں میسر ہیں تو انسانی حقوق کے ہر پہلو کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ یہ دیکھنا ہوگا کہ آئینی اور قانونی دستاویز میں لوگوں کو کس قسم کے حقوق دستیاب ہیں اور کیا لوگوں کے پاس ان حقوق سے مستفید ہونے کے مساوی مواقع موجود ہیں۔ شہری و سیاسی حقوق عدالتوں کے ذریعے قابل رسائی ہونی چاہئیں۔ اگر حکومت سیاسی اور سماجی حقوق کی پامالی کرے تو شہریوں کے پاس عدالتی تلافی کا موقع ملنا چاہئے۔

انسانی حقوق اور معاشی ترقی کے مابین تعلق: پاکستان کو اس وقت اقتصادی مشکلات کا سامنا ہے۔ ہمارا ملک ترقی پذیر ممالک میں شامل ہوتا ہے۔ اس وقت پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ بڑھتی ہوئی آبادی ہے جس کا براہ راست اثر پاکستان کی اقتصادی ترقی پر پڑ رہا ہے۔ ہمیں اپنی سرمایہ کاری میں اضافہ کرنا چاہئے لیکن ہمارے پاس مالی وسائل نہ ہونے کی وجہ سے یہ ممکن نہیں ہو رہا۔ اس وقت موجودہ GDP کی شرح دیگر ترقی پذیر ممالک سے کم ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا ملک بھی ترقی کرے تو ہمیں کم سے کم 20 فیصد تک GDP کو بڑھانا ہوگا تاکہ ہماری سرمایہ کاری بڑھائی جا سکے۔ گذشتہ بجٹ میں حکومت نے 4.3 فیصد اقتصادی ترقی کا ہدف طے کیا تھا لیکن گیس اور بجلی کی لوڈشیڈنگ کے باعث وہ مقاصد حاصل نہیں ہوئے۔ مناسب منصوبہ بندی نہ ہونے کی وجہ سے موجودہ سال کوئی ترقی نہیں ہوئی جس کی وجہ سے 2.2 فیصد ترقی کے اعداد و شمار بھی بمشکل حاصل ہوں گے۔ جب مہنگائی بڑھتی ہے تو لوگ کئی مسائل سے دوچار ہوتے ہیں اور مہنگائی کا طوفان بھی دن بہ دن بڑھتا جا رہا ہے۔

ملک کی ترقی کے لئے تین چیزیں ضروری ہوتی ہیں غیر ملکی سرمایہ کاری، صنعت اور زراعت۔ ہمارے یہاں ہاں صنعت ہے نہیں اور ہمارے ملک میں کبھی سیلاب ہوتا ہے تو کبھی ایک بوند پانی کی نہیں ہوتی تو ہمارے زراعت کیسے ترقی کرے گی؟ ہمارے ملک میں بیرونی سرمایہ کاری دن بہ دن ختم ہوتی جا رہی ہے۔ کوئی سرمایہ کار آنے کو تیار نہیں جس کے ہمارے ملک کی معیشت پر بہت برے اثرات پڑ رہے ہیں۔

طرز فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے فروغ کے لیے تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت کی اہمیت

قاضی خضر

تعلیم کی افادیت اور اہمیت سے کون انکار کر سکتا ہے۔ تعلیم کسی قوم کی تعمیر و ترقی اور عروج و کمال کے حصول کا ذریعہ ہے۔ اس پر قوم کی فکری اور شعوری بیداری کا انحصار ہوتا ہے۔ جب کسی قوم میں تعلیمی فقدان عروج پر پہنچ جاتا ہے تو وہ

> نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کو لازمی مضمون کے طور پر پڑھایا جائے تو بچوں کو انسانی حقوق سے متعلق شناسائی ہو جائے اور مستقبل میں ان کے جمہوری طرز فکر میں ایک واضح تبدیلی ثابت ہوگی

قوم تباہ و برباد ہو جاتی ہے۔ پاکستان کے نظام تعلیم میں وہ روح رواں نہیں ہے جو مذکورہ مقاصد کے حصول میں مددگار اور معاون ثابت ہو سکے۔ تعلیم محض درس و تدریس کا نام نہیں کیونکہ فرد کی نشوونما محض معلومات کی فراہمی سے تکمیل کو نہیں پہنچتی۔ تعلیم کا مقصد صرف امتحانات کی تیاری اور ڈگریوں کا حصول نہیں ہے۔ جبکہ ہمارے نظام تعلیم کے تحت طلباء طالبات کو صرف امتحانات کی تیاری اور ڈگری کے حصول کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔ اس نظام تعلیم کو ان کی ذہنی، جسمانی اور اخلاقی تربیت سے کوئی واسطہ اور تعلق نہیں۔ اگر ہمارے ملک کے ارباب اختیار، ماہرین تعلیم، رہنماؤں اور اساتذہ نے اس جانب توجہ دی ہوتی تو ہماری درسگاہیں دہشتگردی، ذہنی پستی اور اخلاقی انحطاط کے اڈے نہ بنتیں۔ نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کو لازمی مضمون کے طور پر پڑھایا جائے تو بچوں کو انسانی حقوق سے متعلق شناسائی ہو جائے اور مستقبل میں ان کے جمہوری طرز فکر میں ایک واضح تبدیلی ثابت ہوگی اور اس کی بدولت ہمیں نیک سیرت اور قائدانہ صلاحیتوں کے حاصل افراد میسر ہوں گے۔

انتہا پسندی کیا ہے، اس کی مختلف اقسام ہماری زندگیوں پر اثرات اور روک تھام کیلئے لائحہ عمل

سعدیہ بلوچ

انتہا پسندی ایک روّیہ اور ایک سوچ ہے جس کو ہم کسی اور پر مسلط کرتے ہیں۔ عمومی طور پر جب ہم انتہا پسندی کی بات کرتے ہیں تو ہمارے ذہن میں مذہبی انتہا پسندی آجاتی ہے، انتہا پسندی کی بہت سی شکلیں ہیں مثلاً مذہبی انتہا پسندی، سماجی انتہا پسندی اور سیاسی انتہا پسندی۔ مذہبی انتہا پسندی نے ہمارے ملک کو تباہ کر رکھا ہے۔ اپنے عقیدے کی بنیاد پر انسانوں میں تفریق کرنا اور اپنے عقائد کو بزور طاقت دوسروں پر مسلط کرنا، شیعہ اور سُنی کے نام پر قتل کرنا، اقلیت کو ہراساں کرنا مذہبی انتہا پسندی میں شامل ہیں۔ سماجی انتہا پسندی اور شدت پسندی کی بات کی جائے تو ہمارے معاشرے میں اس کی بہت شکلیں ملیں گی۔ قتل و غارت، خواتین کو غیرت کے نام پر قتل کرنا، ان کو حقوق سے محروم رکھنا سیاسی و سماجی انتہا پسندی میں شامل ہیں۔ سیاسی انتہا پسندی کی ہمارے ملک میں مثالیں بہت عام ہیں جیسے طاقت کے زور پر کسی کے ووٹ کے حق کو چھیننا۔ گذشتہ الیکشن کی مثالیں آپ کے سامنے ہیں۔ پاکستان میں انتہا پسندی میں اضافہ کی وجہ سے پاکستان کا امن و امان کا مسئلہ دن بہ دن بڑھتا جا رہا ہے، معیشت تباہ ہو رہی ہے اور قانون کا غلط استعمال کیا جا رہا ہے۔

میڈیا کیا ہے، اس کی مختلف اقسام، بدلتے ہوئے روجحانات اور انتہا پسندی کے انسداد یا فروغ میں میڈیا کا کردار

ندیم عباس

میڈیا معلومات کی فراہمی کا ایک ذریعہ ہے جس کی کچھ اقسام ہیں جیسے پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا۔ ریاستی میڈیا دراصل وہ مواصلاتی ذریعہ ہے جو پرنٹ یا الیکٹرانک وسائل کے ساتھ حکومت وقت کی پالیسیوں کی تشہیر کرتا ہو جیسا کہ پاکستان میں یہ کام پی ٹی وی کرتی ہے۔ جبکہ نجی میڈیا کے مالکان زیادہ تر اس لیے سرمایہ کاری کرتے ہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ منافع کما سکیں۔ نجی میڈیا کی خبر کی بنیاد علاقائی رپورٹرز ہوتے ہیں جو کہ پاکستان میں زیادہ تر پیشہ ور صحافی نہیں ہوتے اور نہ ہی وہ تربیت یافتہ ہوتے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ ان کی باقاعدہ ماہانہ تنخواہ بھی نہیں ہوتی بلکہ ان رپورٹرز کو واقعات کی رپورٹنگ کی بنیاد پر پیسے ملتے ہیں۔ جبکہ میڈیا میں ایک اچھا رپورٹر بننے کیلئے ضروری ہے کہ وہ پیشہ ور صحافی ہو اور صحافت کے اصولوں سے واقف ہو تاکہ زرد صحافت کو پروان چڑھنے کا موقع نہ ملے۔ سچا ہو اور وہ اپنی رپورٹنگ تحقیق کی بنیاد پر کرے۔ قابل ہو تاکہ خبروں کا صحیح تجزیہ کرے۔ لیکن بدقسمتی سے ہمارے بیشتر رپورٹرز ان تمام خوبیوں سے عاری ہوتے ہیں۔

دادو 27,26 اگست 2016

ورکشاپ کے اغراض ومقاصد

جمیلہ منگی ریجنل کوآرڈینیٹر (ایچ آرسی پی)

اس ورکشاپ میں شرکت کرنے پر ایچ آرسی پی آپ سب کا شکر گزار ہے۔اس ورکشاپ کا مقصد پاکستان کو درپیش مسائل کا تجزیہ کرنا ہے تاکہ ان مسائل کا ممکنہ حل تلاش کیا جاسکے۔اس وقت پاکستان میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی بہت ہورہی ہے اور انتہا پسندی بھی عروج پر ہے۔ان سب مسائل کے حل کے لئے آج ہم یہاں موجود ہیں تاکہ اس کی روک تھام کے لئے کوئی لائحہ عمل وضع کیا جائے۔

تحصیل خیر پور ناتھن شاہ میں انسانی حقوق کی صورتحال اور علاقے کے بنیادی مسائل :تحصیل خیر پور ناتھن شاہ میں انسانی حقوق کی صورتحال ابتر ہے۔یہاں صحت اور تعلیم کی صورت حال باقی علاقوں کی طرح ناگفتہ بہ ہے۔خیر پور ناتھن شاہ میں عورتوں اور بچوں کے حقوق کی خلاف ورزی بشمول کاروکاری، کم عمر بچیوں کی شادی، خون بہا کے عوض رشتہ دینا عام ہے۔یہاں پر مذہبی اور سماجی اور سیاسی انتہا پسندی کے گہرے اثرات پائے جاتے ہیں۔

حقوق کے فروغ، حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کے لیے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار

شہزادو

انسانی حقوق کی جب بھی بات ہوتی ہے سب سے پہلے یہ سوالات ذہن میں گردش کرتے ہیں کہ انسانی حقوق کون کون سے ہیں۔ہمارے معاشرے میں چند باتوں میں انسانی حقوق کی بحث کو ختم کردیا جاتا ہے۔معاشرے میں انسانی حقوق کی آگاہی نہ ہونے کے برابر ہے حالانکہ انسان کو تمام بنیادی حقوق حاصل ہیں جن میں رہائش، روزگار، تعلیم، صحت، قانون تحفظ، قومی، ثقافتی، مذہبی حقوق شامل ہیں۔پاکستان کے آئین میں انسانی حقوق کے تحفظ کی ضمانت موجود ہے جس میں آزادانہ زندگی بسر کرنے، صحت، صفائی، تعلیم روزگار، رہائش قانونی حق، اظہار آزادی، مذہبی آزادی، سیاسی آزادی اور دیگر بنیادی حقوق انفرادی اور اجتماعی بنیادوں پر واضع ہے۔مگر افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ ہمارے معاشرے میں آگاہی نہیں ہے کہ ہمارے آئین میں کون کون سے حقوق شامل ہیں۔جب ہمیں اپنے ملک کے آئین تحت حاصل انسانی حقوق کی آگاہی ہوگی تو پھر اس آئین کے تحت حاصل حقوق کی محرومی کی تلافی بھی ہوگی کیونکہ جب ہمیں پتا ہی نہیں ہوگا تو اپنے حقوق کی بات کس طرح کریں گے۔عالمی سطح پر بھی ہمیں انسانی حقوق حاصل ہیں۔10 دسمبر 1948ء کو عالمی سطح پر انسانی حقوق کے نظام کا قیام عمل میں آیا۔جب اقوام متحدہ نے عالمی انسانی حقوق کا اعلامیہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی سے منظور کیا جو 30 دفعات پر مشتمل ہے۔

سوال: جب ہمیں آئین کے مطابق اتنے حقوق قانونی طور پر دیئے گئے ہیں تو ان اطلاق کیوں نہیں کیا گیا؟

> جمہوریت ایک ایسا نظام حکومت ہے جس میں ریاست کے افراد ووٹ کے ذریعے اپنے نمائندے منتخب کرتے ہیں تاکہ وہ ریاست کو عوام کے مفاد کے تحفظ کے لیے بہتر طریقے سے چلاسکیں۔

جواب: اس کی بہت ساری وجوہات ہیں جن میں قانونی نافذ کرنے والے اداروں اور حکومت کی دلچسپی نہ ہونا شامل ہے۔لیکن سب سے بڑی وجہ ہمارے قانونی حقوق سے کی لاعلمی ہے جس کی وجہ سے حقوق کی خلاف ورزی ہورہی ہے۔اگر سب لوگ ان حقوق سے آگاہ ہوں تو ان کے خلاف ورزیاں بھی ختم ہوجائیں گی۔

سوال: ہم معاشرے میں اپنے حقوق حاصل کرنے کے لئے آواز بلند کرتے ہیں پھر بھی حقوق نہیں ملتے ایسا کیوں ہوتا ہے؟

جواب: اس کی وجہ یہ ہے کہ معاشرے میں چند افراد ہی آواز بلند کرتے ہیں باقی خاموش رہتے ہیں جس کے باعث جو آواز بلند کرتے ہیں ان کا اتنا اثر نہیں ہوتا۔مثال کے طور پر مورو شہر میں روز ان حقوق کی خلاف ورزیاں ہوتی ہیں۔اگر مورو کا ہر شہری چاہے وہ کسی بھی گروہ، مذہب، ذات سے ہو مل کر اگر آواز بلند کریں گے تو ایک دن ان خلاف ورزیوں کا سلسلہ بند ہوجائے گا۔

حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کے لیے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار

جب ہم تحریک کی بات کرتے ہیں تو یہ ایک مسلسل عمل ہے اور کسی بھی تحریک کے لئے حکمت عملی اور اس کو مستحکم کرنا بہت ضروری ہے۔خصوصی طور پر جب ہم انسانی حقوق کے فروغ کی بات کرتے ہیں تو اس تحریک میں ہر فرد کی شمولیت خاص طور پر معاشرے کے ان لوگوں، تنظیموں، گروہوں کا عام لوگوں سے رابطہ ضروری ہے۔یہ وہ افراد ہیں جو سول سوسائٹی کا اہم ستون ہیں جو مسلسل جدوجہد اور کوششوں سے معاشرے میں مستحکم انسانی حقوق کی تحریک کو کامیاب کرسکتے ہیں۔یہ وہ لوگ ہیں جو انسانی حقوق کے فروغ اور ان کی خلاف ورزیوں کے لئے آواز بلند کرکے اور ان کے حصول کے لئے قانونی جنگ لڑنے کی آگاہی بہتر طریقے سے دے سکتے ہیں اگر اس عمل کو آگے تک لے جانے کے لئے ایسے افراد کو منظم کیا جائے جو اس پر عمل پیرا ہوں تو معاشرے میں تبدیلی آئے گی۔

جمہوریت اور انسانی حقوق، انسانی حقوق اور معاشی ترقی کے مابین تعلق

محمد اعظم میمن

جمہوریت ایک ایسا نظام حکومت ہے جس میں ریاست کے افراد ووٹ کے ذریعے اپنے نمائندے منتخب کرتے ہیں تاکہ وہ ریاست کو عوام کے مفاد کے تحفظ کے لیے بہتر طریقے سے چلاسکیں۔جمہوری نظام حکومت اپنے شہریوں کو تمام تر حقوق فراہم کرنے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔حقیقی جمہوری نظام کی جو خوبیاں ہوتی ہیں ان میں عوام کی حاکمیت، تمام بنیادی انسانی حقوق اور وسائل کی فراہمی، قانون کی عملداری اور اس کا بہتر اطلاق، آزادی رائے کو یقینی بنانا، معاشرتی عدم برداشت کا خاتمہ اور تمام حقائق اور معلومات تک ہر شہری کی رسائی یقینی بنانا شامل ہیں۔جمہوری سلطنت میں اظہار رائے کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔کشیدگی افراتفری کو جنم دیتی ہے اور افراتفری معاشی استحصال کا باعث بنتی ہے۔معاشرے کے ایک فرد کا مثبت جمہوری کردار پورے معاشرے پر مثبت اثرات مرتب کرتا ہے۔جمہوریت دراصل کسی بھی ریاست کا نظریہ ہوتی ہے اور ایک جمہوری ریاست نسل، فرقہ، اور زبان کی بنیاد پر اپنے شہریوں میں امتیاز پیدا نہیں کرتی۔کسی بھی ملک کی جمہوریت اور معیشت کا آپس میں گہرا تعلق ہوتا ہے۔ایسا نہیں ہوتا کہ کسی ملک کی معیشت ترقی کررہی ہو جبکہ ملک کا جمہوری نظام زوال پذیر ہو۔جمہوریت اور معیشت میں کوئی جبلی تعلق نہیں ہے بلکہ یہ رشتہ آہستہ آہستہ ظہور پذیر ہوتا ہے۔جہاں تک انسانی حقوق اور معاشی ترقی کا تعلق ہے تو معاشی ترقی کے لیے بنیادی حقوق کا پرامن حصول لازم ہے۔بدقسمتی سے پاکستان میں ہتھیاروں اور دہشت گردی کا کلچر فروغ پارہا ہے جو کہ اس کو ترقی کی راہ سے دور کرتا جارہا ہے اور عوام عدم تحفظ کا شکار ہیں۔ایسے حالات میں ملک معاشی عدم استحکام کا شکار ہے۔

طرز فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے فروغ کیلئے تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت کی اہمیت

ندیم عباس

جب اسلامیات ایک الگ موضوع کے طور پر پڑھائی

جاتی ہے تو پھر دوسرے مضامین میں اسلامی سبق دینے کی کیا ضرورت ہے؟ کیا ایسا کرنے سے اسلام کی خدمت ہوگی یا ایک قسم کی انتہاپسندی کوتقویت ملے گی۔ میری رائے کے مطابق کچے ذہنوں میں فکری سوچ کی تالا بندی ہورہی ہے۔ ان ذہنوں میں فکری یا تنقیدی سوچ کا سلسلہ پیدا نہیں ہورہا۔

انتہاپسندی کیا ہے، اس کی مختلف اقسام، ہماری زندگیوں پر اثرات اور روک تھام کیلئے لائحہ عمل

جمیلہ منگی

انتہاپسندی کا مطلب ہے کسی خیال یا عمل میں انتہا تک پہنچ جانا۔یعنی جو میں سوچتا ہوں بس وہی درست ہے اور یہی سوچ سب پر مسلط کی جائے تو وہ انتہاپسندی ہے۔کوئی بھی انسان انتہاپسندانہ روّیہ پیدائش کے ساتھ نہیں لاتا بلکہ وہ معاشرے اور موروثی عقائد سے سیکھتا ہے۔ گھروں میں والدین کی ناچاقیاں،غربت، بے روزگاری، جہالت اور خود مرکزیت انتہاپسندی کی اہم وجوہات ہیں۔انتہاپسندانہ رویوں کی جھلک معاشرے کے تمام طبقات اور زندگی کے تمام پہلوں میں دیکھی جاسکتی ہیں۔انتہاپسندی کی کئی اشکال ہیں جن کا اکثر ہم اپنی روزمرہ زندگی میں شکار ہورہے ان میں مذہبی انتہاپسندی،سماجی انتہاپسندی، سیاسی انتہاپسندی اور ریاستی انتہاپسندی شامل ہیں۔

مذہبی انتہاپسندی: اس کا سادہ سا مفہوم یہ ہے کہ عقیدہ کی بنیاد پر انسانوں میں تفریق کرنا اور عقیدے کی رو سے ان سے سلوک کرنا۔ یہ انتہاپسندی کی خطرناک ترین شکل ہے اور آج کل پاکستان کو درپیش سب سے بڑا خطرہ بھی مذہبی انتہاپسندی ہے۔ یہ تمام انسانوں کا بنیادی حق ہے کہ وہ اپنے عقیدے کو برحق سمجھیں۔لیکن جب آپ اس خیال کو باقی افراد پر بزور طاقت ٹھونسنا چاہتے ہیں تو آپ انتہاپسندی کے مرتکب ہوتے ہیں۔تمام عقائد انسانوں کی بہتری اور بھلائی کے لیے آئے ہیں نہ کہ خود کو برحق ثابت کروانے کے لیے کیونکہ عقیدہ کبھی باطل نہیں ہوتا اور اسے کبھی بھی بزورطاقت نہیں منوایا جاسکتا۔

سماجی انتہاپسندی: ہمارے ہاں سماج نے عورت کے تمام ترحقوق پامال کر رکھے ہیں۔ان کو ان کی مرضی کے خلاف شادی پر مجبور کرنا،خواتین کا احترام نہ کرنا،خواتین کوتعلیم کے حق سے محروم کرنا،غیرت کے نام پر ان کوقتل کرنا یہ سب افعال سماجی انتہاپسندی کے زمرے میں آتے ہیں۔کاروکاری سماجی انتہاپسندی کی سب سے اہم مثال ہے۔اکثر محض شک کی بنیاد پر ہم کسی انسان کی جان لے لیتے ہیں۔سماجی ضابطوں کی خلاف ورزی یقیناً قابل تعزیر ہے لیکن جرم اور سزا کی نوعیت کا تعین کرنے کے لیے جب سماجی ادارے موجود ہیں تو یہ اختیار کسی صورت ایک فرد کو نہیں دیا جاسکتا۔

سیاسی انتہاپسندی: بزور طاقت کسی کے ووٹ کا حق چھیننا یا کسی کے سیاسی نظریات پر قبصہ کرنا سیاسی انتہاپسندی کہلاتا ہے۔ووٹ معاشرے کے ہر فرد کا جمہوری حق ہے اور جب کوئی سیاسی پارٹی عوام کو ڈرا دھمکا یا لالچ دے کر اس کے حق کو پامال کرتی ہے تو ملک سیاسی انتہاپسندی کا شکار ہوتا ہے۔

ریاستی انتہاپسندی: جب کوئی ریاست کسی خاص نظریے

ہمارے ہاں سماج نے عورت کے تمام ترحقوق پامال کر رکھے ہیں۔ان کو ان کی مرضی کے خلاف شادی پر مجبور کرنا،خواتین کا احترام نہ کرنا،خواتین کوتعلیم کے حق سے محروم کرنا،غیرت کے نام پر ان کوقتل کرنا یہ سب افعال سماجی انتہاپسندی کے زمرے میں آتے ہیں۔

یا عقیدے کو اپنائے تو وہ انتہاپسندی کا شکار ہوجاتی ہے۔مثال کے طور پر اسرائیل نے اپنے آئین میں یہ طے کردیا ہے کہ ہولوکاسٹ کی حقیقت پرسوال اٹھانے یا اس کے خلاف بات کرنے کو ملک سے غداری سمجھا جائے گا اور ایسے شخص کے خلاف قانونی کاروائی کی جائے گی۔ یہ ریاستی انتہاپسندی کی مثال ہے۔

انتہاپسندی کی روک تھام کے لیے لائحہ عمل وضع کرنے کے لئے جن باتوں کی ضرورت ہے ان میں جمہوری روایات کا فروغ،تعلیم کا عام ہونا، گھریلو ماحول کی بہتری، سماجی انصاف کی فراہمی اور برداشت اور بھائی چارے کی فضاء قائم کرنا شامل ہے۔

میڈیا کیا ہے،اس کی مختلف اقسام، بدلتے ہوئے رجحانات اور انتہاپسندی کے انسداد یا فروغ میں میڈیا کا کردار

اللہ ورایو

میڈیا کا نام آتے ہی ذہن میں ایک بات ضرور آتی ہے کہ یہ ہمیں کوئی نئی انفارمیشن دے گا۔لفظ میڈیا اطلاعات کی چھتری کے طور پر سامنے آیا ہے۔اس میں اخبارات ،الیکٹرونک ٹی وی سمیت سوشل میڈیا میں فیس بک ٹوئیٹر، واٹس اپ ، یوٹیوب اور ریڈیو ایف ایم غیرہ آجاتے ہیں۔

کسی بھی ملک میں میڈیا کا کام کیا ہوتا ہے؟ کسی بھی ملک میں میڈیا پر لازم ہوتا ہے کہ اپنے ملک کی خیرخواہی اور اس کی سلمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے صحیح اطلاعات فراہم کرے، اصل حقائق سے عوام کو آگاہی دے، جھوٹے اور منفی پروپیگنڈہ سے گریز کرے اور عوام کو اپنے حقوق سے آگاہ کرے۔

سرکاری میڈیا اور پرائیوٹ میڈیا میں فرق، پاکستان کا سرسری جائزہ: سرکار کا نام آتے یہ بات ذہن میں آجاتی ہے کہ یہ میڈیا سرکاری پالیسی سے باہر کوئی بات نہیں کرے گا۔ یہ صرف سرکار کی خوشامد کا پابند ہے جبکہ پرائیوٹ میڈیا کھل کر سرکار کی پالیسیوں پر تنقید کرتا ہے سرکار کے ناجائز کاموں سمیت کرپشن، اور عوام کے مسائل کو اُجاگر کرتا ہے۔

میڈیا سے منسلک لوگوں کی ذمہ داریاں: رپورٹر، سب ایڈیٹر، ایڈیٹر، پروڈیوسر وغیرہ ان سب کی اپنی اپنی ذمہ داریاں ہیں جس میں رپورٹر گراس روٹ لیول پر اہم کردار ادا کرتا ہے۔ میڈیا میں رپورٹر ہمیشہ ادارے کا کلیدی کردار ہوتا ہے جو پل پل کی اطلاعات اپنے ادارے کو دیتا رہتا ہے اور وہی ان اطلاعات کی سچائی کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ جبکہ سب ایڈیٹر کی ذمہ داری ہے کہ وہ آنے والی ہرخبر کے مواد کو اچھے طریقے سے پڑھے اور سمجھے۔

اخبارات میں چھپنے والے مواد اور ٹی وی پر دکھائے گئے مواد کے اثرات: ٹی وی پر دکھائے گئے حادثات اور قدرتی آفات کے مناظر اکثر دل کو دہلا دیتے ہیں۔آنکھوں سے دیکھے ہوئے مناظر دل پر بہت اثرانداز ہوتے ہیں۔ اخبارات کا مواد محسوس ضرور ہوتا ہے مگر اس کے اثرات بہت کم ہوتے ہیں۔

میڈیا میں بہتری کیلئے پیمرا اور میڈیا تنظیموں کا کردار؟ یہ واضح ہے کہ انتہاپسندی کی روک تھام پیمرا کرسکتا ہے اگر مخصوص مفادات سے سمجھوتہ نہ کرے۔

میڈیا انتہاپسندی کے انسداد اور فروغ میں کیا کردار ادا کر سکتا ہے: میڈیا کو چاہیے کہ ہمیشہ انتہاپسندی کے خاتمہ کے لئے کوشاں رہے۔ وہ ایسے عناصر کی نشان دہی کرے جو انتہا پسندی پھیلانے کے لئے سرگرم ہیں۔ میڈیا ایسے لوگوں کو ہیرو بنا کر پیش کرنے کی بجائے ان کی حوصلہ شکنی کرے۔

شرکاء کی رائے: ورکشاپ کے اختتام پر شرکاء میں سٹوفکیٹ تقسیم کئے گئے اور گروپ فوٹو لی گئی۔ شرکاء نے ایچ آر سی پی کی تربیتی ورکشاپ کو سراہا جس سے انہیں پنے حقوق سے آگاہی ملی۔ شرکا نے اس عزم کا اعادہ کیا کہ وہ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے پیغام کو اپنی کمیونٹی اور محلے تک ضرور پہنچائیں گے۔

جنسی تشدد کے واقعات:

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور جہدحق کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی جانے والی رپورٹوں کے مطابق 24 اگست سے 22 ستمبر تک 70 افراد کو جنسی تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ جنسی زیادتی کا شکار ہونے والوں میں 51 خواتین شامل ہیں۔ 51 واقعات کے مقدمات درج کیے گئے اور 11 واقعات میں ملوث افراد گرفتار ہوئے۔

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت/مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
24 اگست	۔	خاتون	۔	غیر شادی شدہ	اعظم	اہل علاقہ	بھاگیوال، قصور	درج	گرفتار	ایکسپریس
25 اگست	س	خاتون	۔	غیر شادی شدہ	دانش، وقاص	اہل علاقہ	قائداعظم انڈسٹریل اسٹیٹ، لاہور	درج	گرفتار	نوائے وقت
26 اگست	س۔ب	خاتون	۔	غیر شادی شدہ	اسلم	اہل علاقہ	غوث پور، جھنگ	درج	۔	نئی بات
26 اگست	ش	خاتون	۔	۔	عاصم، جبار	اہل علاقہ	موترہ، منڈیکی گورائیہ	درج	۔	نئی بات
26 اگست	۔	بچہ	12 برس	غیر شادی شدہ	محمد انور	معلم	گاؤں امیر سوہاراہ، پاک پتن	درج	۔	ایکسپریس
27 اگست	حافظ لقمان	بچہ	11 برس	غیر شادی شدہ	حافظ فیصل	استاد	نور پور روڈ، قلعہ دیدار سنگھ	۔	گرفتار	نوائے وقت
27 اگست	ص	خاتون	۔	۔	خرم	اہل علاقہ	چک 103 گ ب، فیصل آباد	۔	۔	نوائے وقت
27 اگست	ش	خاتون	۔	۔	ساجد	اہل علاقہ	چک 459، جھنگ	۔	۔	نوائے وقت
27 اگست	ز	خاتون	۔	۔	تاج محمد، ساتھی	اہل علاقہ	58/12 ایل، چیچہ وطنی	درج	۔	نوائے وقت
27 اگست	س	خاتون	۔	غیر شادی شدہ	نعمان	اہل علاقہ	موضع صاحبہ والا، بصیر پور	درج	۔	نوائے وقت
☆27 اگست	س	خاتون	۔	۔	صادق	اہل علاقہ	موضع ڈمرواہ، شہر سلطان	درج	۔	خبریں ملتان
☆29 اگست	ب	خاتون	۔	شادی شدہ	صفدر، قیوم	اہل علاقہ	محلّہ حیات نگر، رحیم یار خان	درج	۔	خبریں ملتان
31 اگست	ع	بچی	۔	غیر شادی شدہ	شفیق	اہل علاقہ	گاؤں 147 ای بی، عارف والا	درج	گرفتار	خبریں
2 ستمبر	الف	خاتون	۔	شادی شدہ	شفیق	دیور	وارڈ نمبر 6، الہ آباد	درج	۔	نوائے وقت
3 ستمبر	۔	خاتون	۔	شادی شدہ	۔	۔	پنڈ کمالیہ ہانیاں، ٹیکسلا	درج	۔	ایکسپریس
3 ستمبر	۔	خاتون	۔	غیر شادی شدہ	۔	۔	پنڈ کمالیہ ہانیاں، ٹیکسلا	درج	۔	ایکسپریس
3 ستمبر	ع۔ب	خاتون	۔	۔	سمیع اللہ، ساتھی	اہل علاقہ	تھانہ کوتوالی، جھنگ	درج	۔	نئی بات
☆3 ستمبر	ص	خاتون	18 برس	شادی شدہ	عبدالنبی	اہل علاقہ	چک 99 پی، رحیم یار خان	۔	۔	خبریں ملتان
☆3 ستمبر	ف	خاتون	۔	شادی شدہ	منور حسین	اہل علاقہ	مقبول کالونی، بہاول پور	درج	۔	خبریں ملتان
4 ستمبر	ف	خاتون	۔	۔	فیاض، ساتھی	اہل علاقہ	محلّہ حسن پورہ، پاک پتن	درج	۔	ایکسپریس
5 ستمبر	۔	خاتون	15 برس	غیر شادی شدہ	۔	اہل علاقہ	سول ہسپتال بہاول پور	درج	۔	ایکسپریس ٹریبیون
5 ستمبر	ج	بچی	10 برس	غیر شادی شدہ	ارشد	اہل علاقہ	گاؤں نند سنگھ، صفدر آباد	درج	گرفتار	خبریں

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت / مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج / نہیں	ملزم گرفتار / نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن / اخبار
5 ستمبر	س	خاتون	۔	۔	احمد رضا، محمد شریف	اہل علاقہ	منچن آباد	۔	۔	نئی بات
5 ستمبر	س۔ب	خاتون	۔	غیرشادی شدہ	اورنگزیب	اہل علاقہ	بیلہ ناراں والا، جھنگ	درج	۔	نئی بات
5 ستمبر	۔	خاتون	۔	غیرشادی شدہ	سجاد	اہل علاقہ	دوبلی، چونیاں، قصور	درج	۔	ایکسپریس
6 ستمبر	ن	خاتون	16 برس	غیرشادی شدہ	عاطف اقبال	اہل علاقہ	برکت ٹاؤن، ساہیوال	درج	۔	ایکسپریس
6 ستمبر	۔	بچی	7 برس	غیرشادی شدہ	عبدالرؤف	اہل علاقہ	18/1 ایل، رینالہ خورد	۔	گرفتار	ایکسپریس
6 ستمبر	خ	خاتون	۔	غیرشادی شدہ	۔	اہل علاقہ	نصیرآباد، لاہور	درج	۔	نیوز
6 ستمبر	ع	خاتون	۔	غیرشادی شدہ	۔	اہل علاقہ	نصیرآباد، لاہور	درج	۔	نیوز
6 ستمبر	الف	بچہ	7 برس	غیرشادی شدہ	عبدالرؤف	اہل علاقہ	گاؤں 18/1 ایل، رینالہ خورد	۔	گرفتار	جنگ
6 ستمبر	ن	خاتون	۔	غیرشادی شدہ	عبدالمنان	۔	کالام، سوات	۔	۔	ایکسپریس
8 ستمبر	ع	بچہ	۔	غیرشادی شدہ	شہباز	اہل علاقہ	گاؤں رحمان آباد، خانقاہ ڈوگراں	۔	۔	نوائے وقت
8 ستمبر	ص	خاتون	۔	۔	شدو مسیح	اہل علاقہ	فیروز والا	درج	۔	نوائے وقت
8 ستمبر	ش	خاتون	14 برس	غیرشادی شدہ	اللہ دتہ، عبدالرحمان، اشفاق	اہل علاقہ	تھانہ صدر یزمان، بہاول پور	درج	۔	خواجہ اسداللہ
8 ستمبر	م	مرد	15 برس	غیرشادی شدہ	عمران غوری	اہل علاقہ	اسپیشل ایجوکیشن سنٹر، بہاول پور	درج	گرفتار	خواجہ اسداللہ
8 ستمبر	الف	بچہ	12 برس	غیرشادی شدہ	ارسلان	اہل علاقہ	حسینی چوک، بہاول پور	درج	گرفتار	خواجہ اسداللہ
8 ستمبر	ر	خاتون	15 برس	غیرشادی شدہ	اویس	اہل علاقہ	ڈیرہ دوہٹہ کھوہ، شیخوپورہ	درج	۔	مشرق
9 ستمبر	۔	خاتون	۔	شادی شدہ	ارشد، ساتھی	اہل علاقہ	محلّہ رسول نگر، شیخوپورہ	درج	۔	ایکسپریس
9 ستمبر	۔	بچہ	۔	غیرشادی شدہ	عمران	اہل علاقہ	جھلار عبدالقادر، قصور	درج	۔	ایکسپریس
10 ستمبر	۔	بچی	10 برس	غیرشادی شدہ	۔	اہل علاقہ	گاؤں 36 ای بی، ساہیوال	درج	۔	ڈان
10 ستمبر	ن	خاتون	۔	شادی شدہ	۔	اہل علاقہ	215 ای بی، بورے والا	۔	۔	خبریں
10 ستمبر	معظم	بچہ	۔	غیرشادی شدہ	بھلا، حیدر، سوہنی	اہل علاقہ	ونڈالا، فیروز والا	۔	۔	نوائے وقت
10 ستمبر	خ	خاتون	۔	غیرشادی شدہ	۔	اہل علاقہ	صدر، لاہور	۔	۔	نوائے وقت
10 ستمبر	م	بچی	13 برس	غیرشادی شدہ	انتظار	اہل علاقہ	چک 259 گ ب، فیصل آباد	۔	۔	نوائے وقت
11 ستمبر	۔	بچہ	8 برس	غیرشادی شدہ	۔	اہل علاقہ	کوئٹہ	درج	گرفتار	ڈان
11 ستمبر	الف	خاتون	۔	شادی شدہ	رفیق	اہل علاقہ	چک 33 ڈی این بی، یزمان	درج	۔	شیخ مقبول

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت/مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
11 ستمبر	ن	خاتون	۔	شادی شدہ	امجد،اللہ یار	اہل علاقہ	گاؤں 173ای بی،لکھو منڈی	درج	۔	جنگ ملتان
11لدستمبر	ز	بچی	13برس	غیرشادی شدہ	رفیق	اہل علاقہ	دائرہ دین پناہ،کوٹ ادو	درج	۔	جنگ ملتان
13 ستمبر	ذوالقرنین	بچہ	10برس	غیرشادی شدہ	ندیم	اہل علاقہ	جھگیاں دھنا سنگھ،قصور	درج	۔	نئی بات
13 ستمبر	فیضان علی	بچہ	13برس	غیرشادی شدہ	عبدالرحمان	اہل علاقہ	377ای بی،لکھو منڈی	درج	۔	خبریں
16 ستمبر	م	خاتون	15برس	غیرشادی شدہ	فیاض علی،ممتاز	اہل علاقہ	فروکہ،ساہیوال/سرگودھا	۔	۔	نوائے وقت
16 ستمبر	س	خاتون	۔	غیرشادی شدہ	الطاف،ساتھی	اہل علاقہ	موضع صدقانہ مرالی،جھنگ	۔	۔	نوائے وقت
16 ستمبر	۔	بچہ	9برس	غیرشادی شدہ	ارشد	اہل علاقہ	چک 199 گ ب،مریدوالا	۔	۔	نوائے وقت
16 ستمبر	ن	بچی	9برس	غیرشادی شدہ	حسنین	اہل علاقہ	فیصل آباد	۔	۔	نوائے وقت
17 ستمبر	مبشر	بچہ	10برس	غیرشادی شدہ	فرید	اہل علاقہ	ربانی ٹاؤن،اوکاڑہ	۔	۔	نوائے وقت
17 ستمبر	نبیل	مرد	۔	غیرشادی شدہ	ابوتراب،شان ولی	اہل علاقہ	گجرات	۔	۔	نوائے وقت
17 ستمبر	س۔س	خاتون	۔	۔	قیوم،عابد	اہل علاقہ	گڑھ مہاراجا،جھنگ	درج	۔	نئی بات
18 ستمبر	اجمل	بچہ	13برس	غیرشادی شدہ	غلام شبیر	اہل علاقہ	موضع موسیٰ کانجو،رحیم یار خان	درج	۔	جنگ ملتان
18 ستمبر	۔	بچہ	۔	غیرشادی شدہ	ثانی،عاصم علی رضا	اہل علاقہ	قصبہ ننگل ساہداں،مریدکے	درج	۔	نوائے وقت
18 ستمبر	۔	بچہ	۔	غیرشادی شدہ	ثانی،عاصم علی رضا	اہل علاقہ	قصبہ ننگل ساہداں،مریدکے	درج	۔	نوائے وقت
18 ستمبر	۔	بچہ	13برس	غیرشادی شدہ	۔	اہل علاقہ	مانسہرہ	درج	گرفتار	ایکسپریس ٹریبیون
18 ستمبر	۔	بچہ	۔	غیرشادی شدہ	سلیم	اہل علاقہ	گندھی اوتاڑ،چھانگا مانگا	درج	۔	دنیا
19 ستمبر	۔	خاتون	۔	غیرشادی شدہ	ریاض	اہل علاقہ	پاک پتن	درج	۔	نیوز
20 ستمبر	ج۔ب	خاتون	۔	غیرشادی شدہ	محمد رضا	اہل علاقہ	چک263،جھنگ	درج	۔	نوائے وقت
20 ستمبر	ن	خاتون	۔	شادی شدہ	شفقت	سابق شوہر	چک 630 گ ب،فیصل آباد	درج	۔	نوائے وقت
20 ستمبر	ن	خاتون	۔	شادی شدہ	ریاض احمد،ساتھی	اہل علاقہ	چک85ای بی،پاک پتن	درج	۔	نوائے وقت
22 ستمبر	ا۔ب	خاتون	۔	غیرشادی شدہ	اشرف	اہل علاقہ	چک265،جھنگ	درج	۔	نئی بات
22 ستمبر	م	خاتون	۔	شادی شدہ	عامر	دیور	چک 17ایس پی،پاک پتن	درج	۔	نئی بات
22 ستمبر	۔	خاتون	۔	غیرشادی شدہ	سجاد	اہل علاقہ	پرانی منڈی،پتوکی،قصور	درج	۔	نوائے وقت
22 ستمبر	ع	خاتون	۔	غیرشادی شدہ	راشد	اہل علاقہ	دوسہرہ گراؤنڈ،ساہیوال	درج	۔	نوائے وقت

عورتیں

بیوی اور بیٹی کو قتل کر دیا

لکی مروت لکی مروت سٹی کے نواحی گاؤں لنگر خیل میں ملزم تاج محمد نے ڈنڈے مار کر اپنی اہلیہ اور بیٹی نسرین بی بی کو قتل کر دیا۔ وقوعہ کے بعد پولیس نے ملزم کو آلہ قتل سمیت گرفتار کرلیا۔ قتل کے بعد ملزم نے بتایا کہ وہ گھر میں کوئی کام کرتا تو گھر والے اسے پاگل کہتے تھے، اور اسی طعنوں سے تنگ آ کر اس نے اپنی بیوی اور بیٹی کو قتل کیا۔ پولیس نے یونس خان کے ایما پر قتل کا مقدمہ درج کرلیا ہے۔ (محمد طاہر)

غیرت کے تصور نے ایک اور جان لے لی

کرم ایجنسی لوئر کرم ایجنسی کے علاقہ چار خیل میں ناجائز تعلقات کے شبہ پر گل نامی شخص نے اپنی بیوی کو ایک اور فرد سمیت قتل کر دیا گیا۔ یہ واقعہ لوئر کرم کے علاوہ چار خیل گاؤں میں اس وقت سامنے آیا جب گل نامی شخص نے اپنی بیوی کو ایک فرد کے ساتھ دیکھا تو اس نے فائرنگ کر کے دونوں کو قتل کر دیا گیا۔ ملزم کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا گیا۔

(عظمت علی زئی)

7 خواتین زخمی

عمرکوٹ تحصیل عمرکوٹ کی یونین کونسل کھوکھراپار کے گوٹھ میٹھو بھیل کے رہائشی 39 سالہ ڈرنگو نے بتایا کہ ان کا مذکورہ گوٹھ کئی دہائیوں سے آباد ہے۔ یہ گوٹھ شہر سے کچھ فاصلے پر واقع ہے۔ اس میں بھیل قبیلے کے تیس خاندان آباد ہیں۔ ان کے گھروں کی اراضی سمیت آس پاس کی ان کی پچیس ایکڑ زمین ہے۔ واضح رہے کہ یہ علاقہ تھر کے ریگستان پر مشتمل ہے۔ 18 اگست کو نوہڑی برادری کے مسلح افراد قائم، فرید، صدیق، رحمان، سلیم اور اس کے دو بھائی ارباب اور شکور نے آتشی اسلحہ، کلہاڑیوں اور ڈنڈوں سمیت ان کے گھروں میں گھس کر عورتوں اور مردوں پر تشدد کیا۔ جس کے نتیجے میں سات خواتین زخمی ہوگئیں۔ بعدازاں فرید نوہڑی نامی ملزم نے گھروں کو آگ لگادی۔ پھر حملہ آور خطرناک نتائج بھگتنے کی دھمکیاں دیتے ہوئے چلے گئے۔ تمام زخمیوں کو علاج ومعالجہ کے لیے سول ہسپتال داخل کرایا گیا۔ جہاں سب کی حالت خطرے سے باہر بتائی جاتی ہے۔ متاثر ڈنگو نے مزید بتایا کہ جوابداروں نے ان کی عورتوں کو زدوکوب کیا۔ انہوں نے متعلقہ تھانہ کھوکھراپار پولیس کو مطلع کیا لیکن پولیس نے مقدمہ درج کرنے سے انکار کردیا۔ (اوکھومنروپ)

خاتون سمیت 2 افراد قتل

ٹانک 31 اگست 2016 کو ٹانک کے علاقہ گل امام داؤد خیل میں غیرت کے نام پر خاتون سمیت دو افراد کو قتل کر دیا گیا۔ ذرائع کے مطابق مقتول خالد کو چچازاد بھائی نے شک کی بنیاد پر اپنی بیوی سمیت فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔ خاتون مسماۃ (پ۔ر) اور خالد کی گولیوں سے چھلنی لاشیں آر ایچ سی گل امام ہسپتال پوسٹ مارٹم کے لئے لائی گئی جبکہ ملزم موقع واردات سے فرار ہوگیا۔ پولیس نے ایف آئی آر درج کر کے تفتیش شروع کر دی۔ (روزنامہ آج)

بھابھی کی جان لے لی

اوکاڑہ چوچک کے نواحی موضع کے اعجاز کی شادی پارس بی بی سے ہوئی تھی جس سے تین بچے تھے۔ کچھ عرصہ قبل پارس بی بی اپنے خاوند سے ناراض ہوکر اپنے میکلے منانے کے لیے 30 اگست کو اعجاز اپنے بھائی اور ارشد کے ہمراہ سسرال آیا لیکن پارس بی بی نے ساتھ جانے سے انکار کردیا۔ تو اعجاز کے بھائی راشد نے مشتعل ہوکر فائرنگ کر کے پارس بی بی کو ہلاک کر دیا۔ پولیس نے مقدمہ درج کر کے ملزم کو گرفتار کرلیا ہے۔

(اصغر حسین)

پسند کی شادی پر میاں بیوی قتل

بہاولپور ضلع بہاولپور کے علاقہ محلّہ حمایتیاں کے رہائشی نعمان ولد اسلام نے چار ماہ قبل مریم دختر فقیر حسین نقوی سے عدالت میں پسند کی شادی کی تھی۔ جس پر مریم کے بھائی ثاقب نے 2 اگست کو مریم اور نعمان کو قتل کر دیا۔ وقوعہ کے بارے میں مقدمہ کے مدعی محمد صابر نے بتایا کہ نعمان اسلم کی عمر 22 برس ہے وہ جب پانچ ماہ کا تھا تو اس کا والد فوت ہوگیا اور چار بہنوں کا اکلوتا بھائی تھا جس نے چار ماہ قبل مریم سے پسند کی شادی کی۔ گزشتہ عید پر نعمان کے گھر مریم کا بھائی ثاقب اور بہن آئے اور انہیں اپنے گھر آنے کی دعوت دی اور کہا کہ وہ آپ کی صلح کرواتے ہیں۔ جس کے کچھ دن بعد نعمان اپنی بیوی مریم کو لے کر لودھراں چلا گیا۔ ہم جب بھی فون کرتے تھے تو وہ ہمیں یہی بتاتا تھا کہ وہ ملتان ہے۔ گزشتہ روز ہمیں اطلاع ملی کہ دونوں میاں بیوی کو ثاقب نے چھری کے وار کر کے قتل کر دیا ہے۔ صابر نے بتایا کہ ڈاکٹر کے مطابق مریم حاملہ تھی۔ پولیس نے ثاقب کو گرفتار کرلیا۔ جب ہم نے تھانہ میں مقدمہ درج کروایا تو دیکھا کہ ثاقب کو پولیس نے وی آئی پی طریقے سے رکھا ہوا تھا۔ نعمان کی والدہ اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھی ہے جبکہ بہن صدمے سے نڈھال ہے۔ (خواجہ اسداللہ)

رشتے سے انکار پر لڑکی قتل

پشاور تھانہ بڈھ بیر کے علاقہ سوڑیزئی پایاں میں رشتے سے انکار پر مسلح باپ بیٹوں نے فائرنگ کر کے دوشیزہ کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ملزمان واردات کے بعد موقع سے فرار ہوگئے۔ 31 اگست 2016 کو آمنہ زوجہ مومن سکنہ سوڑیزئی پایان نے رپورٹ درج کراتے ہوئے پولیس کو بتایا کہ اسد ولد رستم نے کچھ روز قبل اپنے والدین کو اس کی بہن ثناء کا رشتہ مانگنے کیلئے بھیجا تھا تاہم انکار پر وہ ناراض تھا اور موقع ملتے ہی اپنے بھائی ہشتم اور والد کے ہمراہ ان کے گھر میں گھس کر اندھا دھند فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں اس کی بہن مسماۃ ثناء شدید زخمی ہوگئی جس کو طبی امداد کیلئے فوری طور پر ہسپتال منتقل کیا گیا جہاں وہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گئی۔ پولیس نے مقدمہ درج کر کے مزید تفتیش شروع کر دی۔

(روزنامہ آج)

لڑکی گولی لگنے سے جاں بحق

پشاور 5 ستمبر 2016 کو پشاور کے علاقہ شمشتو کیمپ میں گھر کے صحن میں بیٹھی جوانسال لڑکی مبینہ طور پر اندھی گولی کا نشانہ بن کر جاں بحق ہوگئی۔ پولیس نے نعش پوسٹ مارٹم کے بعد ورثاء کے حوالے کر دی۔ امیر خان ولد حمید اللہ خان ساکن شمشتو کیمپ نے رپورٹ درج کراتے ہوئے پولیس کو بتایا کہ کہ نامعلوم سمت سے فائر کی گئی ہوائی گولی اس کی بیٹی کو لگ گئی جس کے نتیجے میں وہ شدید زخمی ہوگئی جس کو طبی امداد کیلئے ہسپتال منتقل کر دیا گیا جہاں بعدازاں وہ علاج کی فراہمی کے دوران دم توڑ گئی۔ پولیس نے مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کر دی۔ (روزنامہ ایکسپریس)

غیرت کے نام پر قتل کا انکشاف

پشـــاور تھانہ چمکنی کے علاقے ترناب فارم ناصر گڑھی کے کھیتوں سے ملنے والی خاتون کی نعش کی شناخت کے قتل کے واقع کا سبب معلوم کرلیا گیا ہے۔مقتولہ کواس کے شوہر کی جانب سے بیٹی اور دیگر رشتہ داروں کی مدد سے غیرت کے نام پر قتل کرنے کا انکشاف ہوا ہے۔مقتولہ تین بچوں کی ماں تھی پولیس نے دوخواتین سمیت چار افراد کے خلاف مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کردی ہے۔ایس ایچ او چمکنی غفار خان نے کہا کہ 3 ستمبر کواطلاع ملی کہ ترناب فارم ناصر گڑھی میں ایک خاتون کی نعش پڑی ہے جسے نامعلوم مسلح افراد نے فائرنگ کر کے قتل کیا اطلاع ملتے ہی پولیس موقع پر پہنچ گئی اور نعش قبضے میں لیکر پوسٹ مارٹم کیلئے مردہ خانہ منتقل کردی اور مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کی تو معلوم ہوا کہ مقتولہ کا تعلق نوشہرہ سے ہے جس کے بعد نوشہرہ پولیس کو اطلاع دی گئی اور یوں ورثاء تھانہ پہنچ گئے جہاں مقتولہ کے والدرامداد نے اس کا نام سلمٰی زوجہ منیر خان بتایا اور حقائق بیان کرتے ہوئے کہا کہ مقتولہ اپنے شوہر سے ناراض ہوکر میکے میں تھی کہ داماد منیر کے ایماء پر پوتی گل مینہ اور رشتہ دار عاشی دختر جیب اللہ، خائف ولد سید الرحمان نے بہانے سے بیٹی کو بلایا جس کے بعد وہ غائب ہوگئی اور پھر اگلے روز اس کی نعش ملی ایس ایچ او کے مطابق مدعی نے بتایا کہ داماد نے بیٹی کو غیرت کے نام پر قتل کیا ہے جس پر چاروں ملزموں کے خلاف مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کردی گئی ہے۔

(روزنامہ آج)

لڑکی کی گولیوں سے چھلنی نعش برآمد

پشـــاور 3 ستمبر 2016 کو تھانہ چمکنی کے علاقے ترناب فارم میں نامعلوم قاتلوں نے دوشیزہ کو قتل کردیا اور نعش کھیتوں میں پھینک کر فرار ہوگئے۔ پولیس نے نعش قبضے میں لیکر مردہ خانہ منتقل کردیا جبکہ رات گئے تک مقتولہ کی شناخت نہ ہوسکی۔ پولیس نے مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کردی ہے۔چمکنی پولیس کے مطابق گزشتہ روز اطلاع ملی کہ ترناب فارم کے کھیتوں میں جوانسال دوشیزہ کی نعش پڑی ہے۔اطلاع ملتے ہی پولیس موقع پر پہنچ گئی اور نعش قبضے میں لیکر مردہ خانہ منتقل کردی۔ پولیس کے مطابق مقتولہ کی شناخت نہ ہوسکی جبکہ مقدمہ درج کر کے ورثاء کی تلاش اور تفتیش شروع کردی۔

(روزنامہ آج)

بیٹی کے قتل کی غیر جانبدارانہ تحقیقات کا مطالبہ

حیدرآباد 3 ماہ قبل واپڈا کالونی کے گیراج میں کھڑی کار میں پراسرار طور پر ہلاک ہونے والی خاتون بےنظیر قادری کے والدین نے پولیس تفتیش پر عدم اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ معاملے کی تحقیقات کے لیے جوائنٹ انویسٹی گیشن ٹیم تشکیل دی جائے۔ یہ مطالبہ قاسم آباد کے رہائشی جاوید حسین قادری اوران کی اہلیہ رابعہ جاوید نے حیدرآباد پریس کلب میں پریس کانفرنس میں کیا، اس موقع پر ویمن ایکشن فورم کی امرسندھو، حسین مسرت و دیگر سماجی کارکنان بھی موجود تھے۔جاوید قادری نے کہا کہ 17 جون 2016ء کو ان کی جواں سالہ بیٹی بےنظیر اور مصطفیٰ شیخ کی لاشیں انہیں سول ہسپتال سے ملی تھی۔ یہ دونوں ایک ہی تعلیمی ادارے میں زیرتعلیم تھے اور وہ دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے انہوں نے کہا کہ دونوں کی لاشیں ایک لڑکی اور اس کے ساتھ کچھ لوگ ایک گاڑی میں سول ہسپتال لائے تھے، انہوں نے کہا کہ شدت غم کی وجہ سے لاش کا پوسٹ مارٹم نہیں کرایا جو ہماری بہت بڑی غلطی تھی۔سوئم کے بعد 20 جون کو حسین آباد تھانے میں مقدمہ درج کرایا اور 14 جولائی کو بےنظیر کی قبر کشائی کر کے پوسٹ مارٹم کیا گیا مگر پولیس نے تفتیش کے بعد مقدمہ اے کلاس میں خارج کردیا۔ پولیس نے پریس ریلیز میں ہماری کردار کشی کی اور گواہوں کے بیانات کو توڑ مروڑ کر پیش کیا جبکہ حسکو کالونی کے گارڈ کے مطابق سارا معاملہ واپڈا کالونی میں پیش آیا مگر مذکورہ گارڈ کو شامل تفتیش ہی نہیں کیا گیا۔ پولیس کی جانب سے ایک دوسرے سے ملنے اور پسند کرنے پر واقعہ کو اتفاق حادثہ قرار دینا کافی نہیں، انہوں نے کہا کہ پولیس کی سرکاری پریس ریلیز میں ایک اور مشیر نامے میں دوسرا گاڑی نمبر ہے۔انہوں نے معاملے کی شفاف تحقیقات کے لیے ہائی کورٹ سے رجوع کرنے اور عید کے بعد احتجاج کا اعلان کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ جے آئی ٹی تشکیل دے کر ان کی بیٹی کے جسم کے اجزا کا اسلام آباد سے ٹیسٹ اور گاڑی کی خراب کی گئی اشیا کا فرانزک معائنہ کرایا جائے۔

(لالہ عبدالحلیم)

خاتون کو قتل کرنے کا الزام

عمرکوٹ 4 نومبر کو دیرسے عمرکوٹ شہر کے محلے مولچندانی میں چھ ماہ قبل شادی شدہ عورت شریمتی چندرا مالہی گردن میں قینچی لگنے کی وجہ سے فوت ہوگئی۔خاتون کے سسرالیوں کی طرف سے خاتون کے والدین کو خودکشی کرنے کی اطلاع دیا گیا تھا۔خاتون کے والدین نے وہاں پہنچ کر احتجاج کیا جس پر عمرکوٹ پولیس نے خاتون چندرا کی نعش اپنی تحویل میں لے کر پوسٹ مارٹم کے لیے سول ہسپتال عمرکوٹ پہنچایا۔خاتون کے والد آسن واس مالہی کے مطابق اس کی بیٹی چندرا کی شادی چھ ماہ قبل چمن مالہی سے ہوئی تھی۔اس کے شوہر اور اہل خانہ اس کی بیٹی پر تشدد کرتے تھے۔جبکہ انہوں نے اس کی بیٹی کو گردن میں قینچی مار کر قتل کرنے کے بعد انہیں مطلع کیا کہ آپ کی بیٹی نے خودکشی کرلی ہے۔لیکن جب وہ عمرکوٹ چندرا کے سسرالی گھر پہنچے تو ان کو پتہ چلا کہ ان کی بیٹی کو قتل کردیا گیا ہے۔ایسی اطلاع ہر ہم نے نسرنگھر عرف بھٹو مالہی کو حراست میں لے لیا ہے۔ پولیس نے مقدمہ درج کرلیا ہے۔

(اوکھومنروپ)

زمین ہتھیانے کے لیے بیوی کو قتل کردیا

اوکـــاڑہ نواحی قصبہ جی ڈی 5 میں نورین کنول نامی عورت قتل ہوئی تھی جس کے شوہر بشارت نے قتل کا مقدمہ اپنے والد محمد اسلم کے خلاف درج کروایا جس میں دیگر ملزمان بھی شامل تھے۔ پولیس نے ملزمان کو حراست میں لے کر تفتیش کی تو حالات مشکوک نکلے۔مقتولہ نورین کنول کا شوہر بشارت ملزم نکلا۔تفتیشی افسر محمد جمیل نے بتایا کہ بشارت نے اپنی اہلیہ کنول نورین کو خود ہی گولیاں ماریں اور قتل کردیا۔اس نے الزام لگایا تھا کہ ''وہ اپنے والد سے لڑ رہا تھا۔جس پر اس کے والد نے فائرنگ کردی اور اس کی اہلیہ درمیان میں آ گئی جس سے اس کو گولی لگ گئی''۔ بشارت سے جب اسلحہ مانگا گیا تو اس نے وہی اسلحہ دیا جس سے نورین کا قتل ہوا تھا۔ جب پولیس نے اسلم کے مویشی قبضہ میں لیئے تو بشارت اس کی سپرداری کروانے آ گیا۔تفتیش کے دوران حقائق سامنے آنے پر قتل کا مدعی ملزم بن گیا۔ بشارت نے ایسا اپنی بیوی کی زمین کو ہتھیانے کے لیے کیا تھا۔

(اصغر حسین)

تعلیم

سکول کی چار دیواری تعمیر کرنے کا مطالبہ

کمالیہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول 735 گ ب کمالیہ کی بیرونی دیوار گزشتہ دنوں ہونے والی بارش کے باعث منہدم ہوگئی جس کی وجہ سے طالبات کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔سکول کے ساتھ ملحقہ گلیوں میں بھی مناسب سیوریج کا نظام نہ ہونے کے باعث عام دنوں میں بھی سکول کے قریب پانی کھڑا رہتا ہے جس کے باعث طالبات کو سکول آنے اور جانے میں شدید دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔سکول کی دیوار گرنے کے باعث طالبات کی پڑھائی کا بھی نقصان ہو رہا ہے۔علاقہ مکینوں نے احتجاج کرتے ہوئے کہا ہے کہ سکول کی دیواریں کچھ عرصہ قبل ہی تعمیر ہوئی تھیں جو کہ اپنی پہلی بارش بھی برداشت نہیں کر سکیں۔انہوں نے حکام بالا سے مطالبہ کیا ہے کہ سکول کی دیواروں کو از سرِ نو تعمیر کروایا جائے تا کہ بچیاں اپنی تعلیم بلاخوف جاری رکھ سکیں۔ (اعجاز اقبال)

سکولوں کی بندش کا نوٹس لیا جائے

جھل مگسی گورنمنٹ ٹیچرز ایسوسی ایشن نے اسسٹنٹ کمشنر گندانہ کے عدم تبادلہ پر جس کا یونین نے مطالبہ کیا تھا۔ضلع جھل مگسی کے تمام گرلز اور بوائز سکولوں کی تالہ بندی کر دی تھی۔ تین روز تک احتجاج جاری رہا مگر کسی بھی ذمہ دار افسر نے اساتذہ کو مذاکرات کے لیے دعوت نہیں دی۔سکول بدستور بندر ہے اور سکولوں پر سیاہ جھنڈا لہرایا گیا۔اس اثناء میں چند روز اساتذہ نے سکول کھولے مگر بچوں کی سکول میں حاضری نہ ہونے کے برابر تھی۔اور یونین والوں نے فیصلہ کیا کہ کمشنر نصیر آباد کے دفتر کے سامنے دھرنا دیا جائے گا۔ایچ آر سی پی کے والدین کے مطابق ضلعی کور گروپ کے ایک وفد نے سکولوں کا دورا کیا اور لوگوں کی رائے معلوم کہ تو معلوم ہوا بچوں کے والدین دونوں طرف کی انتظامیہ سے نالاں تھے۔ والدین کے مطابق اساتذہ کی یونین والے اور ضلعی کام والے حقیقت سے ناواقف ہو کر چھوٹے مسئلے کو بڑھاتے جا رہے ہیں۔اور ڈپٹی کمشنر جھل نے تمام تر حالات کا ذمہ دار ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کو سمجھتے ہوئے حکام بالا کو آگاہ کیا اور جس پر ڈی ای او کو معطل کر دیا گیا کہ اساتذہ نے موصوف کے کہنے پر پرتالہ بندی اور احتجاج کیا تھا۔

(رحمت اللہ)

گرلز سکول دوبارہ تعمیر نہ ہو سکا

سوات تحصیل مٹہ سوات کے علاقے سخرہ فاضل گڑھی میں طالبان کے ہاتھوں تباہ ہونے والا گرلز سکول آٹھ سال گزرنے کے باوجود تعمیر کا منتظر ہے۔میڈیا ٹیم کے دورے کے دوران سکول کے سابق چوکیدار بابا فرید خان نے بتایا کہ سکول کو طالبان نے 7 سال پہلے اڑایا تھا اور اس وقت سے سکول کے بچے پڑھنے کا اصرار کر رہے تھے میں نے اپنا گھر گزشتہ سات سال سے بچوں کو دے رکھا ہے۔لیکن نہ کسی نے کرایہ دیا اور نہ ہی سکول کی تعمیر شروع ہوئی۔فرید بابا نے مزید کہا کہ سکول بلڈنگ کی تعمیر کے لیے لاکھوں روپے منظور ہونے کے دعوے کئے گئے ہیں لیکن تعمیر نظر نہیں آ رہی۔سکول میں موجود محترمہ نے بتایا کہ وہ اکیلی ہی بابا فرید کے گھر میں پانچ کلاسز کے بچوں کو پڑھاتی ہیں۔

(روزنامہ آج)

طالب علم پر تشدد کا الزام

عمرکوٹ 16 ستمبر کو تحصیل سامارو کے علاقے سامارو روڈ شہر میں قائم گورنمنٹ ہائی سکول میں مبینہ طور پر شور کرنے پر سکول میں تعینات ڈرائنگ ٹیچر رفیق بھرگڑی کے ہاتھوں مبینہ تشدد کا شکار بننے والے طالب علم رامن اوڈ کے والد بیکن اوڈ نے پولیس تھانہ سامارو میں مذکورہ ٹیچر سمیت دو سکول ٹیچروں کے خلاف درخواست دی۔ مذکورہ طالب علم کے لواحقین کرم چند،مٹھو،آسن سمیت دو دیگر نے واقعے کے خلاف پلے کارڈ ہاتھ میں لے کر احتجاجی مظاہرہ کیا۔اس موقع پر مظاہرین کا کہنا تھا کہ مذکورہ ڈرائنگ ٹیچر نے ان کیچے رامن اوڈ کو تشدد کا نشانہ بنایا ہے۔

(اوکھو منروپ)

گرلز مڈل سکول متنی کی منتقلی کے خلاف احتجاجی مظاہرہ

پشاور 10 ستمبر 2016 کو متنی کے مکینوں نے علاقے میں سیاسی بنیادوں پر گورنمنٹ گرلز مڈل سکول کو متنی سے ادیزئی منتقل کرنے کے خلاف پشاور پریس کلب کے باہر مظاہرہ کیا جسکی قیادت یوسی متنی کے کسان کونسلر شیر بہادر، عباد شاہ و دیگر کر رہے تھے ، گورنمنٹ گرلز مڈل سکول متنی میں لڑکیوں کی تعلیم کے لئے واحد درسگاہ ہے تاہم بعض عناصر اس سکول کو ادیزئی منتقل کرنے کیلئے بضد ہیں جو خواتین کی تعلیم کے خلاف سازش ہے ،سکول متنازعہ عمارت میں منتقل کیا جارہا ہے۔انہوں نے کہا کہ سکول کی انچارج ہیڈ مسٹریس بچیوں پر بے جا تشدد کرتی ہے جو غریب طالبات کو تعلیم سے دور رکھنا اور بچیوں کے سکولوں میں داخلہ مہم کو ناکام بنانے کی سازش ہے ، انہوں نے متعلقہ حکام سے اصلاح احوال کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ مطالبات نہ مانے گئے تو احتجاج کا دائرہ وسیع کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

(روزنامہ ایکسپریس)

کرایہ نہ ملنے پر سرکاری سکول کو تالے لگ گئے

سوات سوات کے علاقہ مدین دامانہ میں سرکاری سکول کی عمارت کا کرایہ نہ دینے پر مالک مکان نے سکول کو تالے لگا دیئے جس کے خلاف سکول کے بچوں اور اساتذہ نے روڈ پر دھرنا دیا۔ مدین کے علاقہ دامانہ میں سرکاری سکول جو کہ کرائے کے بلڈنگ میں ہے۔ مالک کو چھ ماہ کا کرایہ نہیں ملا تھا جس پر بلڈنگ مالک نے سکول کو تالہ لگا کر بچوں کو باہر نکال دیا جس پر سکول کے اساتذہ اور بچوں نے مینگورہ مدین روڈ پر دھرنا دیا اور شدید احتجاج کیا۔اس موقع پر روڈ ہر قسم کی ٹریفک کیلئے بند رہا۔

(روزنامہ آج)

بچے

معصوم بچے کی نعش برآمد

سامارو 29اگست کوتحصیل سامارو کے علاقے حنیف آباد کے قریب واقع نہر سیال شاخ میں ایک نعش دیکھ کر علاقے کے رہائشیوں نے پولیس پوسٹ انچارج کواطلاع دی جس پر پولیس نے خاکروبوں کے ہمراہ جائے وقوعہ پرپہنچ کرنعش کونہر سے نکلوایا۔بعدازاں پولیس نے نعش خاکروبوں کی مدد سے نہر کے قریب ہی دفن کروادی۔نعش پولیس کے مطابق تین سال کے معصوم بچے کی تھی۔ (اوکھومنروپ)

بچے کوجنسی تشدد کانشانہ بنانے کی کوشش

جھل مگسی 26اگشت 2016ءکونورانی مسجد میں پڑھانے والے ملاعبدالرزاق ولدافضل خان نے طالب علم زیب نثارولداحمدکوزیادتی کانشانہ بنانے کی کوشش کی جس پر سات سالہ زیب نثارطالبعلم نے وہاں سے بھاگ گیااورگھر پہنچ کرگھروالوں کوبتادیا۔گھروالوں نے گنداوہ تھانہ میں ملا کے خلاف ایف آئی درج کرادی پولیس نے فوری کارروائی کرکے ملاکوحراست میں لے لیا۔ملزم گنداوہ کامقامی باشندہ ہے۔اوراسد بھی گنداواہ کارہائشی ہے۔ (رحمت اللہ)

باپ نے تین بچے مارڈالے

بہاولپور بہاولپور کے سٹی ایریاقائداعظم کالونی کے رہائشی فاروق نے اپنے تین بچوں کوگلادباکرقتل کردیا۔بچوں کے ماموں محمدارشدسکنہ 44ڈی بی یزمان نے بتایاکہ فاروق کی شادی دس سال قبل اس کی خالہ زادنازیہ سے ہوئی جس میں سے تین بچے آٹھ سالہ عدیل،چھ سالہ زہرااورچارسالہ زونیراپیداہوئے۔محمدارشدنے بتایاکہ دوسال قبل نازیہ کےفوت ہوجانے کے چھ ماہ بعد فاروق نے وہاڑی کی رہائشی شازیہ سے شادی کرلی لیکن ان کے درمیان اکثربچوں کے معاملہ پرتنازعہ رہاجس کے سبب گزشتہ ہفتے شازیہ روٹھ کرمیکے چلے گئی جسے منانے کے لیے فاروق نے کوشش کی۔30جولائی کوفاروق نے اپنے تینوں بچوں کوگلادباکرمارنے کے بعداقدام خودکشی کی۔پولیس نے بچوں کی نعشوں کوبی وی ایچ ہسپتال پوسٹمارٹم کے بعدان کی نعشیں ان کے ورثاء کےحوالے کیں گئیں۔پولیس نے ملزم کے خلاف مقدمہ درج کرلیاہے۔

(خواجہ اسداللہ)

بچوں کی لڑائی پرخاتون شدیدزخمی

پشاور 5ستمبر 2016 کوپشاور کےعلاقے ارمڑباغبانان میں بچوں کی لڑائی پرملزموں نے خاتون کواینٹیں مارکرلہولہان کردیا۔مسماۃ (الف) زوجہ سبزعلی نے رپورٹ درج کراتے ہوئے پولیس کو بتایاکہ گزشتہ روزبچوں کی لڑائی کے تنازعہ پر ان کے ہمسائیوں ملزم سبحان اللہ اورسیداللہ چادروچاردیواری کے تقدس کوپامال کرتے ہوئے ان کے گھرمیں گھس آئے اور اسے تشددکانشانہ بناتے ہوئے اینٹیں مارمارکرزخمی کردیا۔ جسے گھر کے دیگرافرادنے طبی امدادکیلئے ہسپتال منتقل کردیا۔ جبکہ ملزم واردات کے بعدفرارہوگئے۔پولیس نے مقدمہ درج کرکے تفتیش شروع کردی۔ (روزنامہ ایکسپریس)

بچوں کی گمشدگی کانوٹس لیاجائے

باجوڑ ایجنسی باجوڑایجنسی میں کئی مہینوں سے بچوں کی گمشدگی سنگین مسئلہ اختیارکرگیاہے۔تحصیل ماموند اور تحصیل سالارزئی سے گزشتہ کئی مہینوں کے دوران پانچ بچے پراسرارطورپرغائب ہوچکے ہیں۔انتہائی باخبرذرائع کے مطابق زیادہ تربچے ایجنسی سے باہرمدرسوں میں تعلیم کے حصول کے لئے گئے تھے۔لاپتہ بچوں کے لواحقین دربدر کی ٹھوکریں کھانے پرمجبورہیں۔ان کے والدین اس وجہ سے غمزدہ اورپریشان ہیں کہ خدانخواستہ گمشدہ بچے کہیں جرائم پیشہ افرادکے ہاتھوں میں نہ لگیں۔

(شاہدحبیب)

اقلیتیں

مدرٹریسہ کوسینٹ کادرجہ دینے کاخیرمقدم

لاہور پاکستان کیتھولک بشپس کانفرنس کی انسانی حقوق کی تنظیم قومی کمیشن برائے امن وانصاف نے پاپائے اعظم فرانسس کی جانب سے 4ستمبر 2016ءکوویٹیکن سٹی میں مدرٹریسہ کوسینٹ کادرجہ دینے کابھرپورخیرمقدم کیاہے۔کلکتہ کی مقدسہ ٹریسہ کاانتقال 87سال کی عمرمیں 1997ءمیں ہوا۔وہ اپنی زندگی میں غریبوں اورحاجت مندوں سے محبت،اورانسانیت کی خدمت کی علامت کےطورپرپہچانی جاتی تھیں۔کلکتہ کی کچی آبادیوں میں خدمت نے انہیں شفقت اورمہربانی کانمونہ بنادیاتھا۔خدمت اوراخلاقیات کےاعلیٰ معیارقائم کرتے ہوئے انہوں نے جوراستہ اختیارکیاوہ ہمارے لئے مینارنورہے۔اُن کاخواب تھاکہ انسان پیاروامن سے زندگی بسرکرتے ہوئے ایک دوسرے کے ساتھ محبت بانٹیں۔اُن کاایمان تھاکہ خداکی محبت اورفضل کے بغیرکوئی کام نہیں کیاجا سکتاچنانچہ وہ گھنٹوں دعامیں رہتیں۔عزت مآب بشپ جوزف ارشدنے مقدسہ ٹریسہ کی خدمت کے لئے خداوندقادرمطلق کے حضورشکرگزاری کرتے ہوئے کہاکہ کلکتہ کی مقدسہ ٹریسہ ہمت وحوصلہ،محبت اوربرداشت کی علامت تھیں جنہوں نے اپنی زندگی کمزوراورپسے ہوئے لوگوں کے لئے وقف کردی تھی۔انہوں نے انکساری اورسادگی سے انسانوں کی خدمت کرتے ہوئے در حقیقت انسانوں کےحقوق کاتحفظ کیا۔وہ ضرورت مندوں اورغرباءکی مقدسہ ہیں۔اُن کی جماعت (Missionaries of Charity) کی چھ ہزارسے زائدسسٹرزدنیاکے پانچ براعظموں میں 758ہومزمیں خدمت کرتے ہوئے اُن کامشن جاری رکھے ہوئے ہیں۔

(میڈیاسیل،قومی کمیشن برائے امن وانصاف)

مندرمسمارکرکے مارکیٹ بنانے کے خلاف عدالت جانے کااعلان

پشاور مسلم لیگ(ق)خیبرپختونخوانےمحلہ ڈنگری گراں میں مندرکومسمارکرکے مارکیٹ بنانے کے خلاف عدالت سے رجوع کرنے کااعلان کیاہے۔انہوں نے کہاکہ صوبائی حکومت کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اقلیتوں کوحقوق فراہم کرے اوران کے مقدس مقامات کی حفاظت کرے مگریہاں اس کے برعکس معاملات ہیں انہوں نے کہاکہ صوبائی حکومت اورپشاورکی ضلع انتظامیہ کی جانب سے مذکورہ مندرپرکام کوبندکردیاگیاتھامگراس کے باوجوداس پرپلازے کی تعمیرجاری ہے۔جس کے باعث ان میں شدیدبے چینی پائی جاتی ہے۔انہوں نے کہاکہ آثارقدیمہ اوراقلیتی عبادت گاہوں کی مسماری آئین پاکستان کی خلاف ورزی ہے،مذکورہ جگہ محکمہ اوقاف کی ملکیت ہے اس لئے محکمہ اوقاف مداخلت کرکے کام کوفوری رکوائے۔

(روزنامہ مشرق)

صحت

صفائی کا ناقص نظام

باجوڑ ایجنسی باجوڑ ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر خار، صدیق آباد، اور عنایت کلے کے بازاروں میں جگہ جگہ گندگی کے ڈھیر لگے ہیں۔ جس کی وجہ سے مختلف بیماریاں پھیلنے کا خدشہ ہے۔ عوامی، سماجی اور کاروباری حلقوں نے مطالبہ کیا ہے کہ ان بازاروں سے گندگی کے ڈھیروں کو صاف کر کے صفائی کے نظام کو بہتر بنایا جائے۔

(شاہد حبیب)

پانی کی شدید قلت

میرپور آزاد و جموں کشمیر کی سرزمین پر تعمیر پاکستان کے سب سے بڑے آبی ذخائر منگلا ڈیم کے کنارے دس لاکھ سے زائد افراد شہر میرپور گزشتہ دو ماہ کے زائد عرصہ سے پینے کے پانی کی شدید ترین قلت سے دوچار ہے۔ 1996ء میں منگلا ڈیم کی تعمیر کے ساتھ ساتھ آباد ہونے والے میرپور شہر میں آئندہ 35 برس کے لیے عوام کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے آب رسانی کا نظام قائم کیا گیا تھا۔ ابتدا میں کئی سالوں تک میرپور شہر میں کبھی بھی کسی مقام سے پانی کی معمولی قلت بھی نہیں پائی گئی تھی۔ آبادی میں اضافہ کے ساتھ ساتھ 1974ء میں میرپور ڈویلپمنٹ اتھارٹی اور محکمہ تعمیرات عامہ کا اب راسین کا شعبہ قائم ہونے کے ساتھ میونسپل کارپوریشن میرپور (جو ماضی میں پانی کی فراہمی کے نظام کا ذمہ دار رہا ہے) کی موجودگی میں میرپور گزشتہ کئی سالوں سے انسانی زندگی کی بنیادی ضروریات پینے کے پانی کی شدت قلت کا دور چلا آ رہا ہے۔

(عابد حسین عابدی)

آئیوڈین کے متاثرین کی تعداد میں اضافہ

میرپور آزاد کشمیر میں آئیوڈین کی کمی کے شکار افراد میں شدید اضافہ ہو رہا ہے۔ محکمہ صحت عامہ نے آزاد کشمیر نے آئیوڈین کے بغیر نمک کی سپلائی روکنے کے لیے انٹری پوائنٹس پر روک تھام کے لیے اقدامات کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ دنیا کے پچاس ممالک نے آئیوڈین بغیر نمک پر پابندی عائد کر دی ہے۔ لیکن ریاست میں ابھی تک قانون سازی یقینی نہ بنائی جا سکتی ہے۔ آزاد کشمیر میں آئیوڈین ملے نمک کے استعمال کے لیے عوام میں بیداری شعور کے لیے تمام مکاتب فکر کو مل کر کردار ادا کرنا ہوگا۔ آزاد کشمیر میں آئیوڈین کی کمی کا معاملہ کنٹرول کرنا انتہائی آسان ہے۔ انتظامیہ آئیوڈین کے بغیر نمک پر پابندی عائد کرے، آزاد کشمیر میں ہیلتھ ریگولیٹری اتھارٹی موجود نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو صحت کے بے شمار مسائل کا سامنا ہے۔ جن پر قابو پانے کے لیے قانون سازی انتہائی ضروری ہے۔ صحت کے مسائل پر قابو پانے کے لیے میڈیا کو بھی اپنی پیشہ وارانہ ذمہ داریاں ادا کرنی چاہئیں۔

(عابد حسین عابدی)

طبی سہولیات کا فقدان

باجوڑ ایجنسی ایجنسی ہیڈ کوارٹر ہسپتال خار باجوڑ ایجنسی جو کہ قبائلی علاقوں کی تمام ایجنسیوں میں سب سے بڑا طبی ادارہ ہے گزشتہ چند ماہ سے بدنظمی اور بدانتظامی کی وجہ سے تباہی کے دہانے پر پہنچ گیا ہے۔ مقامی لوگوں کے مطابق زیادہ تر ڈاکٹرز پیرا میڈیکس، نرسیں، ایل ایچ ویز، اور دیگر اہلکار یا تو کئی دنوں تک غیر حاضر رہتے ہیں یا ان کے ڈیوٹی کے اوقات کار محض ایک دو گھنٹہ تک محدود ہیں۔ ایجنسی ہیڈ کوارٹر ہسپتال خار کے ذرائع کے مطابق ہسپتال میں آئے روز مختلف مسائل اور مسائل جنم لیتے ہیں گزشتہ ماہ کے دوران ڈاکٹرز کی غیر حاضری کے باعث مریضوں کو سخت مشکلات کا سامنا تھا اور بروقت علاج نہ ہونے کے باعث ایک بچے کی جان چلی گئی۔

(شاہد حبیب)

خناق سے بچوں کی اموات میں اضافہ

پشاور پنجاب سے ویکسین طلب۔ خیبر پختونخوا حکومت نے صوبے اور فاٹا میں بچوں کی اموات کی شرح میں اضافہ کے بعد پنجاب حکومت سے خناق کی ویکسین طلب کر لی ہے۔ صوبے کے مختلف اضلاع میں خناق سے اب تک 12 بچے جاں بحق ہو چکے ہیں جبکہ صوبے میں خناق کی ویکسین کا سٹاک ختم ہو چکا ہے جس کے باعث بچوں کو خناق کی ویکسین دستیاب نہیں ہے ذرائع کے مطابق خناق کے مرض میں اضافہ کے باعث محکمہ صحت خیبر پختونخوا نے محکمہ صحت پنجاب سے رابطہ کیا ہے اور موقف اختیار کیا ہے کہ صوبے کیلئے خناق کی ویکسین فراہم کی جائے۔

(روزنامہ آج)

طبی آلات کی عدم دستیابی

میرپور آزاد کشمیر کے علاقہ میں آر ایچ سی کو گزشتہ سال ایک فلاحی تنظیم کی جانب سے الٹرا ساؤنڈ مشین فراہم کی گئی تھی جو چند سال کے بعد پراسرار طور پر غائب کر دی گئی ہے۔ عوام علاقہ احتجاج کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ انہوں نے محکمہ صحت اور ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اس معاملہ کی انکوائری کرے اور الٹرا ساؤنڈ مشین دوبارہ رورل ہیلتھ سینٹر میں نصب کی جائے۔

(عابد حسین)

پولیو انچارج قتل

پشاور 10 ستمبر 2016 کو تھانہ خزانہ کی حدود احمد آباد میں پولیو انچارج کو نامعلوم افراد نے فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔ ایس ایچ او خزانہ کے مطابق احمد آباد میں نامعلوم افراد نے پولیو انچارج ذکاء اللہ ولد رفیع اللہ سکنہ تودہ خزانہ پر فائرنگ کر دی جس سے وہ شدید زخمی ہو گئے۔ زخمی کو ہسپتال پہنچایا گیا تاہم وہ زخمیوں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گئے۔ ایس ایچ او کا کہنا تھا کہ جائے وقوعہ سے شواہد اکٹھے کر لئے گئے ہیں جبکہ ملزمان موقع واردات سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ پولیس نے مقدمہ درج کر کے مزید تفتیش شروع کر دی۔

(روزنامہ آج)

صحافی پر حملہ

خیرپورمیرس 2 جولائی کو خیر پور کے جیلانی محلّہ میں صحافی جان محمد مغل اپنی موٹر سائیکل پر گھر سے پریس کلب کی طرف جارہا تھا کہ راستے میں نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے اس پر فائرنگ کردی۔مگر وہ محفوظ رہا۔ پریس کلب خیر پور کے صحافیوں نے پریس کلب پہنچ کر احتجاج کیا اور کہا کہ صحافیوں کو گزشتہ کچھ عرصے سے ہدف بنا کر تکالیف دینے کی منصوبہ بندی کی گئی ہے۔انہوں نے ایس ایس پی خیر پور سے مطالبہ کیا کہ ملوث ملزمان کو گرفتار کر کے ان کو سزا دی جائے۔اور صحافی برادری کو تحفظ فراہم کیا جائے۔

(عبدالمنیم ابڑو)

صحافی کو باپ اور بھائیوں سمیت تشدد کا نشانہ بنایا گیا

بہاولپور بہاولپور کی تحصیل صدر کے علاقہ کلانچوالہ کے رہائشی روزنامہ خبریں کے مقامی نامہ نگار محمد بلال لاٹکی نے بتایا کہ گزشتہ بلدیاتی الیکشن میں اس نے مسلم لیگ ن کے امیدوار کی حمایت کی تھی جبکہ ان کے قریبی ہمسایہ ملک اکرم آزاد امیدوار کی حیثیت سے حصہ لے رہے تھے،ووٹ نہ دینے کے سبب ہمارا مخالف ہوگیا۔"تھوڑا عرصہ پہلے میں نے بطور صحافی خبر نشر کی تھی کہ ملک اکرم سندھا جعلی کرنسی کا کاروبار کرتا ہے اور بطور مدعی اس کے خلاف مقدمہ اندراج کروایا تھا جس کا اسے رنج تھا۔24 جولائی کے روز ہم بخاری کاٹا کے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ملک اکرم چیئرمین یوسی میانی اپنے چار بیٹوں جاوید اکرم،زاہد،مجاہد کے ساتھ دیگر 18 مسلح افراد کے ہمراہ ہم پر حملہ کردیا جس سے اس کے بھائی محمد عباس کی ٹانگ ٹوٹ گئی" کسی نے ان کے والدین اور بھائیوں کو اطلاع دی تو والد عبدالحمید اور کزن واجد حسین آئے تو ملزمان نے انہیں مارنا شروع کردیا جس سے عبدالمجید کے سر میں چوٹ آئی اور واجد حسین کا بازو ٹوٹ گیا۔محمد بلال نے مزید بتایا کہ اتنے میں اس کے چچا اقبال اور بھائیوں ریاض،حافظ،شہزاد مدد کو آئے تو ملزمان نے ان پر بھی تشدد کیا۔جس سے ریاض کی ٹانگ ٹوٹ گئی اور سر میں شدید چوٹیں آئیں۔ بلال نے مزید بتایا کہ پولیس ملزموں کے خلاف کارروائی نہیں کررہی۔اور ملزمان نے عبوری ضمانتیں کروالی ہیں۔اب ان کی خواتین اور بچوں کو اغواء کرنے کی دھمکیاں دی جارہی ہیں۔اور پولیس مقدمے کی تفتیش میں جانبدارانہ کردار ادا کررہی ہے۔ایس ایچ او تھانہ مسافر خانہ راؤ جمشید نے کہا کہ میڈیکل رپورٹ کے مطابق ایف آئی آر میں متعلقہ دفعات لگائی گئی ہیں ملزمان کو گرفتار کرنے کی کوشش بھی کی گئی لیکن وہ روپوش ہوگئے تھے جبکہ اب وہ عبوری ضمانت پر ہیں۔ایس ایچ او نے ایک اور سوال کے جواب میں بتایا کہ پولیس عدالت سے ان کی ضمانت کی منسوخی اور تفتیش کے لیے ریمانڈ کی استدعا کرے گی اور قانون کے مطابق کارروائی کریں گے اور متاثرین سے انصاف کیا جائے گا۔

(خواجہ اسد اللہ)

سیاسی جماعت کے ضلعی ممبر کا بھائی اغواء کرلیا گیا

ٹانک ٹانک میں حساس ادارے کی وردی میں ملبوس نامعلوم ملزمان نے پیپلز پارٹی کے ضلعی ممبر رحمت اللہ کے بھائی کو اغواء کرلیا۔10 ستمبر 2016 کو ٹانک کے علاقہ کوٹ نواز میں نامعلوم مسلح افراد نے ضلعی ممبر پیپلز پارٹی رحمت اللہ کے بھائی نعمت اللہ کو اسلحہ کی نوک پر اغواء کرلیا۔ پولیس نے ایف آئی آر درج کر کے ملزمان کی تلاش شروع کردی۔ واضح رہے دو ہفتہ قبل ایف آئی آر ٹانک کے علاقہ سے محکمہ صحت کے اہلکار کو نامعلوم افراد نے اغواء کیا تھا جس کا سراغ تاحال نہیں مل سکا۔

(روزنامہ آج)

انصاف مہیا کیا جائے

پشاور بااثر افراد کے ہاتھوں مبینہ طور پر اغواء و جنسی زیادتی کا شکار مسماۃ (ن) والد گل امین کے ہمراہ فریاد لیکر کالام پریس کلب پہنچ گئی۔ جہاں پریس کانفرنس کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ وہ اپنے دادا کے گھر جارہی تھی کہ ملزم عبدالمنان نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے اغوا کرلیا اور اپنے گھر لے جا کر کمرے میں بند کردیا۔اس دوران ملزم کے بھائی طاہر زمان نے اسے نشہ آور انجکشن لگایا اور وہ بے ہوش ہوگئی۔وہ جب ہوش میں آئی تو رات کے اندھیرے میں دونوں ملزم اسے گاڑی میں بٹھا کر ذیشان اور جبران کے گھر واقع جالبنڈ کالام لے گئے جہاں اسے بارہ دن جنس بے جا میں رکھا گیا اور زیادتی کا نشانہ بنایا گیا۔متاثرہ لڑکی اور اس کے والد نے متعلقہ حکام اور انسانی حقوق کی تنظیموں سے مطالبہ کیا کہ انہیں انصاف فراہم کیا جائے اور ملزموں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔اس حوالے سے جب ایس ایچ او کالام سلیم یوسف سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے بتایا کہ انکوائری جاری ہے اور پولیس نے ملزموں کے خلاف مقدمہ درج کر کے انہیں گرفتار کرلیا ہے اور مقدمہ عدالت میں زیر سماعت ہے۔

(روزنامہ ایکسپریس)

طالب علم کو حبس بے جا میں رکھا گیا

ہری پور سندھ پولیس کے ایک ریٹائرڈ سپاہی نے ضلعی پولیس افسر ہری پور کو ایک تحریری درخواست پیش کی جس میں موقف کیا گیا تھا کہ 12 ستمبر کو تھانہ کوٹ نجیب اللہ کی ایک پولیس ٹیم ان کے گھر کی بیرونی دیوار پھلانگ کر ان کے گھر میں گھسی۔گھر میں کوئی مرد نہیں تھا جس پر پولیس نے اس کی بیوی،بیٹی اور بیٹے کی بیوی کو ایک کمرے میں بند کر کے گھر کی تلاشی لی۔بعدازاں پولیس نے مذکورہ خواتین کو ہراساں کیا۔پولیس جاتے ہوئے ان کے گھر سے 45000 روپے اور ساڑھے تین تولہ سونا لے گئی اور خواتین کو کہا کہ ان کے لڑکے احسن جاوید جو کہ نویں جماعت کا طالب علم ہے کے خلاف فوجداری مقدمہ درج ہے لہذا اسے پولیس سٹیشن پیش کیا جائے۔درخواست گزار کے مطابق،اگلے دن پولیس نے پھر چھاپا مارا اور گھر میں موجود احسن جاوید کو گرفتار کر کے لے گئے۔احسن جاوید کا باپ تھانے گیا تو ایس ایچ او نے اسے بھی گرفتار کرلیا اور اسے اگلے دن رہائی ملی۔اس کے مطابق اس کا بیٹا گزشتہ پندرہ دنوں سے پولیس کی حراست میں ہے۔پولیس اسے عدالت میں پیش بھی نہیں کررہی اور اسے بدستور غیر قانونی تحویل میں رکھے ہوئے ہیں۔

(محمد صداقت)

خواجہ سراء کو گولی ماردی گئی

پشاور تھانہ پشتخرہ کے علاقے سواتی پھاٹک میں رقم کے لین دین کے تنازعہ پر مشتعل شخص نے فائرنگ کر کے خواجہ سراء کو گولی مار کر شدید زخمی کردیا۔اطلاع ملتے ہی بڑی تعداد میں خواجہ سراء موقع پر پہنچ گئے جبکہ زخمی کو فوری طور پر ہسپتال منتقل کردیا گیا۔پولیس کے مطابق خواجہ سراء فرمان عرف دیدار ولد صنم گل سکنہ گلبرگ کا اپنے دوست شاہد ولد زمین خان سکنہ پشتخرہ پایان کے ساتھ رقم کا تنازعہ چلا آرہا تھا۔10 ستمبر 2016 کو دیدار اپنی رقم کی وصولی کے لئے گیا جہاں اس کی ملزم کے ساتھ تکرار ہوئی جس پر ملزم نے طیش میں آکر اسے فائرنگ کر کے شدید زخمی کردیا۔پولیس نے ملزم کو پستول سمیت گرفتار کرلیا جبکہ مجروح کو طبی امداد کیلئے فوری طور پر ہسپتال منتقل کردیا۔پولیس نے مقدمہ درج کرلیا تھا۔

(روزنامہ آج)

خودکشی کے واقعات

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور جہدِ حق کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی گئی رپورٹوں کے مطابق **22**اگست سے **20** ستمبر کے دوران ملک بھر میں **135**افراد نے خودکشی کر لی۔ خودکشی کرنے والوں میں **54**خواتین شامل تھیں۔ **12**جولائی سے **27**اگست کے دوران **287**افراد نے خودکشی کرنے کی کوشش کی جنہیں بروقت طبی امداد کے ذریعے بچالیا گیا۔ اقدام خودکشی کرنے والوں میں **144**خواتین شامل ہیں۔ اعدادوشمار کے مطابق خودکشی کرنے والوں میں سے **75**افراد نے گھریلو جھگڑوں ومسائل سے تنگ آکر اور **15** نے معاشی تنگدستی سے مجبور ہوکر خودکشی کر لی۔ خودکشی اور اقدام خودکشی کے **422**واقعات میں سے صرف **35**واقعات کی ایف آئی آر درج ہوئی۔

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
22اگست	ش	خاتون	ـ	ـ	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	ٹبہ محمد، گجراں والا	ـ	روزنامہ دنیا
22اگست	میدہ	مرد	ـ	35برس	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	پھندالے کر	باغ لانگے خان، ملتان	ـ	روزنامہ دنیا
22اگست	معشوق علی	مرد	ـ	ـ	غیرشادی شدہ	پسند کا رشتہ نہ ہونے پر	زہرخورانی	ڈھرکی	ـ	روزنامہ دنیا
22اگست	عثمان	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 116پی، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ دنیا
22اگست	ـ	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	گوٹھ شکرخان، جعفرآباد	ـ	روزنامہ دنیا
22اگست	شہربانو	خاتون	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بلال ٹاؤن، پنڈی بھٹیاں	ـ	روزنامہ نوائے وقت
22اگست	ارشاد مسیح	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	دولیکی، پنڈی بھٹیاں	ـ	روزنامہ نوائے وقت
23اگست	مقدس	خاتون	ـ	16برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 120/9ایل، ساہیوال	ـ	روزنامہ ایکسپریس
23اگست	شمسہ	خاتون	ـ	15برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 72/4 آر، ساہیوال	ـ	روزنامہ ایکسپریس
23اگست	ارم	خاتون	ـ	25برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	قصبہ محمد پور، ساہیوال	ـ	روزنامہ ایکسپریس
23اگست	وقاص	مرد	ـ	22برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بوٹا کوٹ، دیپال پور	ـ	روزنامہ ایکسپریس
23اگست	ـ	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خودکو گولی مارکر	گلشن حیات کالونی، فیصل آباد	ـ	روزنامہ نوائے وقت
23اگست	منیر سیال	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	گوجرہ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
24اگست	ریاست معروف	مرد	ـ	18برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	گاؤں سیری، کوٹلی، آزادکشمیر	ـ	ایکسپریس ٹریبیون
24اگست	منزہ	خاتون	ـ	ـ	غیرشادی شدہ	امتحان میں کم نمبر آنے پر	پھندالے کر	ٹبہ بھاگیوال، قصور	ـ	روزنامہ دنیا
24اگست	نواز	مرد	ـ	22برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چشتیاں	ـ	روزنامہ دنیا
24اگست	کیہل	خاتون	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 121/1ایل، خان پور	ـ	روزنامہ دنیا
24اگست	محبوب	مرد	ـ	28برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ججہ عباسیاں، خان پور	ـ	روزنامہ دنیا
24اگست	شکیلا	خاتون	ـ	27برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	منصورآباد، فیصل آباد	ـ	روزنامہ دنیا
24اگست	ندیم صادق	مرد	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 208 گ ب، فیصل آباد	ـ	روزنامہ نوائے وقت
24اگست	شگفتہ کلیم	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	مالی حالات سے دلبرداشتہ	پھندالے کر	چک 172، بہاولپور	ـ	روزنامہ نیوز
25اگست	محسن علی	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	چھت سے کود کر	محلہ فیض آباد، فیصل آباد	ـ	روزنامہ نیوز
25اگست	زوجہ شوکت	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	محلہ اعظم گڑھ، اکوڑہ خٹک، نوشہرہ	درج	روزنامہ آج
26اگست	روزینہ	خاتون	ـ	14برس	غیرشادی شدہ	ـ	خودکو گولی مارکر	گاؤں بڈھنی، چمکنی، پشاور	درج	روزنامہ آج
26اگست	م	خاتون	ـ	18برس	غیرشادی شدہ		زہرخورانی	کالا شاہ کاکو	ـ	روزنامہ نوائے وقت
26اگست	شیراز	مرد	ـ	ـ	ـ	والدین کے رویے سے	زہرخورانی	فیروزوالا	ـ	روزنامہ نوائے وقت
26اگست	خادم حسین	مرد	ـ	ـ	شادی شدہ	ـ	ـ	پنڈی بھٹیاں	ـ	روزنامہ نوائے وقت
26اگست	محسن	مرد	ـ	22برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گرین ٹاؤن، فیصل آباد	ـ	روزنامہ نوائے وقت
26اگست	عقیل	مرد	ـ	15برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 55ر ب، فیصل آباد	ـ	روزنامہ نوائے وقت
26اگست	زین	مرد	ـ	30برس	ـ	بے روزگاری سے تنگ آکر	زہرخورانی	چک 22 ج ب، فیصل آباد	ـ	روزنامہ نوائے وقت
26اگست	محمد حسن	مرد	ـ	30برس	شادی شدہ	بے روزگاری سے تنگ آکر	پھندالے کر	آرام باغ، کراچی	ـ	روزنامہ نوائے وقت
26اگست	صفیہ	خاتون	ـ	18برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	صادق آباد	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
26اگست	ر	بچی	ـ	12برس	غیرشادی شدہ	نیا یونیفارم نہ ملنے پر	زہرخورانی	ٹڈوالا، علی پور	ـ	روزنامہ خبریں ملتان

تاریخ	نام	جنس		عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
26اگست	آسیہ بی بی	خاتون	-	15برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جلال پور، ملتان	-	روزنامہ خبریں ملتان
27اگست	معین الدین	مرد	-	-	-	-	چھرا گھونپ کر	چک 202ج ب، فیصل آباد	-	روزنامہ نیوز
27اگست	س	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	-	زہرخورانی	شنکردار، بریکوٹ، سوات	درج	روزنامہ ایکسپریس
27اگست	ارشدعلی	مرد	-	30برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	صادق آباد	-	روزنامہ خبریں ملتان
28اگست	ع	خاتون	-	17برس	غیر شادی شدہ	-	زہرخورانی	خیمدرہ، کبل، سوات	درج	روزنامہ آج
28اگست	شیرعلی	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	-	زہرخورانی	راکستون، مٹہ، سوات	درج	روزنامہ ایکسپریس
28اگست	ممتازعلی	مرد	-	35برس	-	بے روزگاری سے تنگ آکر	پھندا لے کر	گاؤں عبدالغنی شر ڈھری میرواہ، خیرپورمیرس	-	عبدالمنیم ابڑو
28اگست	انصاف	مرد	-	15برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گاؤں ابراہیم شر، فیض گنج، خیرپورمیرس	-	عبدالمنیم ابڑو
28اگست	ارم	خاتون	-	18برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	اوباڑو	-	روزنامہ خبریں ملتان
28اگست	فہمیدہ بی بی	خاتون	-	25برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	روجھان	-	روزنامہ خبریں ملتان
28اگست	عمرنثار	مرد	-	30برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ڈاکٹر چوک، فیصل آباد	-	روزنامہ نئی بات
28اگست	آصف	مرد	-	18برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	رسول پارک، مدینہ ٹاؤن، فیصل آباد	-	روزنامہ نئی بات
28اگست	نصراللہ	مرد	-	35برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	فیصل آباد	-	روزنامہ نئی بات
28اگست	نبیل سرور	مرد	-	24برس	-	بے روزگاری سے تنگ آکر	ٹرین تلے آکر	پسرور	-	روزنامہ دنیا
28اگست	ارم بی بی	خاتون	-	18برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	اوباڑو	-	روزنامہ دنیا
28اگست	فہمیدہ	خاتون	-	25برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ڈیرہ دلدار، روجھان	-	روزنامہ دنیا
28اگست	ع	خاتون	-	-	-	-	زہرخورانی	تحصیل کبل، سوات	-	روزنامہ دنیا
28اگست	شیرعلی	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	-	زہرخورانی	راکستون، مٹہ، سوات	-	روزنامہ دنیا
29اگست	عمر ریاض	مرد	-	35برس	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	دریا میں کود کر	شاہدرہ ٹاؤن، لاہور	درج	روزنامہ خبریں
29اگست	ندیم	مرد	-	40برس	-	کاروبار میں نقصان	خود کو گولی مار کر	ہیڈ مرالہ، سیالکوٹ	-	روزنامہ جنگ
29اگست	ثمینہ بی بی	خاتون	-	22برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بنگلا منٹھار، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
29اگست	رخسانہ بی بی	خاتون	-	25برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سردار گڑھ، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
30اگست	قاسم علی	مرد	-	-	شادی شدہ	غربت سے تنگ آکر	زہرخورانی	عزیز آباد کالونی، پھالیہ	-	روزنامہ جنگ
30اگست	-	خاتون	-	18برس	شادی شدہ	غربت سے تنگ آکر	زہرخورانی	عزیز آباد کالونی، پھالیہ	-	روزنامہ جنگ
30اگست	روبینہ بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	غربت سے تنگ آکر	زہرخورانی	پرانا کاہنہ، لاہور	-	روزنامہ جنگ
30اگست	ارشاد	مرد	-	15برس	غیر شادی شدہ	-	پھندا لے کر	چک نمبر 28 ڈبلیو بی، وہاڑی	-	روزنامہ نئی بات
30اگست	فضلاں بی بی	خاتون	-	20برس	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	کوٹ سبزل، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
30اگست	وحید احمد	مرد	-	17برس	غیر شادی شدہ	زبردستی رشتہ طے کرنے پر	زہرخورانی	کوٹ سبزل، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
30اگست	رضیہ کلثوم	خاتون	-	19برس	غیر شادی شدہ	-	پھندا لے کر	علامہ اقبال ٹاؤن، خانیوال	درج	روزنامہ خبریں ملتان
30اگست	ذیشان	مرد	-	15برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	تکر، تخت بھائی، مردان	درج	روزنامہ ایکسپریس
31اگست	اقبال حسین	مرد	-	18برس	غیر شادی شدہ	-	خود کو گولی مار کر	کھوئی برمول کاٹلنگ، مردان	درج	سروزنامہ ایکسپریس
31اگست	گل جان مرکھنڈ	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	-	کچی آبادی، رانی پور	-	عبدالمنیم ابڑو
31اگست	رانی مائی	خاتون	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورنی	چوکی کہنہ، کہروڑپکا	-	روزنامہ خبریں ملتان
31اگست	فیاض احمد	مرد	-	28برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	صادق آباد، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
31اگست	زمان	مرد	-	14برس	غیر شادی شدہ	باپ کے تشدد پر دلبرداشتہ	پھندا لے کر	جلال پورہ، رائے ونڈ، لاہور	-	روزنامہ ڈان
31اگست	شاہین خان	مرد	-	-	-	معطل کیے جانے پر	خود کو گولی مار کر	جی 13، تھانہ گولڑہ، اسلام آباد	-	روزنامہ جنگ
31اگست	شاہ محمد	مرد	-	21برس	غیر شادی شدہ	دبئی نہ بھیجنے پر	پھندا لے کر	عارف والا	-	روزنامہ جنگ
یکم ستمبر	تاج علی	مرد	-	-	-	-	خود کو گولی مار کر	محلہ عسکریہ، ہنگو	درج	روزنامہ ایکسپریس
یکم ستمبر	دختر اللہ رکھا	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بستی بہلی، خیرپورٹامے والی، رحیم یارخان	درج	روزنامہ خبریں ملتان

تاریخ	نام	جنس		عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
یکم ستمبر	نوردام	مرد	-	-	-	-	خودکوگولی مارکر	لختی باانڈہ، ہنگو	درج	روزنامہ ایکسپریس
یکم ستمبر	حلیمہ	خاتون	-	27برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	سبزہ زار، لاہور	-	روزنامہ نیوز
یکم ستمبر	فاروق	مرد	-	23برس	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	ساہواڑی، مغل پورہ، لاہور	-	روزنامہ نئی بات
یکم ستمبر	خالد	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	گاؤں لمبے جاگیر، پھول نگر	-	روزنامہ نئی بات
یکم ستمبر	عابد	مرد	-	25برس	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	چک 36 ج ب، فیصل آباد	-	روزنامہ نوائے وقت
یکم ستمبر	دل جان	مرد	-	19برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	گندہ، داؤ خیل	-	روزنامہ نوائے وقت
یکم ستمبر	آسیہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	باہری پور، اوکاڑہ	-	روزنامہ جنگ
یکم ستمبر	محمد اصغر	مرد	-	53برس	-	معاشی حالات سے تنگ آکر	پھندا لے کر	محلّہ حاجی گلاب، بھیرہ	-	روزنامہ جنگ
یکم ستمبر	م	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا لے کر	شادن لنڈ	-	روزنامہ دنیا
یکم ستمبر	-	مرد	-	50برس	-	-	سمندر میں کودکر	جیکسن، کراچی	-	روزنامہ دنیا
2 ستمبر	لیاقت علی	مرد	-	30برس	-	گھریلو جھگڑوں سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	خان پور، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
2 ستمبر	نیاز صابر	مرد	-	38برس	-	-	پھندا لے کر	رکھ، حیدرآباد تھل	درج	روزنامہ خبریں ملتان
2 ستمبر	امتل بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	چک نمبر 311 ای بی، ساہوکا	-	روزنامہ خبریں ملتان
2 ستمبر	سیف الرحمان	مرد	-	28برس	-	حالات سے تنگ آکر	پھندا لے کر	شاہ دولہ روڈ، گجرات	-	روزنامہ جنگ
2 ستمبر	اویس	مرد	-	35برس	-	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	ٹھٹھی بہلول پور، پنڈی بھٹیاں	-	روزنامہ جنگ
2 ستمبر	نیاز صابر	مرد	-	35برس	-	-	پھندا لے کر	چک نمبر 11 رکھ، حیدرآباد تھل	-	روزنامہ جنگ
3 ستمبر	صدیق	مرد	-	-	-	مالی حالات سے دلبرداشتہ	پھندا لے کر	لٹن روڈ، لاہور	-	روزنامہ دنیا
3 ستمبر	علی مرتضیٰ	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	قصور	-	روزنامہ دنیا
3 ستمبر	محمد ولی	مرد	-	15برس	غیر شادی شدہ	-	خودکوگولی مارکر	کوٹ ہتھیال، اسلام آباد	-	روزنامہ دنیا
3 ستمبر	نشا ملک	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا لے کر	علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور	-	روزنامہ نئی بات
3 ستمبر	واحد بخش	مرد	-	28برس	-	مالی حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	صادق آباد	-	روزنامہ خبریں ملتان
4 ستمبر	حمیرا	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	پنڈی بھٹیاں	-	روزنامہ نیوز
4 ستمبر	حاکم علی	مرد	-	50برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	چک 356 گ ب، فیصل آباد	-	روزنامہ نوائے وقت
5 ستمبر	سکینہ بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	بیٹوں کے رویے سے تنگ آکر	زہر خورانی	مریدکے	-	روزنامہ خبریں
5 ستمبر	دلشاد احمد	مرد	-	-	-	غربت سے تنگ آکر	زہر خورانی	ڈھڈی والا، فیصل آباد	-	روزنامہ نیوز
5 ستمبر	محمد سرور	مرد	-	55برس	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	ٹرین تلے آکر	نظام دین، کنگن پور	-	روزنامہ نیشن
6 ستمبر	رینا احمد	خاتون	-	25برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	پنجاب سوسائٹی، فیکٹری ایریا، لاہور	-	روزنامہ دنیا
6 ستمبر	شبیر حسین	مرد	-	-	شادی شدہ	بیوی کے رویے سے دلبرداشتہ	پھندا لے کر	تونسہ، خان پور	-	روزنامہ دنیا
6 ستمبر	عرفان	مرد	-	24برس	-	-	زہر خورانی	خان پور	-	روزنامہ دنیا
6 ستمبر	شعیب	مرد	-	20برس	-	-	زہر خورانی	بستی منظور آباد، شجاع آباد	-	روزنامہ دنیا
6 ستمبر	کوثر	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوجلاکر	نملی میرا، ایبٹ آباد	-	روزنامہ دنیا
6 ستمبر	شعیب	مرد	-	-	-	-	زہر خورانی	چک 135/9 ایل، ساہیوال	-	روزنامہ جنگ
6 ستمبر	فیض	مرد	-	85برس	-	-	خودکوگولی مارکر	عیسیٰ خیل	-	روزنامہ جنگ
6 ستمبر	ساجد	مرد	-	20برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	خان پور	-	روزنامہ خبریں ملتان
6 ستمبر	-	خاتون	-	17برس	غیر شادی شدہ	-	زہر خورانی	اڈالاڑ، ملتان	-	روزنامہ خبریں ملتان
7 ستمبر	عبدالقیوم	مرد	-	50برس	-	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	سمیجہ آباد، ملتان	-	روزنامہ دنیا
7 ستمبر	شفاقت	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	گاؤں وڈانہ، قصور	-	روزنامہ نئی بات
7 ستمبر	عابدہ	خاتون	-	20برس	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہر خورانی	چک 206 ج ب، امین پور بنگلا	-	روزنامہ جنگ
7 ستمبر	ساجد شریف	مرد	-	-	-	غربت سے تنگ آکر	زہر خورانی	کچی کوٹھی، پیر محل	-	روزنامہ جنگ

تاریخ	نام	جنس		عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
7ستمبر	ح	خاتون	-	14برس	غیرشادی شدہ	-	خودکوگولی مارکر	زیر کلے، مردان	درج	روزنامہ ایکسپریس
7ستمبر	ریما	خاتون	-	18برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	نوشہرہ کلاں، مردان	درج	روزنامہ ایکسپریس
7ستمبر	فہمیدہ بی بی	خاتون	-	25برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	روجھان	-	روزنامہ خبریں ملتان
7ستمبر	صابرہ بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	محلہ عیدگاہ، لیہ	-	روزنامہ خبریں ملتان
7ستمبر	عظمیٰ	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک نمبر269 ڈبلیو بی، روزنامہ دنیا پور	-	روزنامہ خبریں ملتان
8ستمبر	عدیل احمد	مرد	-	22برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کوٹ سمابہ، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
8ستمبر	فوزیہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک6 گجیانی، بہاول پور	-	روزنامہ نیوز
8ستمبر	افشاں	خاتون	-	32برس	شادی شدہ	ہمسائیوں سے جھگڑا	پھندا لے کر	تاج پورہ، لاہور	-	روزنامہ خبریں
8ستمبر	علی شان	مرد	-	20برس	-	کاروباری حالات سے تنگ آکر	پھندا لے کر	کاہنہ، لاہور	-	روزنامہ خبریں
8ستمبر	احمد	مرد	-	16برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کرڑیاں والا، فیصل آباد	-	روزنامہ خبریں
8ستمبر	محمد عامر	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گاؤں 52فتح، چشتیاں	-	روزنامہ خبریں
8ستمبر	نجمہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گاؤں شیراز، ساہیوال	-	روزنامہ خبریں
8ستمبر	عدیل خالد	مرد	-	22برس	غیرشادی شدہ	غربت سے تنگ آکر	زہرخورانی	صادق آباد، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
8ستمبر	علی رضا	مرد	-	20برس	غیرشادی شدہ	غربت سے تنگ آکر	زہرخورانی	کوٹ سمابہ، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
9ستمبر	شاہ زیب	مرد	-	17برس	غیرشادی شدہ	امتحان میں کم نمبر آنے پر	خودکوگولی مارکر	گاؤں دوآبہ، میاں والی	-	روزنامہ جنگ
9ستمبر	ندیم	مرد	-	-	-	قرض سے تنگ آکر	خودکوگولی مارکر	سیالکوٹ	-	روزنامہ جنگ
9ستمبر	شہزاد	مرد	-	-	شادی شدہ	پنچائت کے فیصلے پر دلبرداشتہ	زہرخورانی	محلّہ پیر اسلام، اوکاڑہ	-	روزنامہ دنیا
9ستمبر	لطیفاں بی بی	خاتون	-	24برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	صادق آباد	-	روزنامہ دنیا
9ستمبر	شاہد	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	کوٹ ادو	-	روزنامہ دنیا
10ستمبر	محمد زاہد	مرد	-	18برس	غیرشادی شدہ	ذہنی معذوری	خودکوگولی مارکر	تخت بھائی، مردان	درج	روزنامہ آج
10ستمبر	اقصیٰ بی بی	خاتون	-	25برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ابوالحسن کالونی، رحیم یارخان		روزنامہ خبریں ملتان
10ستمبر	صدیق مسیح	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا لے کر	شاہدرہ، لاہور	-	روزنامہ خبریں
11ستمبر	ح	خاتون	-	-	شادی شدہ	-	خودکوگولی مارکر	ننگ آباد، پلوڈھیری، مردان	درج	روزنامہ آج
11ستمبر	سائرہ بی بی	خاتون	-	18برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	صادق آباد	-	روزنامہ جنگ ملتان
11ستمبر	س	خاتون	-	-	شادی شدہ	-	پھندا لے کر	منجہ، کبل، سوات	درج	روزنامہ آج
11ستمبر	جاوید علی	مرد	-	25برس	-	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	گاؤں امام بخش لوہار، شکارپور	-	پاکستان ٹائمز
12ستمبر	فضل رحمان	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خودکوگولی مارکر	محلہ حضرت بلال، ڈی آئی خان	درج	روزنامہ مشرق
12ستمبر	عتیق	بچہ	-	9برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	نہر میں کود کر	تھانہ سٹی، جڑاں والا	-	روزنامہ جنگ
12ستمبر	ارم شہزادی	خاتون	-	17برس	غیرشادی شدہ	-	پھندا لے کر	کشمیر کالونی، گجرات	-	روزنامہ جنگ
12ستمبر	فوزیہ بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بستی ترکھاناں والی، کھڈیاں خاص	-	روزنامہ جنگ
12ستمبر	آسیہ بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	غربت سے تنگ آکر	زہرخورانی	15 گجیانی، چشتیاں	-	روزنامہ نوائے وقت
12ستمبر	محمد زبیر	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک82/6 آر، ساہیوال	-	روزنامہ خبریں
12ستمبر	زینب	خاتون	-	32برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بلاک نمبر12، چیچہ وطنی	-	روزنامہ خبریں
12ستمبر	کویتا مائی	خاتون	-	20برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ڈہرکی	-	روزنامہ دنیا
12ستمبر	اقصیٰ	خاتون	-	25برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ابوالحسن کالونی، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
12ستمبر	ناہید بی بی	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	مہتہ جھڈو، چشتیاں	-	روزنامہ نیوز
13ستمبر	وحیداللہ	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	-	خودکوگولی مارکر	سرائے نورنگ، لکی مروت	درج	روزنامہ آج
13ستمبر	عبدالرزاق	مرد	-	15برس	غیرشادی شدہ	-	زہرخورانی	خان پور، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ
16ستمبر	طاہرہ بی بی	خاتون	-	16برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	شہاب پورہ، سیالکوٹ	-	روزنامہ خبریں

تاریخ	نام	جنس		عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
16 ستمبر	۔	خاتون	۔	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	مغل پورہ، لاہور	۔	روزنامہ خبریں
16 ستمبر	قدیر	مرد	۔	35 برس	۔	۔	پھندا لے کر	ڈیفنس اے، لاہور	۔	روزنامہ جنگ
16 ستمبر	عدیل	مرد	۔	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو جلا کر	چک 252 رب، بنڈالہ، فیصل آباد	۔	روزنامہ جنگ
16 ستمبر	فرزانہ بی بی	خاتون	۔	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	موضع کلیاں والا، کنجوانی	۔	روزنامہ جنگ
16 ستمبر	اقراء	خاتون	۔	18 برس	غیر شادی شدہ	۔	زہر خورانی	کمال پور، فیصل آباد	۔	روزنامہ جنگ
16 ستمبر	خالدہ	خاتون	۔	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو جلا کر	گاؤں ڈورے والا، حیدر آباد تھل	۔	روزنامہ جنگ
16 ستمبر	غلام محی الدین	مرد	۔	۔	۔	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	کوٹھی نند سنگھ، میاں چنوں	۔	روزنامہ جنگ
16 ستمبر	شمائلہ بی بی	خاتون	۔	18 برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	سدھا اوتار، چونیاں، قصور	۔	روزنامہ جنگ
16 ستمبر	نوشین انصاری	خاتون	۔	21 برس	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا لے کر	سیکٹر 36 جی، کراچی	۔	روزنامہ دنیا
16 ستمبر	ظہیرالحسن	مرد	۔	۔	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پل سے کود کر	ناگن چورنگی، کراچی	۔	روزنامہ دنیا
16 ستمبر	محمد فیصل	مرد	۔	32 برس	۔	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	کنج قدیم، ایبٹ آباد	۔	روزنامہ دنیا
16 ستمبر	محمد رفیق	مرد	۔	22 برس	۔	۔	خود کو گولی مار کر	درمیانہ کھٹان، خضدار	۔	روزنامہ دنیا
16 ستمبر	۔	مرد	۔	20 برس	۔	۔	پل سے کود کر	چک 33 گ ب، شنکر پل، فیصل آباد	۔	روزنامہ نوائے وقت
16 ستمبر	زاہد	مرد	۔	28 برس	۔	گھریلو جھگڑا	۔	چک 138 گ ب، فیصل آباد	۔	روزنامہ نوائے وقت
16 ستمبر	علیشا	خاتون	۔	۔	۔	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	موضع دھاموکے، منڈی گورائیہ	۔	روزنامہ نوائے وقت
16 ستمبر	رب نواز	مرد	۔	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	چک 155 مراد، چھوناواہ	۔	روزنامہ خبریں ملتان
16 ستمبر	جہانزیب	مردع	۔	۔	۔	۔	زہر خورانی	موضع کمال پور، خان گڑھ	۔	روزنامہ خبریں ملتان
16 ستمبر	ایمن	خاتون	۔	16 برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	بستی ریاض آباد، ملتان	۔	روزنامہ خبریں ملتان
17 ستمبر	فضل عباس	مرد	۔	18 برس	غیر شادی شدہ	موٹر سائیکل نہ ملنے پر	پھندا لے کر	چک نمبر 118 ٹی ڈی اے، لیہ	۔	روزنامہ خبریں ملتان
17 ستمبر	اسامہ	بچہ	۔	12 برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	رحیم یار خان	۔	روزنامہ خبریں ملتان
17 ستمبر	الف	خاتون	۔	۔	شادی شدہ	۔	خود کو گولی مار کر	گاؤں تیرات، مدین، سوات	درج	روزنامہ آج
17 ستمبر	عنصر اقبال	مرد	۔	22 برس	شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہر خورانی	گاؤں ہردوسودھی، وادی سون	۔	روزنامہ ایکسپریس
17 ستمبر	ش۔ب	خاتون	۔	۔	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہر خورانی	گاؤں ہردوسودھی، وادی سون	۔	روزنامہ ایکسپریس
17 ستمبر	عائشہ	خاتون	۔	۔	شادی شدہ	۔	زہر خورانی	داتا دربار، لاہور	۔	روزنامہ ایکسپریس
17 ستمبر	اویس	مرد	۔	۔	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	واڑہ سیہڑاں، کروڑ لعل عیسن	۔	روزنامہ دنیا
17 ستمبر	آمنہ بی بی	خاتون	۔	17 برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	مدینہ کالونی، ملتان	۔	روزنامہ دنیا
18 ستمبر	خدیجہ	خاتون	۔	18 برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	بستی ابراہیم، صادق آباد	۔	روزنامہ جنگ ملتان
18 ستمبر	صوبیہ	خاتون	۔	25 برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	رحمان پور، رحیم یار خان	۔	روزنامہ جنگ ملتان
18 ستمبر	کاشف	مرد	۔	24 برس	۔	۔	زہر خورانی	ٹبی بگاور، صادق آباد	۔	روزنامہ جنگ ملتان
18 ستمبر	ص	خاتون	۔	17 برس	غیر شادی شدہ	۔	خود کو گولی مار کر	محلہ میاں گان بغدادہ، مردان	درج	روزنامہ آج
18 ستمبر	سید غنی	مرد	۔	48 برس	شادی شدہ	۔	خود کو گولی مار کر	حسن گڑھی، پشاور	درج	روزنامہ آج
18 ستمبر	وحید اللہ	مرد	۔	۔	۔	۔	خود کو گولی مار کر	لواغر چنی خیل، کرک	درج	روزنامہ مشرق
18 ستمبر	گل محمد	مرد	۔	۔	۔	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	گوٹھ خان کوٹ، ڈیرہ مراد جمالی	۔	روزنامہ ڈان
18 ستمبر	آمنہ بی بی	خاتون	۔	14 برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	گاؤں حسوکے، منڈی احمد آباد	۔	روزنامہ جنگ
18 ستمبر	شہناز	خاتون	۔	۔	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	25/14 ایل، میاں چنوں	۔	روزنامہ جنگ
18 ستمبر	ثاقب	بچہ	۔	13 برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	کول والا، نوشہرہ ورکاں	۔	روزنامہ جنگ
19 ستمبر	مقصود	مرد	۔	25 برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	ہربنس پورہ، لاہور	۔	روزنامہ ایکسپریس
19 ستمبر	نازیہ پروین	خاتون	۔	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	سرہالی کلاں، قصور	۔	روزنامہ ایکسپریس
19 ستمبر	ثمینہ بی بی	خاتون	۔	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	موضع گلوٹیاں، ڈسکہ	۔	روزنامہ نئی بات

تاریخ	نام	جنس		عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
19ستمبر	شہزاداحمد	مرد	-	-	شادی شدہ	محبوبہ سے جھگڑا	زہرخورانی	کراچی	-	روزنامہ دنیا
19ستمبر	نسیم بی بی	خاتون	-	70برس	شادی شدہ	اولاد کے رویے سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	صادق آباد، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
19ستمبر	محمدامین	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سیت پور، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
19ستمبر	خالدہ بی بی	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	کوٹلہ احمدخان، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
19ستمبر	سمیرابی بی	خاتون	-	30برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	لاڑکانہ	-	روزنامہ دنیا
19ستمبر	افضال	مرد	-	52برس	-	-	پھندالےکر	سندر، لاہور	-	روزنامہ دنیا
19ستمبر	زیتون بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	-	زہرخورانی	سورے شریف اشاڑے، کبل، سوات	درج	روزنامہ آج
19ستمبر	اظہر	مرد	-	22برس	غیرشادی شدہ	محبت میں ناکامی	ٹرین تلے آکر	کوٹلہ پٹھان، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
20ستمبر	فوزیہ بی بی	خاتون	-	16برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	اقبال آباد، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
20ستمبر	ماجدرشید	مرد	-	20برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	صادق آباد	-	روزنامہ خبریں ملتان
20ستمبر	ظفراقبال	مرد	-	16برس	غیرشادی شدہ	جائیداد کا تنازعہ	زہرخورانی	راوٹاؤن، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
20ستمبر	عمران	مرد	-	24برس	شادی شدہ	-	خودکو گولی مارکر	چک298ٹی ڈی اے، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
20ستمبر	مختاربی بی	خاتون	-	40برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جام پور	-	روزنامہ خبریں ملتان
20ستمبر	نذرعباس	مرد	-	50برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک6/9 آر، خانیوال	-	روزنامہ خبریں ملتان
20ستمبر	-	مرد	-	35برس	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	نہرمیں کودکر	امین گڑھ، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
20ستمبر	نواب شیر	مرد	-	25برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	گاؤں شاتل، جدباء، تورغر	-	محمدزاہد

اقدام خودکشی:

تاریخ	نام	جنس		عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
12جولائی	ناصرہ بی بی	خاتون	-	17برس	غیرشادی شدہ	-	-	چک112/1ایل، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
12جولائی	فرزانہ بی بی	خاتون	-	35برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	نورے والی، رحیم یارخان	درج	روزنامہ خبریں ملتان
12جولائی	ثمینہ بی بی	خاتون	-	19برس	-	-	-	کوٹ سمابہ، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
12جولائی	رخسانہ بی بی	خاتون	-	18برس	غیرشادی شدہ	-	-	بستی ودھایا	-	روزنامہ خبریں ملتان
12جولائی	ممتازاحمد	مرد	-	23برس	-	-	-	رکن پور، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
12جولائی	رانجھا	مرد	-	20برس	غیرشادی شدہ	-	-	خان پور، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
12جولائی	صدیق احمد	مرد	-	45برس	شادی شدہ	-	-	چک نمبر100پی، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
12جولائی	ارشد	مرد	-	16برس	غیرشادی شدہ	-	-	چک نمبر52پی، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
13جولائی	عائشہ بی بی	خاتون	-	25برس	غیرشادی شدہ	-	-	ظاہرپیر، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
13جولائی	عمرعلی	مرد	-	20برس	غیرشادی شدہ	-	-	چک63پی، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
13جولائی	شعیب	مرد	-	21برس	-	-	-	موضع سلطان پور، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
14جولائی	گلزاربی بی	خاتون	-	50برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کبیروالا	درج	روزنامہ خبریں ملتان
14جولائی	قائمابی بی	خاتون	-	20برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	اوہاڑو	-	روزنامہ خبریں ملتان
14جولائی	ثانیہ بی بی	خاتون	-	17برس	غیرشادی شدہ	-	-	شرقی، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
14جولائی	عظمٰی بی بی	خاتون	-	22برس	-	-	-	غریب شاہ، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
14جولائی	شکیلہ بی بی	خاتون	-	25برس	-	-	-	چوک پٹھانستان، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
14جولائی	ریحانہ بی بی	خاتون	-	20برس	-	-	-	چک نمبر47پی، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
14جولائی	رشیدہ بی بی	خاتون	-	30برس	غیرشادی شدہ	-	-	چک نمبر156پی، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
14جولائی	کشور بی بی	خاتون	-	16برس	غیر شادی شدہ	-	-	بستی باڑی شریف، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
14جولائی	سمیرا بی بی	خاتون	-	28برس	شادی شدہ	-	-	ترنڈہ سوائے خان، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
14جولائی	نذر حسین	مرد	-	35برس	شادی شدہ	-	-	خان پور، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
14جولائی	غلام مرتضیٰ	مرد	-	30برس	شادی شدہ	-	-	چک نمبر 102پی، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
14جولائی	سلامت علی	مرد	-	35برس	شادی شدہ	-	-	روجھان، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
15جولائی	سلمیٰ بی بی	خاتون	-	25برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	-	جمال دین والی، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
15جولائی	نازیہ بی بی	خاتون	-	20برس	-	-	-	چک اسلام آباد، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
15جولائی	رضیہ بی بی	خاتون	-	30برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	-	بدلی شریف، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
15جولائی	سلیم	مرد	-	-	-	-	-	چک 50پی، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
16جولائی	کنیز بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	موضع ٹھٹھہ چنڈریہ، جتوئی	-	روزنامہ خبریں ملتان
16جولائی	شعیب ارائیں	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	موضع سہو، جتوئی	-	روزنامہ خبریں ملتان
16جولائی	نجمہ بی بی	خاتون	-	20برس	-	-	-	اقبال آباد، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
16جولائی	مختیار بی بی	خاتون	-	40برس	شادی شدہ	-	-	چک نمبر 47پی، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
16جولائی	قاسم علی	مرد	-	20برس	-	-	-	نورے والی، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
17جولائی	زرینہ	خاتون	-	-	-	-	زہر خورانی	چونیاں	درج	روزنامہ خبریں
17جولائی	سونیا بی بی	خاتون	-	20برس	-	-	-	بلجیم چوک، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
17جولائی	ساجد علی	مرد	-	17برس	غیر شادی شدہ	-	-	کوٹ فقیرا، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
17جولائی	منیر حسین	مرد	-	33برس	شادی شدہ	-	-	گلشن عثمان، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
17جولائی	شبیر	مرد	-	24برس	-	-	-	خان پور، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
17جولائی	سفیان علی	مرد	-	18برس	غیر شادی شدہ	-	-	نورے والی، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
17جولائی	عمران	مرد	-	22برس	-	-	-	شیخ واہن، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
17جولائی	زاہد علی	مرد	-	28برس	شادی شدہ	-	-	چوک سریلی، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
18جولائی	شبنم بی بی	خاتون	-	20برس	-	-	-	چک نمبر 116، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
18جولائی	آرزو بی بی	خاتون	-	30برس	شادی شدہ	-	-	کوٹ کرم خان، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
18جولائی	عقیل احمد	مرد	-	18برس	غیر شادی شدہ	-	-	غریب آباد، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
18جولائی	فاروق احمد	مرد	-	22برس	غیر شادی شدہ	-	-	کوٹ سمابہ، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
18جولائی	یامین	مرد	-	-	-	-	-	رحیم یار خان	-	روزنامہ دنیا
18جولائی	افضل	مرد	-	-	-	-	-	رحیم یار خان	-	روزنامہ دنیا
18جولائی	لیاقت	مرد	-	-	-	-	-	رحیم یار خان	-	روزنامہ دنیا
18جولائی	-	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	جہانگیرہ، نوشہرہ	-	راولپنڈی نیوز
19جولائی	شہزاد احمد	مرد	-	16برس	غیر شادی شدہ	محبت میں ناکامی	بجلی کے تار چھو کر	آفیسرز کالونی، بہاول پور	-	خواجہ اسد اللہ
19جولائی	آسیہ	خاتون	-	-	-	-	-	نواز آباد، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ
19جولائی	زلیخہ	خاتون	-	-	-	-	-	خان پور، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ
19جولائی	نورین	خاتون	-	-	-	-	-	حسین آباد، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ
19جولائی	سویرا	خاتون	-	-	-	-	-	اوباڑو	-	روزنامہ جنگ
19جولائی	ثمینہ	خاتون	-	-	-	-	-	ٹبی لاڑاں، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ
19جولائی	عرفان	مرد	-	-	-	-	-	بھٹہ گوٹھ، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ
19جولائی	شکیل	مرد	-	-	-	-	-	سیٹلائٹ ٹاؤن، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ
19جولائی	مسماۃ حنیفا	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	کوئٹہ	-	نیشن

تاریخ	نام	جنس		عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
20جولائی	ممتاز بیگم	خاتون	-	40برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	-	چک نمبر 54پی، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
20جولائی	انعم بی بی	خاتون	-	25برس	-	مالی حالات سے دلبرداشتہ	-	جناح پارک، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
20جولائی	سرتاجی	مرد	-	22برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	-	چک نمبر93این پی، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
20جولائی	دلاور	مرد	-	22برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	-	خان پور، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
21جولائی	زینب	خاتون	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جناح ٹاؤن، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
21جولائی	کاشف	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	امتحان میں فیل ہونے پر	زہرخورانی	قادرپور، ملتان	-	روزنامہ خبریں ملتان
21جولائی	صائمہ بی بی	خاتون	-	15برس	غیرشادی شدہ	-	-	اسلامیہ کالونی، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
21جولائی	مریم بی بی	خاتون	-	30برس	-	-	-	نورے والی، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
21جولائی	پرویز احمد	مرد	-	18برس	غیرشادی شدہ	-	-	اقبال آباد، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
21جولائی	مہتاب علی	مرد	-	18برس	غیرشادی شدہ	-	-	میرے شاہ، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
21جولائی	طارق	مرد	-	18برس	غیرشادی شدہ	-	-	کوتلہ پٹھان، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
24جولائی	م	خاتون	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	موضع آلومہار، ڈسکہ	-	روزنامہ نئی بات
25جولائی	ثمینہ بی بی	خاتون	-	18برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	نعمت آباد، فیصل آباد	-	روزنامہ نئی بات
25جولائی	روشنی بی بی	خاتون	-	50برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جھمرہ روڈ، فیصل آباد	-	روزنامہ نئی بات
25جولائی	انعم	خاتون	-	20برس	غیرشادی شدہ	-	زہرخورانی	غازی ٹاؤن، فیصل آباد	-	روزنامہ نئی بات
25جولائی	عثمان	مرد	-	32برس	-	-	زہرخورانی	مدینہ ٹاؤن، فیصل آباد	-	روزنامہ نئی بات
25جولائی	سعیدہ	خاتون	-	-	-	-	-	کوٹ سمابہ، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
25جولائی	صائمہ	خاتون	-	-	-	-	-	خان بیلہ، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
25جولائی	صدام حسین	مرد	-	-	-	-	-	ترنڈہ سوائے خان، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
25جولائی	ارشد	مرد	-	-	-	-	-	موضع بہادر، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
25جولائی	لیاقت علی	مرد	-	-	-	-	-	بستی پٹواری، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
25جولائی	غلام مصطفیٰ	مرد	-	-	-	-	-	وڑی عظیم خان، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
25جولائی	رانجھا	مرد	-	-	-	-	-	لعل گڑھ، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
25جولائی	عبدالمجید	مرد	-	-	-	-	-	راجن پور	-	روزنامہ دنیا
26جولائی	محرم کھاوڑ	مرد	-	32برس	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خودکو گولی مارکر	گوٹھ کارڑا، میروخان، قمبر	-	روزنامہ کاوش
26جولائی	امیر علی پنہور	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کوثرمل کالونی، لاڑکانہ	-	روزنامہ کاوش
26جولائی	انیلا	خاتون	-	17برس	غیرشادی شدہ	-	-	کینال پارک، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
26جولائی	صفیہ	خاتون	-	-	-	-	-	ٹبی لاڑاں، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
26جولائی	مریم	خاتون	-	-	-	-	-	عباسیہ ٹاؤن، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
26جولائی	تسلیم	خاتون	-	-	-	-	-	سردار گڑھ، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
26جولائی	مطلوبہ بی بی	خاتون	-	-	-	-	-	خان پور، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
26جولائی	محمد نادر	مرد	-	-	-	-	-	خان پور، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
26جولائی	سمیع اللہ	مرد	-	-	-	-	-	چک 56پی، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
27جولائی	مجیب سومرو	مرد	-	35برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ وکڑو، موہن جوڑو، لاڑکانہ	-	روزنامہ کاوش
27جولائی	نصراللہ پھل	مرد	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	پیروسن، سیٹھارجہ، خیرپورمیرس	-	روزنامہ کاوش
27جولائی	نازومائی	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چاچڑاں شریف، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
27جولائی	شازیہ	خاتون	-	30برس	-	-	-	فیروزہ، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
27جولائی	عروج	خاتون	-	-	-	-	-	گلشن عثمان، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا

تاریخ	نام	جنس		عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
27جولائی	عائشہ	خاتون	-	-	-	-	-	چک53پی، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
27جولائی	بلال	مرد	-	-	-	-	-	بستی مولوی، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
27جولائی	عثمان	مرد	-	-	-	-	-	ترنڈہ سوائے خان، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
27جولائی	محمد امین	مرد	-	-	-	-	-	چناب نگر	درج	روزنامہ نئی بات
29جولائی	فاروق	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	قائداعظم کالونی، بہاول پور	-	روزنامہ نئی بات
28جولائی	آصف	مرد	-	40برس	-	گھریلو جھگڑا	خود کو جلا کر	گاؤں ٹوانہ، ننکانہ صاحب	-	روزنامہ خبریں
28جولائی	-	مرد	-	-	-	-	دریا میں کود کر	کالام، سوات	-	روزنامہ جنگ
28جولائی	شازیہ	خاتون	-	30برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
28جولائی	عائشہ	خاتون	-	25برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
28جولائی	حنظلہ بی بی	خاتون	-	14برس	-	-	-	چک111پی غربی، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
28جولائی	رخسانہ بی بی	خاتون	-	30برس	-	-	-	علی پورٹبہ، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
28جولائی	حفیظ	مرد	-	25برس	-	-	-	اقبال نگر، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
28جولائی	نازک حسین	بچہ	-	13برس	غیرشادی شدہ	-	-	مئو مبارک، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
31جولائی	داؤد احمد	مرد	-	-	-	-	تیز دھار آلے سے	کمال خیل، کوہاٹ	درج	روزنامہ آج
31جولائی	-	مرد	-	-	-	-	خود کو گولی مار کر	گڑھی رسالدار، کوہاٹ	درج	روزنامہ آج
یکم اگست	دلبر	مرد	-	23برس	-	-	-	جناح پارک، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
2اگست	م	خاتون	-	18برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	44/12ایل، چیچہ وطنی	-	روزنامہ ایکسپریس
2اگست	-	خاتون	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	44/12ایل، چیچہ وطنی	-	روزنامہ ایکسپریس
2اگست	ثقلین	مرد	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	تونسہ شریف	-	روزنامہ دنیا
2اگست	غلام مرتضیٰ	مرد	-	23برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
2اگست	ظریف خان	مرد	-	-	شادی شدہ	بیوی کے علاج کے لیے رقم نہ ملنے پر	خود کو گولی مار کر	تہکال پایان، پشاور	درج	روزنامہ آج
2اگست	جمال	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	-	زہرخورانی	حادی کلے، تخت بھائی، مردان	درج	روزنامہ ایکسپریس
2اگست	رزاق	مرد	-	-	-	گرفتاری کے خوف سے	خود کو گولی مار کر	احمد خیل، بڈھ بیر، پشاور	درج	روزنامہ ایکسپریس
2اگست	کریماں بی بی	خاتون	-	25برس	-	-	-	سخی سرور کالونی، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
2اگست	فضاء بی بی	خاتون	-	23برس	-	-	-	درڑی سانگھی، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
2اگست	ظفر فرید	مرد	-	22برس	-	-	-	موضع شینہ واہ، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
3اگست	-	خاتون	-	-	-	-	زہرخورانی	تکبیر کالونی، اٹک	-	روزنامہ خبریں
3اگست	عابد علی برڑو	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	میرپور برڑو، ٹھل، جیکب آباد	-	روزنامہ کاوش
3اگست	زاہدہ بی بی	خاتون	-	40برس	-	-	-	خیرپور کھڈالی، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
3اگست	نوید احمد	مرد	-	22برس	-	-	-	رکن پور، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
3اگست	سانول	مرد	-	32برس	-	-	-	بستی جتوئی، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
3اگست	وسیم احمد	مرد	-	34برس	-	-	-	چک134ایل، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
3اگست	بلال	مرد	-	18برس	-	-	-	صادق آباد، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
3اگست	نوید	مرد	-	30برس	-	-	-	رحمان کالونی، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
3اگست	گل محمد	مرد	-	18برس	-	-	-	صادق آباد، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
4اگست	فوزیہ بی بی	خاتون	-	18برس	-	-	-	مڈ درباری، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
4اگست	اعجاز احمد	مرد	-	22برس	-	-	-	پیرولی سلطان، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
4اگست	شنکر جی	مرد	-	25برس	-	-	-	چوک شہباز پور، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان

تاریخ	نام	جنس		عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
4اگست	عدنان	مرد	–	18برس	–	–	–	باغ وبہار، رحیم یارخان	–	روزنامہ خبریں ملتان
4اگست	مہراب	مرد	–	14برس	–	–	–	کوٹ سمابہ، رحیم یارخان	–	روزنامہ خبریں ملتان
4اگست	رشید	مرد	–	45برس	–	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 98رب، فیصل آباد	–	روزنامہ نوائے وقت
5اگست	رجب شیخ	مرد	–	–	–	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	غریب آباد، کندھ کوٹ، کشمور	–	روزنامہ کاوش
5اگست	پارس	خاتون	–	–	–	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	کچہ رادھن، لاڑکانہ	–	روزنامہ کاوش
5اگست	مقدر بی بی	خاتون	–	40برس	–	–	–	موضع پلوشاہ، رحیم یارخان	–	روزنامہ خبریں ملتان
5اگست	خورشید بی بی	خاتون	–	40برس	–	–	–	سربھوری، رحیم یارخان	–	روزنامہ خبریں ملتان
5اگست	سعدیہ بی بی	خاتون	–	30برس	–	–	–	رحیم یارخان	–	روزنامہ خبریں ملتان
5اگست	محسن فاروقی	مرد	–	18برس	–	–	–	فتح پورکمال، رحیم یارخان	–	روزنامہ خبریں ملتان
5اگست	عدنان	مرد	–	20برس	–	–	–	بستی مہران، رحیم یارخان	–	روزنامہ خبریں ملتان
5اگست	ہاشم علی	مرد	–	45برس	–	–	–	اوباڑو	–	روزنامہ خبریں ملتان
6اگست	روبینہ اچھر	خاتون	–	25برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سیٹھارجہ، خیرپورمیرس	–	روزنامہ کاوش
6اگست	رحم بی بی	خاتون	–	22برس	–	–	–	خان پور، رحیم یارخان	–	روزنامہ خبریں ملتان
6اگست	شاہینہ بی بی	خاتون	–	23برس	–	–	–	ظاہرپیر، رحیم یارخان	–	روزنامہ خبریں ملتان
6اگست	ارم بی بی	خاتون	–	20برس	–	–	–	صادق آباد، رحیم یارخان	–	روزنامہ خبریں ملتان
6اگست	نداستار	خاتون	–	20برس	–	–	–	خان پورروڈ، رحیم یارخان	–	روزنامہ خبریں ملتان
6اگست	بابرعلی	مرد	–	27برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چرچ روڈ، رحیم یارخان	–	روزنامہ خبریں ملتان
6اگست	الطاف	مرد	–	25برس	غیرشادی شدہ	پسند کا رشتہ نہ ہونے پر	زہرخورانی	بستی علی پور، رحیم یارخان	–	روزنامہ خبریں ملتان
6اگست	نبیلہ بی بی	خاتون	–	22برس	–	–	–	خان پور، رحیم یارخان	–	روزنامہ خبریں ملتان
6اگست	حمیرابی بی	خاتون	–	22برس	–	–	–	چوک ماڑی، رحیم یارخان	–	روزنامہ خبریں ملتان
6اگست	ساجن	مرد	–	18برس	–	–	–	شاہ گڑھ، رحیم یارخان	–	روزنامہ خبریں ملتان
9اگست	آسیہ بی بی	خاتون	–	16برس	غیرشادی شدہ	–	–	لیاقت پور، رحیم یارخان	–	روزنامہ خبریں ملتان
9اگست	شازیہ بی بی	خاتون	–	17برس	غیرشادی شدہ	–	–	جمال دین والی، رحیم یارخان	–	روزنامہ خبریں ملتان
9اگست	شبانہ بی بی	خاتون	–	17برس	غیرشادی شدہ	–	–	صادق آباد، رحیم یارخان	–	روزنامہ خبریں ملتان
9اگست	سلیم بی بی	خاتون	–	35برس	–	–	–	سربھوری، رحیم یارخان	–	روزنامہ خبریں ملتان
9اگست	طیب احمد	مرد	–	25برس	–	–	–	دڑی عظیم، رحیم یارخان	–	روزنامہ خبریں ملتان
9اگست	ندانواز	خاتون	–	–	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ہاؤسنگ، ننکانہ صاحب	–	روزنامہ ایکسپریس
10اگست	فرزانہ	خاتون	–	15برس	غیرشادی شدہ	–	–	علی پارک، رحیم یارخان	–	روزنامہ خبریں ملتان
10اگست	ریمابی بی	خاتون	–	15برس	غیرشادی شدہ	–	–	چک نمبر 54پی، رحیم یارخان	–	خبریں ملتان
10اگست	مریم بی بی	خاتون	–	17برس	غیرشادی شدہ	–	–	علامہ اقبال ٹاؤن، رحیم یارخان	–	روزنامہ خبریں ملتان
10اگست	الطاف حسین	مرد	–	25برس	غیرشادی شدہ	محبت میں ناکامی	زہرخورانی	ہیڈ اسلام، لڈن	–	روزنامہ نئی بات
11اگست	اقرار ملاح	مرد	–	–	–	گھریلو جھگڑا	–	کلری محلّہ، پیرگوٹھ، خیرپورمیرس	–	روزنامہ کاوش
11اگست	شمشاد بی بی	خاتون	–	17برس	غیرشادی شدہ	–	–	بدلی شریف، رحیم یارخان	–	روزنامہ خبریں ملتان
11اگست	شریفاں بی بی	خاتون	–	28برس	–	–	–	گھوٹکی	–	روزنامہ خبریں ملتان
11اگست	فاطمہ بی بی	خاتون	–	20برس	–	–	–	سیٹلائٹ ٹاؤن، رحیم یارخان	–	روزنامہ خبریں ملتان
11اگست	اقصیٰ بی بی	خاتون	–	25برس	–	–	–	شیخ واہن، رحیم یارخان	–	روزنامہ خبریں ملتان
11اگست	عاشق حسین	مرد	–	20برس	–	–	–	چوک چڈھر، رحیم یارخان	–	روزنامہ خبریں ملتان
11اگست	فیضان علی	مرد	–	25برس	–	–	–	خان پور، رحیم یارخان	–	روزنامہ خبریں ملتان
11اگست	جہانگیراشرف	مرد	–	30برس	–	–	–	چک نمبر 123پی، رحیم یارخان	–	روزنامہ خبریں ملتان

تاریخ	نام	جنس		عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
11اگست	فرحان	مرد	-	-	-	-	-	ستارہ کالونی،فیصل آباد	-	روزنامہ نیوز
11اگست	فرزانہ	خاتون	-	-	-	-	-	جڑاں والا روڈ،فیصل آباد	-	روزنامہ نیوز
11اگست	محمد ارحم	مرد	-	-	-	-	-	ستیانہ،فیصل آباد	-	روزنامہ نیوز
11اگست	ع	خاتون	-	18برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	ڈسکہ	-	روزنامہ نئی بات
12اگست	ساجدہ بی بی	خاتون	-	25برس	-	-	-	حسین آباد،رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
12اگست	پروین بی بی	خاتون	-	30برس	-	-	-	موضع احسان پور،رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
12اگست	رمیزہ بی بی	خاتون	-	55برس	-	-	-	فیروزہ،رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
12اگست	عمر علی	مرد	-	20برس	-	-	-	جناح پارک،رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
14اگست	معشوق وسطڑو	مرد	-	35برس	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	نزد احمد پور،خیر پور میرس	-	روزنامہ کاوش
14اگست	کرن	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	نس کاٹ کر	پنوعاقل،سکھر	-	روزنامہ کاوش
14اگست	سمیعہ بی بی	خاتون	-	22برس	-	-	-	ابوالحسن کالونی،رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
14اگست	نائلہ	خاتون	-	16برس	-	-	-	اسلامیہ کالونی،رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
14اگست	سمیرا بی بی	خاتون	-	21برس	غیر شادی شدہ	-	-	خیر پور کھڈالی،رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
14اگست	فریدہ بی بی	خاتون	-	15برس	غیر شادی شدہ	-	-	عزیز آباد،رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
14اگست	بابر علی	مرد	-	26برس	-	-	-	بغداد کالونی،رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
14اگست	نیاز احمد	مرد	-	24برس	-	-	-	چک نمبر 177پی،رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
14اگست	سلمان	مرد	-	18برس	-	-	-	اقبال نگر،رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
14اگست	شاہد	مرد	-	18برس	-	-	-	نظام آباد،رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
14اگست	امیر حمزہ	مرد	-	24برس	-	-	-	روشن بھیٹ،رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
15اگست	شازیہ	خاتون	-	-	-	-	-	گڑھی اختیار خان،رحیم یار خان	-	روزنامہ دنیا
15اگست	روبینہ	خاتون	-	-	-	-	-	مڈدرباری،رحیم یار خان	-	روزنامہ دنیا
15اگست	بختاور	خاتون	-	-	-	-	-	بدلی شریف،رحیم یار خان	-	روزنامہ دنیا
15اگست	ثمائرہ	خاتون	-	-	-	-	-	چک72این پی،رحیم یار خان	-	روزنامہ دنیا
15اگست	صدام	مرد	-	-	-	-	-	عباسیہ ٹاؤن،رحیم یار خان	-	روزنامہ دنیا
15اگست	احسن بخاری	مرد	-	-	-	-	-	واہی شاہ محمد،رحیم یار خان	-	روزنامہ دنیا
15اگست	فرحان	مرد	-	-	-	-	-	بستی آدم صحابہ،رحیم یار خان	-	روزنامہ دنیا
16اگست	سلیم ابڑو	مرد	-	14برس	غیر شادی شدہ	ٹیچر کے تشدد پر دلبرداشتہ	زہر خورانی	گوٹھ ڈھنڈھ،ڈوکری،لاڑکانہ	-	روزنامہ کاوش
16اگست	اوشاق علی کھوکھر	مرد	-	35برس	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	گوٹھ انب پور،ڈوکری،لاڑکانہ	-	روزنامہ کاوش
16اگست	ثناء بی بی	خاتون	-	18برس	غیر شادی شدہ	-	-	ٹبی مہراں،رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
16اگست	نسیم بی بی	خاتون	-	35برس	-	-	-	مستان شاہ،رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
16اگست	سعدیہ بی بی	خاتون	-	20برس	-	-	-	بستی رسول پور،رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
16اگست	فرزانہ بی بی	خاتون	-	30برس	-	-	-	غریب شاہ،رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
16اگست	فہیم بی بی	خاتون	-	36برس	-	-	-	بہادر پور،رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
16اگست	نعمان	مرد	-	16برس	-	-	-	غریب شاہ،رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
16اگست	ظفر فرید	مرد	-	25برس	-	-	-	خان پور،رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
16اگست	عبدالجبار	مرد	-	20برس	-	-	-	چک نمبر 55پی،رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
17اگست	پرویز ہوندل	مرد	-	28برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	گوٹھ لیاری،خیر پور میرس	-	روزنامہ کاوش
17اگست	نوید احمد شر	مرد	-	17برس	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	ٹھری میرواہ،خیر پور میرس	-	روزنامہ کاوش

تاریخ	نام	جنس		عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
17اگست	شمن شیخ	مرد	-	-	-	پولیس کے تشدد سے تنگ آ کر	-	کندھ کوٹ، کشمور	-	روزنامہ کاوش
17اگست	فائزہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو جلا کر	اسلامی کالونی، بہاول پور	-	خواجہ اسداللہ
17اگست	بشیراں بی بی	خاتون	-	22برس	-	-	-	نورے والی، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
17اگست	نذیراں بی بی	خاتون	-	18برس	-	-	-	چک نمبر 125 پی، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
17اگست	شاہدہ بی بی	خاتون	-	25برس	-	-	-	چک نمبر 216 پی، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
17اگست	اسماعیل	مرد	-	30برس	-	-	-	کوٹ سمابہ، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
17اگست	ظفر	مرد	-	65برس	-	-	-	دستگیر کالونی، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
17اگست	شالال خان	مرد	-	22برس	-	-	-	موضع شاہ والی، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
17اگست	اللہ بخش	مرد	-	15برس	غیر شادی شدہ	-	-	رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
17اگست	جان محمد	مرد	-	25برس	-	-	-	باغ و بہار	-	روزنامہ خبریں ملتان
18اگست	مہتاب ملک	مرد	-	17برس	-	-	خود کو گولی مار کر	انور آباد، گھوٹکی	-	روزنامہ کاوش
18اگست	علیشا	خاتون	-	15برس	غیر شادی شدہ	-	-	سنجر پور، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
18اگست	صدوری مائی	خاتون	-	25برس	-	-	-	موضع شاہ پور شریف، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
18اگست	مریم بی بی	خاتون	-	17برس	غیر شادی شدہ	-	-	چرچ روڈ، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
18اگست	شیراز بی بی	خاتون	-	26برس	-	-	-	چک 201 پی، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
18اگست	رضیہ بی بی	خاتون	-	40برس	-	-	-	بھٹہ کالونی، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
18اگست	بابر علی	مرد	-	20برس	-	-	-	چک 72 این پی، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
18اگست	بلال احمد	مرد	-	22برس	-	-	-	چک نمبر 88، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
18اگست	منظور احمد	مرد	-	60برس	-	-	-	چک نمبر 113 پی، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
18اگست	بلال لطیف	مرد	-	21برس	-	-	-	صادق آباد، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
19اگست	مصطفیٰ شر	مرد	-	-	-	-	-	پریس کلب، خیر پور میرس	-	روزنامہ کاوش
19اگست	پ	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	ترنڈہ محمد پناہ، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
19اگست	عقیلہ بی بی	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	فاضل پور، رحیم یار خان	-	خبریں ملتان
19اگست	حمزہ	مرد	-	17برس	غیر شادی شدہ	-	-	ابوظہبی کالونی، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
19اگست	زبیدہ بی بی	خاتون	-	18برس	-	-	-	بدلی شریف، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
19اگست	کلثوم بی بی	خاتون	-	25برس	-	-	-	موضع سلطان پور، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
19اگست	ارم بی بی	خاتون	-	18برس	-	-	-	مڈ درباری، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
19اگست	مدیحہ بی بی	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	جوہر ٹاؤن، لاہور	-	روزنامہ خبریں
19اگست	اللہ رکھی	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	ملتان چونگی، لاہور	-	روزنامہ خبریں
19اگست	ارشد	مرد	-	-	-	بے روزگاری سے تنگ آ کر	زہر خورانی	مانگا منڈی	-	روزنامہ خبریں
19اگست	شہزاد احمد	مرد	-	-	-	بے روزگاری سے تنگ آ کر	زہر خورانی	شاہدرہ ٹاؤن، لاہور	-	روزنامہ خبریں
19اگست	زبیدہ	خاتون	-	18برس	-	-	-	رحیم یار خان	-	روزنامہ دنیا
19اگست	کلثوم	خاتون	-	25برس	-	-	-	رحیم یار خان	-	روزنامہ دنیا
19اگست	ارم	خاتون	-	18برس	-	-	-	رحیم یار خان	-	روزنامہ دنیا
19اگست	حمزہ	مرد	-	17برس	-	-	-	رحیم یار خان	-	روزنامہ دنیا
19اگست	سجاد	مرد	-	20برس	-	-	-	رحیم یار خان	-	روزنامہ دنیا
19اگست	نواز	مرد	-	30برس	-	-	-	رحیم یار خان	-	روزنامہ دنیا
19اگست	نعمان	مرد	-	19برس	-	-	-	رحیم یار خان	-	روزنامہ دنیا
20اگست	فرح بی بی	خاتون	-	17برس	غیر شادی شدہ	-	-	گلشن عثمان، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان

تاریخ	نام	جنس		عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
20اگست	شہید بی بی	خاتون	-	25برس	-	-	-	بھٹہ کالونی، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
20اگست	ہانزی مائی	خاتون	-	27برس	-	-	-	لیاقت پور، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
20اگست	بشیر	مرد	-	28برس	-	-	-	پل گری، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
20اگست	شفیق احمد	مرد	-	18برس	-	-	-	نواں کوٹ، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
20اگست	رفیق	مرد	-	26برس	-	-	-	بستی کریم دین، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
21اگست	اقصیٰ بی بی	خاتون	-	20برس	-	-	-	حسین آباد، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ ملتان
21اگست	حذیفہ بی بی	خاتون	-	18برس	-	-	-	ایئرپورٹ روڈ، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ ملتان
21اگست	امتیاز احمد	مرد	-	25برس	-	-	-	چک 82 پی، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ ملتان
21اگست	اسامہ	مرد	-	17برس	-	-	-	بدلی شریف، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ ملتان
21اگست	فضل محمد	مرد	-	25برس	-	-	-	موضع سلطان پور، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ ملتان
21اگست	صدیق	مرد	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	خانیوال	-	روزنامہ جنگ
22اگست	شمیم اختر	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 278 ر ب، فیصل آباد	-	روزنامہ نئی بات
22اگست	شازیہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 168 گ ب، فیصل آباد	-	روزنامہ نئی بات
22اگست	عشرت بی بی	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	نیو ملتان	-	روزنامہ جنگ
22اگست	اکمل	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	-	زہرخورانی	جلال پور پیروالا، ملتان	-	روزنامہ جنگ
22اگست	ریحانہ بی بی	خاتون	-	-	-	-	-	محلہ ملکاں، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ
22اگست	حبیب اللہ	مرد	-	-	-	-	-	سون میانی، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ
22اگست	ناصر علی	مرد	-	-	-	-	-	ترنڈہ سوائے خان	-	روزنامہ جنگ
22اگست	سعید احمد	مرد	-	-	-	-	-	موضع چودھری، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ
22اگست	حفیظ اللہ	مرد	-	-	-	-	-	گھوٹکی	-	روزنامہ جنگ
22اگست	محمد عمیر	مرد	-	-	-	-	-	چک 85 پی، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ
22اگست	بابر علی	مرد	-	-	-	-	-	چک 21 این پی، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ
22اگست	-	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	امتحان میں فیل ہونے پر	زہرخورانی	چک 18 ڈبلیو بی، وہاڑی	-	روزنامہ جنگ
23اگست	ف	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ڈسکہ	-	روزنامہ نئی بات
23اگست	ن	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	رنجھائی، ڈسکہ	-	روزنامہ نئی بات
23اگست	پروین	بچی	-	13برس	شادی شدہ	جبری شادی پر دلبرداشتہ	زہرخورانی	محلہ مسکین پورہ، چنیوٹ	-	روزنامہ نوائے وقت
24اگست	سمیرا	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	-	محلہ کلری، پیر جو گوٹھ، خیرپور	-	عبدالمنیم ابڑو
25اگست	ذیشان	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	مناں والا، فیصل آباد	-	روزنامہ نیوز
25اگست	عبدالغفار	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	غازی آباد، فیصل آباد	-	روزنامہ نیوز
25اگست	آسیہ آصف	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سمندری، فیصل آباد	-	روزنامہ نیوز
26اگست	ع	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ڈسکہ	-	روزنامہ نئی بات
26اگست	قزل عباس	مرد	-	-	-	-	-	ڈسٹرکٹ جیل، جھنگ	درج	روزنامہ نئی بات
27اگست	سمرا	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 175 ر ب، فیصل آباد	-	روزنامہ نیوز
27اگست	کشف	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	محمد نگر، فیصل آباد	-	روزنامہ نیوز
27اگست	ندیم	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	برکت پورہ، فیصل آباد	-	روزنامہ نیوز
27اگست	ثمینہ بی بی	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	احمد پور شرقیہ	-	روزنامہ خبریں ملتان
27اگست	گل زرینہ	خاتون	-	30برس	-	گھریلو جھگڑا	-	بستی سیال، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
27اگست	ثناء بی بی	خاتون	-	15برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	-	چک 115 پی، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان

جہد حق پڑھنے والوں کے خطوط

بھٹہ مزدوروں کو مقررہ اجرت دی جائے

ٹوبہ ٹیک سنگھ بھٹہ مزدور یونین پنجاب کے ضلعی جنرل سیکرٹری محمد شبیر نے کہا ہے کہ ضلعی انتظامیہ بھٹہ مزدوروں کو مقررہ اجرت دلوانے اور ان کے مسائل حل کرنے میں ناکام ہو چکی ہے۔ ایک ہفتہ سے بھٹہ مزدور اپنے مطالبات کے حق میں شہباز چوک میں بھوک ہڑتال اور احتجاج کیے ہوئے ہیں لیکن ضلعی انتظامیہ کے کان پر جوں تک نہیں رینگ رہی۔ یہ باتیں انہوں نے ایچ آر سی پی ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ضلعی کوآرڈی نیٹر سے گفتگو کرتے ہوئے کہیں۔ محمد شبیر نے الزام عائد کرتے ہوئے کہا کہ محکمہ لیبر ویلفیئر اور دیگر ضلعی افسران بھٹہ مالکان سے ساز باز ہو کر بھٹہ مزدوروں کا معاشی استحصال کر رہے ہیں جو باعث تشویش اور قابل مذمت ہے۔ ایچ آر سی پی ٹوبہ ٹیک سنگھ سے گفتگو کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ اگر ضلعی انتظامیہ نے یہی روش اختیار رکھی تو وہ شدید احتجاجی عمل اپنائیں گے۔

(اعجاز اقبال)

خاتون بھٹہ مزدور کے قتل پر احتجاج

ٹوبہ ٹیک سنگھ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے نواحی گاؤں چک نمبر 191 گ ب مخدوماں کے بھٹہ مزدوروں نے باسٹھ سالہ بھٹہ مزدور مریم بی بی کے مبینہ قتل اور پولیس کی طرف سے ملزمان کے خلاف مقدمہ درج نہ کرنے پر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کے باہر مرکزی سڑک کو بلاک کر کے احتجاجی مظاہرہ کیا۔ مظاہرین نے الزام عائد کیا کہ مذکورہ گاؤں کے بھٹہ مالکان نے مریم بی بی کو تشدد کا نشانہ بنا کر قتل کر دیا ہے مگر پولیس مقتولہ کے پوسٹ مارٹم کے بعد بھی متعلقہ بھٹہ مالکان کے خلاف مقدمہ درج کرنے سے گریزاں ہے۔ اس احتجاجی مظاہرے کے بعد پولیس نے ملزمان کے خلاف مقدمہ تو درج کر لیا مگر بھٹہ مزدوروں کا کہنا ہے کہ انھیں انصاف ملنے کی توقع نہیں۔ ٹوبہ میں بھٹہ مزدور یونین کے رہنما ایوب انجم نے ایچ آر سی پی ٹوبہ ٹیک سنگھ کو بتایا کہ مریم بی بی اور ان کے خاندان کے دیگر افراد مذکورہ گاؤں کے محمد سرور اور محمد اشرف کے بھٹہ خشت پر کام کرتے تھے جہاں ان کا اجرت کے حوالے سے تنازعہ چل رہا تھا۔ ایوب انجم نے بتایا کہ اجرت کے معاملے پر بھٹہ مزدوروں اور مالکان کے مابین جھگڑا ہوا جو شدت اختیار کر گیا جس کے بعد بھٹہ مالکان محمد سرور اور اشرف وغیرہ نے مریم بی بی سمیت اس کے خاندان کے تیرہ افراد کو چک 254 گ ب سوندھ ٹبہ میں واقع ایک مکان کے کمرہ میں محبوس بنا لیا۔ انہوں نے بتایا کہ مریم بی بی کی چوالیس سالہ بیٹی ارمانی بی بی نے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج ٹوبہ کے پاس رٹ پٹیشن دائر کی تھی اور مؤقف اختیار کیا تھا کہ ان کے خاندان کے لوگوں کو سرور اور اشرف وغیرہ نے حبس بے جا میں رکھا ہوا ہے۔

(اعجاز اقبال)

پسند کی شادی پر مشکلات کا سامنا

انگلینڈ میرا نام نادیہ وقاص ہے اور میں اپنے خاوند وقاص سعید اور تین بیٹیوں عرش، لائبہ اور حسہ کے ساتھ انگلینڈ میں رہائش پذیر ہوں۔ میرا آبائی علاقہ سمن آباد، لاہور ہے۔ میں نے 8 مارچ 2009ء کو شاہدرہ لاہور کے مقیم نوجوان وقاص سعید سے پسند کی شادی کی تھی جس پر میرے والدین خوش نہیں تھے۔ میرے اہل خانہ مجھے اور میرے خاوند اور میرے پیدا ہونے والے بچے کو قتل کرنا چاہتے تھے جس کے باعث ہم اپنے گھر سے فرار ہو گئے اور میرپور اور گوجرانوالہ میں کئی ماہ تک روپوش رہے۔ میرے والد نے وقاص سعید کے خلاف میرے اغواء کا مقدمہ کروا دیا اور پولیس میرے سسر کو اٹھا کر لے گئی اور پانچ دن تک اسے حراست میں رکھے رکھا اور تشدد کرتی رہی۔ میرے والد نے وقاص سعید کے کزن کو ٹانگ میں گولیاں بھی ماریں اور میرے سسرال والوں کو سنگین نتائج بھگتنے کی دھمکیاں دیں۔ ہم خوف کے مارے جان بچا کر انگلستان آ گئے اور عرصہ پانچ برس سے یہاں مقیم ہیں مگر میرے اہل خانہ نے ابھی تک ہماری شادی کو قبول نہیں کیا۔ وہ بدستور مجھے، میرے خاوند اور بچوں سمیت اور میرے سسرال والوں کو قتل کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ اپنے اہل خانہ کے معاندانہ رویے کے باعث ہم شدید اذیت سے دوچار ہیں۔

(نادیہ وقاص)

پیرامیڈیکس کا احتجاجی مظاہرہ

چمن 2 ستمبر کو آل پاکستان پیرامیڈیکس چمن کے زیر اہتمام ایک احتجاجی مظاہرہ سول ہسپتال سے روانہ ہو کر ڈی سی آفس گیا۔ مظاہرین خواتین نے ایم ایس ڈاکٹر اختر کے بیٹے اسفندیار کے اغواء کی مذمت کرتے ہوئے حکام سے اپیل کی کہ وہ جلد از جلد ان کی بازیابی کے لیے اقدامات اٹھائیں۔

(محمد صدیق)

شرح خواندگی کی بہتری کا مطالبہ

حیدر آباد 9 ستمبر کو عالمی یوم خواندگی کے موقع پر حیدر آباد میں مختلف تنظیموں اور سکولوں کے تحت ریلیاں اور تقریبات کا انعقاد کیا گیا، جن میں طلباء و طالبات نے ٹیبلوز کے ذریعے تعلیم کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ سندھ ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام اولڈ کیمپس سے پریس کلب تک ریلی نکالی گئی جس میں رخسانہ لغاری، رستم جونیجو سمیت اساتذہ، طلباء اور سماجی کارکنان شریک تھے۔ شرکاء نے پلے کارڈ اٹھا رکھے تھے جن پر ''تعلیم عام کرو'' کی عبارات درج تھیں۔ مقررین نے کہا کہ سندھ ایجوکیشن فاؤنڈیشن دو دہائیوں سے حکومت کے تعاون سے تعلیم عام کر رہی ہے۔ سندھ بھر میں فاؤنڈیشن کے دو ہزار سکولوں میں 4 لاکھ 92 ہزار سے زائد طلباء زیر تعلیم ہیں۔ دریں اثناء گورنمنٹ ہائی سکول گولڈ بلڈنگ کے تحت ریلی نکالی گئی جس میں واحد بخش، اسماعیل و دیگر شامل تھے۔ پرائمری سکول حیدر آباد کے تحت بھی ریلی نکالی گئی۔ مقررین نے تعلیم کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور والدین پر زور دیا کہ وہ اپنے بچوں اور بچیوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کریں کیونکہ ترقی کے لیے تعلیم انتہائی ضروری ہے۔

(لالہ عبدالحلیم)

قیدی ہسپتال میں دم توڑ گیا

پشاور گلبہار پولیس کی جانب سے حسین آباد میں چوری کے الزام میں سنٹرل جیل پشاور میں قید ملزم ہسپتال میں دم توڑ گیا پولیس نے ہلاکت کی وجہ معلوم کرنے کیلئے پوسٹ مارٹم کے بعد لاش ورثاء کے حوالے کر دی جبکہ رپورٹ درج کر کے مزید تفتیش شروع کر دی گئی ہے۔ چوری کے الزام میں کمال حسین کو گرفتار کر کے جیل منتقل کر دیا گیا جہاں وہ بیمار ہو گیا جسے ہسپتال میں منتقل کیا گیا جہاں وہ گزشتہ روز دم توڑ گیا۔ پولیس کے مطابق لاش قبضے میں لیکر پوسٹ مارٹم کے بعد ورثاء کے حوالے کر دی جبکہ رپورٹ درج کر کے مزید تفتیش شروع کر دی گئی۔

(روزنامہ آج)

the Government did not reply to the concerns mentioned in the general allegation concerning the Protection of Pakistan Act, transmitted by the Working Group on 20 November 2015, jointly with other mandates.

“The Working Group thanks the Government of Pakistan for its cooperation throughout the process, but regrets that most of the recommendations contained in its country report have not been implemented. The Working Group hopes that its recommendations will be duly and promptly implemented”.

Since its inception in 1980, the Working Group has transmitted a total of 55,273 cases to 107 states. The number of cases under active consideration (on 18 May 2016) was 44,159 in 91 states.

During the period under review, representatives of a number of governments, including Pakistan, attended the sessions of the Working Group. The other governments were Burundi, Egypt, Japan, Maldives, Morocco, the Sudan and Ukraine.

During the reporting period, the Working Group transmitted 766 new cases of enforced disappearance to 37 states. As many as 463 of these cases were transmitted under the urgent action procedure to 20 states.

The Working Group clarified 161 cases, in 17 states. Of the 161 cases, 67 were clarified on the basis of information provided by governments and 94 on the basis of information provided by sources.

Pakistan is among the 12 countries to whom the Working Group transmitted prompt intervention communications addressing allegations of harassment of and/or threats to human rights defenders and relatives of disappeared persons. The other countries were Bangladesh, the Central African Republic, China, Colombia, the Congo, Guatemala, India, Iraq, Mexico, Serbia and Venezuela.

Pakistan was also among the seven countries to whom the Working Group transmitted general allegations, related to obstacles to the implementation of the Declaration on disappearances. The other countries were Bangladesh, Cameroon, Colombia, Egypt, Kenya and Uruguay.

It also transmitted eight letters addressing issues related to enforced disappearances to the governments of the Democratic Republic of the Congo, the Gambia, Guatemala, Italy, Morocco, Pakistan, Portugal and the United States.

The Working Group expressed serious concern “that the number of enforced disappearances is increasingly rising across the world with the false and pernicious belief that they are a useful tool to preserve national security and combat terrorism or organized crime. A demonstration of this sad reality is the fact that, during the reporting period, the Working Group transmitted 766 newly reported cases of disappearance to 37 States. It used the urgent action procedure in 483 of those cases, which allegedly occurred within the three months preceding the receipt of the report by the Working Group. The number of urgent actions transmitted in the course of the reporting year is more than three times higher than those reflected in the previous year's annual report. This is of extreme concern”.

The Working Group also said: “The number of urgent actions sent during the reporting period, in particular to Egypt and Pakistan, is of serious concern. The Working Group appreciates that both Governments maintain a fruitful dialogue with the Working Group and cooperate with the mandate, including through providing information on cases.”

In conclusion, the working group said “it once again calls upon States that have not signed and/or ratified the International Convention for the Protection of All Persons from Enforced Disappearance to do so as soon as possible and to accept the competence of the Committee on Enforced Disappearances to receive individual cases under article 31, and inter-State complaints under article 32 of the Convention”.

The need to act on UN plea on disappearances

Pakistan has found itself, over the past decade and a half, among unenviable company of states where a high number of enforced disappearances take place.

Despite efforts by civil society and protests by families of disappearance victims, not even a single perpetrator has been brought to justice and more incidents continue to be reported. Statistics by the officially constituted Commission of Inquiry on Enforced Disappearances indicate that hundreds of cases remain unresolved and disappearance continue to take place in all parts of Pakistan.

The Human Rights Commission of Pakistan (HRCP) has long urged the authorities to confront this grave violation of human rights. In September, the United Nations Working Group on Enforced or Involuntary Disappearances submitted its report to the UN Human Rights Council. HRCP called upon the government to pay due attention to the working group's latest report. It also asked authorities to implement the recommendations made by the United Nations Working Group on Enforced or Involuntary Disappearances (WGEID), when it visited Pakistan in late 2012. HRCP has also asked the authorities to pay due attention to the working group's latest report. The report can be accessed at:
http://www.ohchr.org/EN/Issues/Disappearances/Pages/Annual.aspx

The latest WGEID report has again regretted that the government of Pakistan has not implemented the recommendations it had made after its visit to the country in 2012.
These recommendations included the following:

- Enforced disappearance should be made a crime in the Penal Code, based on the definition of the offence as given in UN Convention on Disappearances.
- The Commission of Inquiry on Enforced or Involuntary Disappearances should be strengthened by increasing its members, staff and financial resources.
- Any person deprived of liberty should be kept at an officially recognised place.
- In case of human rights violations, the suspected perpetrators should be suspended and tried by a normal court.
- Financial aid should be provided to the families of victims of enforced disappearance.
- Pakistan should ratify the Convention for the Protection of all Persons against Enforced Disappearances.

The latest WGEID report covered the activities of, and communications and cases examined by, the Working Group during the period 16 May 2015 to 18 May 2016.

In its report, the Working Group thanked the government of Pakistan for providing information on a "high number of cases" in February 2016, which demonstrated "the government's commitment to engage with the Working Group." The Group also described meeting with the government's representative at its 109th session as "constructive."

However, the Working Group was "concerned that, during the reporting period, it transmitted to the Government 321 new cases under its urgent action procedure, a large number of which concern individuals abducted in the Sindh Province, who are reportedly affiliated with the Muttahida Quomi Movement." The Group "reiterates that, as provided in article 7 of the Declaration, no circumstances whatsoever may be invoked to justify enforced disappearances, and that accurate information on the detention of such persons and their place or places of detention, including transfers, shall be made promptly available to their family members, their counsel or to any other persons having a legitimate interest in the information (art. 10 (2) of the Declaration)."

The WGEID in its observations on Pakistan said: "The Working Group reiterates its regrets that

Sahri police in Jamshoro and later killed in what friends and family called a staged encounter over his suspected association with JSQM. According to the victim's parents, he got a call from a police constable around midnight and after a few hours he came to arrest their son. The victim's family inquired about him at Kotri and Hyderabad police station but were unable to locate him. After three days of his disappearance, they learned from a TV news channel regarding their son's killing by police in an alleged clash.

- On February 7, a man was picked up from Jamshoro by six unidentified men, clad in plain clothes, from when he was waiting for a bus. The men came in two private cars and forcibly took the victim away with them. According to the victim's brother, he studied at Sindh University Jamshoro. The family suspected that he had been picked up by intelligence agency personnel because of his affiliation with JSQM. He was reportedly detained at an unknown place for a week before being taken to Bhitai Nagar police station Hyderabad and booked in eight anti-terrorism cases.

Most of the cases detailed above include harassment of individuals for their affiliation with nationalist political parties, mainly JSQM, and in some of the cases involvement of state actors appeared to be obvious. Protests over this manner of action against members of nationalist parties have not led to any action against the state functionaries involved.

Not only are such tactics against the universally acknowledged fundamental freedoms, including the freedom of association and political participation, they are also a violation of constitutional guarantees.

Looking back at the situation so far this year, it transpires that violence, threats of violence and curbs on the liberty of political workers are hardly a rare occurrence and, more alarmingly, the perpetrators include not just non-state actors, but also agents of the state. In order to put an end to this practice, it is imperative to ensure that those responsible for ordering and carrying out these crimes are brought to justice. Moreover, in order to make sure that the political freedom is not compromised in the future, the agents of the state should be trained on what is acceptable and appropriate behaviour in treating citizens, particularly political activists, in view of their vital role and contribution to a democratic society.

“"The us-versus-them rhetoric is an illusion. A government that can silence one group is a government that can silence anyone.” *—Maina Kiai, UN Special Rapporteur on the Rights to Freedom of Peaceful Assembly and of Association*

only threat posed to the safety of political workers throughout the country. Reports show many state actors to be a perpetual threat to political freedoms in certain cases. Not only are such tactics inherently undemocratic, but is also damaging to the constitutional fabric of the country.

It is difficult to imagine a functional democracy without political participation of citizens. The only way any democratic society can progress is by making sure that every citizen has the right to be a part of the democratic dispensation and has an equal opportunity to voice her or his opinion on how the matters of the state should be run.

Some examples of the challenges political activists have faced in the first eight months of 2016 are as follows:

- On August 23, in Nawabshah district of Sindh, a Muttahida Qaumi Movement (MQM) activist was allegedly arrested without a warrant. He claimed that he was pressurized to leave his party. On the day of the incident, the victim was on his way to the office, when an assistant sub inspector (ASI) and a number of police constables stopped and manhandled him. The victim said that he was taken to the police station and pressured to leave MQM and also forced to give a statement against the party. The police reportedly threatened him of dire consequences if he did not do as he was told. The HRCP volunteers reported that the victim planned to file a petition in the court but he had not initiated action against the police till the time of the reporting.

- On August 12, as many as nine people, believed to be affiliated with nationalist political parties, were picked up in police raids on their houses in Jamshoro, Sindh, over suspicion that they planned to cause unrest on Independence Day. One of the victim's parents claimed that he was affiliated with Jeay Sindh Qaumi Mahaz (JSQM) in the past but had left the party years ago and worked at a university now. The police reportedly did not have a warrant to arrest any of the victims. They were released only after signing a bond assuring that they would stay at home on Independence Day.

- On August 10, four men in Umerkot district of Sindh were allegedly arrested by police without warrants, over suspicion that they were associated with nationalist parties and planned to cause unrest on Independence Day. Even though some of the victims denied having any affiliation with nationalist parties, they were still taken into custody. The police asked the arrested men to take an oath and sign a bond stating that they would not go leave their houses on 14th August. Thereafter, the victims were released.

- On February 19, a man was reportedly picked up from his house by the

Protectors and perpetrators

It is difficult to imagine a functional democracy without political participation of citizens. The only way any democratic society can progress is by making sure that every citizen has the right to be a part of the democratic dispensation and has an equal opportunity to voice her or his opinion on how the matters of the state should be run. The cadre of political parties plays a crucial role in that respect. In the Taliban campaign to scare the state into submission, political leaders and activists have been frequently targeted. Targeted attacks did not allow several major political parties in the 2013 elections to launch effective campaigns. While the disappointment over the state's inability or unwillingness to protect political activists from violence is alarming, it is infinitely more disturbing when those tasked with ensuring protection of citizens' political rights create hurdles in accessing these rights. Political parties and civil society organisations have raised their voice to express their grave concern over targeting of political workers of various nationalist parties, especially in Sindh.

According to focused monitoring by Human Rights Commission of Pakistan (HRCP) volunteers in 60 districts across six regions of Pakistan, in the first eight months of 2016, as many as 31 attacks or explicit threats against political workers were recorded. The highest incidence was reported from Sindh and the lowest from Gilgit-Baltistan. The following pie chart shows a region-wise distribution of the acts of violence and threats against political activists:

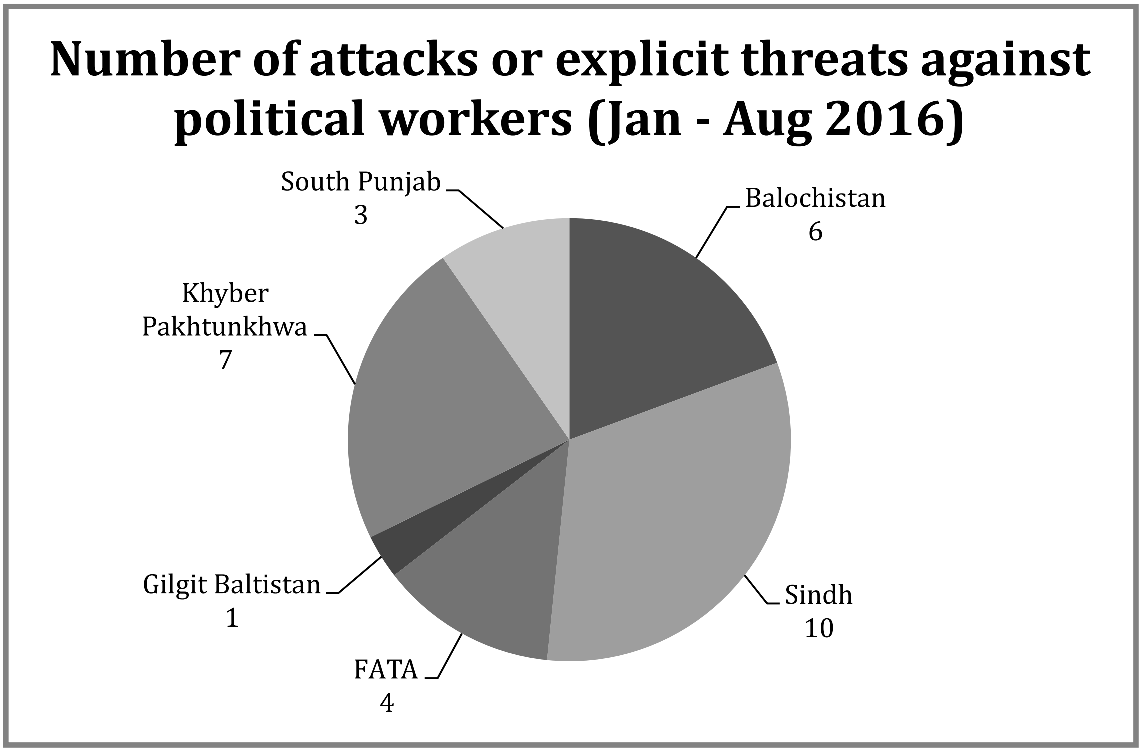

Although these statistics include cases where political workers have been targeted by the militants or other political parties, that has by no means been the

accused of death penalty offences at a serious disadvantage.

There is no evidence to suggest that capital punishment has any special deterrent effect. Even though Pakistan has had one of the highest rates of conviction—and now execution—to capital punishment in the world, the incidence of death penalty offences has refused to decrease across the country.

Religion is often invoked to justify capital punishment, yet the fact is that no more than a couple of the 27 death penalty offences on the statute books in Pakistan are mandated by religion.

Most importantly, capital punishment smacks of retributive 'justice' from ancient times that should have no place in modern society, where the objective must be the reformation, rehabilitation and reclaiming of a person to society, and not exacting revenge.

Executions in Pakistan (2004-2016)	
Year	Executions
2004	21
2005	52
2006	83
2007	134
2008	36
2009	0
2010	0
2011	0
2012	1
2013	0
2014	7
2015	333
2016 (until end August)	85

It is alarming that not only has there been no improvement in the law and order despite the high rate of hangings, but new issues with respect to the death penalty have emerged which are alarming.

Little has been done to implement the last point of National Action Plan, regarding reform of the criminal justice system.

None of the reasons for stopping executions in 2008 have changed. Things have in fact deteriorated. We have seen how real the possibility of hanging of minors, and mentally and physically challenged individuals has been over this period. Grave concern over the denial of fair trial and due process rights in the award of death sentence by military courts have also surfaced.

In the circumstances, it is important to immediately halt executions, restore the moratorium and move towards abolition of the death penalty.

Putting our head in a noose

The Army Public School (APS) attack in Peshawar in December 2014, had led to Pakistan lifting a moratorium on executions that had been in place for five years.
Soon after the APS attack, Pakistan had unveiled a 20-point National Action Plan (NAP) to counter terrorism. The first point of the plan was “implementation of death sentence of those convicted in cases of terrorism”.

Never was the pre-condition of executing convicts convicted in terrorism cases strictly observed in the subsequent days, but a couple of months later Pakistan announced general resumption of executions of death row prisoners.

October 10, World Day against the Death Penalty, is as good an occasion as any to assess the situation.

Twenty-one months later after lifting the moratorium, Pakistan has executed at least 425 individuals, joining the top executioner states during this period. Seven prisoners were executed in the last two weeks of 2014, after executions resumed on December 19 that year. As many as 333 convicts were hanged in 2015 and a total of 85 prisoners had been executed until the end of August in 2016.

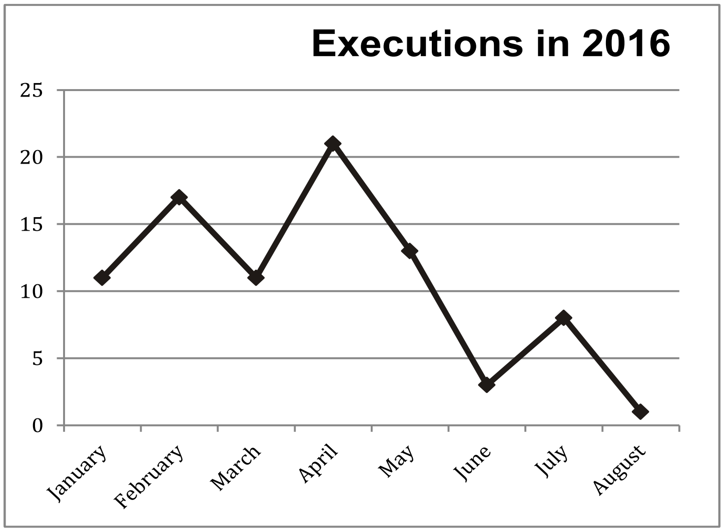

During this period, courts have continued to award capital punishment to suspects at a rapid rate. The number of individuals given that sentence by courts was 225 in 2014; it rose to 411 in 2015 and had already reached 301 by the end of September this year.

For nearly two years now, Pakistan has been hanging people, in the process joining the ranks of the top executioners in the world. However, there is little indication that we have reflected at all on how that has helped Pakistan meet whatever objectives it wanted to achieve through resumption of executions.

The Human Rights Commission of Pakistan (HRCP) has long advocated for abolition of the death penalty. HRCP's opposition to capital punishment is rooted in a number of compelling reasons. HRCP is of the firm belief that due to the critical and well-documented deficiencies of the law and administration of justice in Pakistan, the death penalty allows for a very high probability of miscarriage of justice, which is unacceptable in any civilized society, particularly when the punishment is irreversible.

It is hardly a secret that the 'investigation methods' of the police and chronic corruption also add to the troubles of those who are charged with capital offences. HRCP considers that the system of justice is loaded against the poor, and the lack of financial means puts those

It was her activism for female education that made young activist Malala Yousafzai, only 12 at the time, the target of Taliban gunmen in October 2012, grievously injuring her. She survived the attack and continued raising her voice against the suppression of children and young people and for the right of all children to education. In 2014, in recognition of her efforts for education, she was given the Nobel Peace Prize, becoming the youngest-ever Nobel Prize laureate.

A closer look at the statistics on out-of-school girls is vital, as it helps extract more relevant information. As many as 34 per cent of these girls have been unable to access education due to their parents disallowing them from attending school, as compared to only 6 per cent of male students. This is an alarming reflection of the mindset of many parents, who seem to deny their daughters their basic right to education for no reason other than their own perceptions and reservations towards education for girls. Furthermore, the girls who do attend school and are forced to drop out are most likely to have done so in order to help their family out with work, both with the household as well as child labour.

It is this factor, combined with a multitude of others, which has resulted in abysmal female literacy rates in Pakistan, with just 45 per cent females being able to read and write a simple letter in any language, compared to 69 per cent of males.

In the beginning of March, the prime minister announced the formation of a committee tasked with the creation of a National Women Empowerment Policy 2016. However, there is little evidence that such a policy has been formulated, much less implemented. Even if the committee has complete its task, it is a travesty that its findings have not been publicized. Lack of progress on the claim has been criticized as evidence of lack of importance attached to the continuous violations of women's rights in Pakistan.

The statistics with regard to overall state of health for women, particularly the girl child, also makes for similarly sorry reading. Girls also constitute a disproportionately high number of victims of infant mortality and malnutrition.

That Pakistan, as a country, faces a human rights crisis in general is no longer breaking news. However, the quick analysis above serves to emphasize the fact that women, and especially the girl child, get a particularly raw deal. Not only do they have to face abuse and denial of their rights on account of lack of empowerment in society and on account of social norms and notions about the place of women in society, their deprivation is perpetuated through closure of access to education to them. And when those women being oppressed are minors – carefree young girls who deserve happy childhoods – the already grave issue at hand is compounded further. These children, from an early age, are robbed of their innocence and condemned to endless suffering through one or more of countless pathways, be it an early marriage, a denial of the right to education, forced labor, or other unimaginable crimes such as rape and child abuse.

Considering the plight of young girls in Pakistan, there might not be much to celebrate on the International Day of the Girl Child this year. However, we must consider it our duty to, at the very least, reflect upon the raw deal that millions of young girls have to endure in our country. We must learn to empathize, and to take action by raising our voice or using whatever influence we can muster to promote effective change. If nothing else, we can start by helping out those around us: people we know. Millions suffer silently. What is a better way to commemorate this day than by pledging to be their voice and to build a better future for our daughters.

The girl child forms a major part of this neglect of women, and bears the brunt of gender-based discrimination and denial of opportunities available to the male child. According to Oxfam, a shocking 42 per cent of women in Pakistan get married before the age of 18, and 8 per cent of adolescent married women are already mothers between the ages of 15 and 19.

This particular issue was raised by some legislators in the National Assembly at the start of the year, in the hope of making amendments to outdated laws and making the penalties more severe for forcing young girls into marriage even before they have reached the age of majority. However, this particular ray of hope was quickly extinguished, when the Council of Islamic Ideology (CII)—a constitutional body mandated with giving advice on religious issues to the government and parliament—which rejected this move as un-Islamic, and hence incompatible with the laws of Pakistan.

The proposed legislation had recommended harsher punishments for those entering conjugal contracts with minors.

The National Assembly's Standing Committee on Religious Affairs and Interfaith Harmony rejected the Child Marriage Restraint (Amendment) Bill 2014 after the CII dubbed it 'anti-Islamic' and 'blasphemous'. The ruling party lawmaker, who moved the bill, withdrew her proposal following resistance from the CII. With another move to ban child marriages in Pakistan falling at the first hurdle, the CII stance was condemned by civil society organisations, including the Human Rights Commission of Pakistan (HRCP).

It is a matter of record that young girls have been denied education in Pakistan on an alarming scale. According to a report by Alif Ailan (an NGO working in the field of education) titled “25 Million Broken Promises”, 13.7 million girls between the ages of 5 and 16 are currently out of school throughout Pakistan. While the problem of out-of-school children in Pakistan is not limited to girls, they do form the majority of this group. In the Taliban militancy in the northern parts of the country over the last decade, the militants blew up hundreds of schools in order to scare the pupils from seeking education. The overwhelming majority of the educational institutions attacked and destroyed were women's schools.

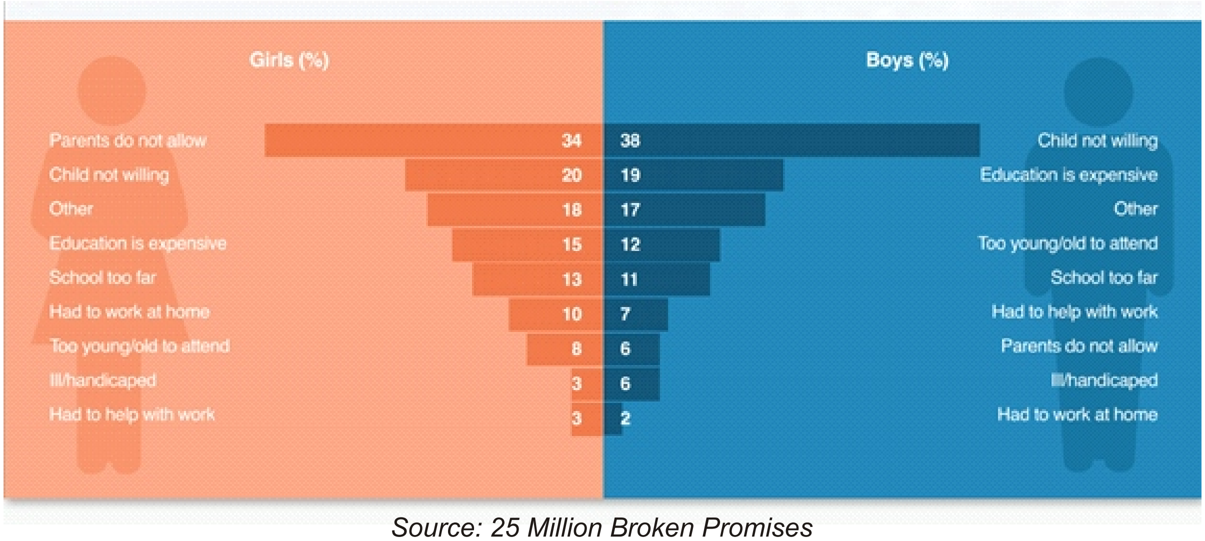

Source: 25 Million Broken Promises

Why we can't move ahead if our daughters are left behind

11th October 2016 marks the fifth time the International Day of the Girl Child is being commemorated globally. United Nations General Assembly had adopted Resolution 66/170 in December 2011, designating October 11 as the day for the girl child, in recognition of girls' rights and the unique challenges girls face around the world.

The UN resolution had followed strong calls from youth from all walks of life, and has provided since then an opportunity to bring to light the discrimination faced by girls and young women across the world. This day was first observed in 2012.

It is no secret that the girl child and young women face misogyny and discrimination all over the world, including Pakistan. This day offers an opportunity to reflect upon the plight of millions of adolescent females throughout the country. It should also be used to rally supporters for this cause, call for action

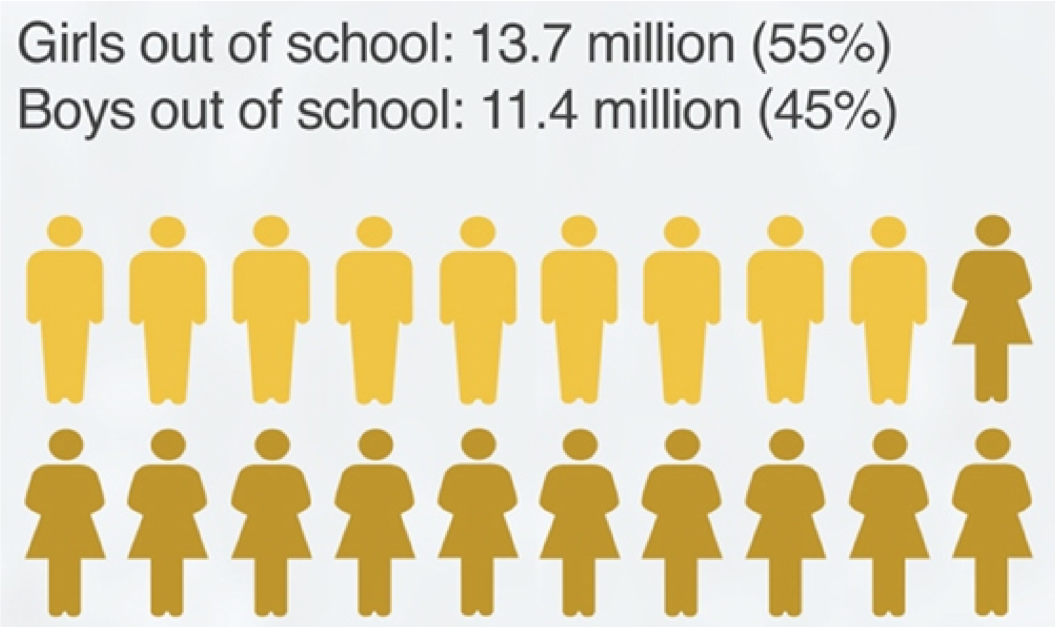

Source: 25 Million Broken Promises

to alleviate the suffering and denial of rights to girls and generally to promote girls' empowerment and the fulfillment of their human rights, especially their right to a safe, educated, and healthy life.

Pakistan has consistently ranked quite poorly in terms of gender discrimination. In 2010, a UNDP report ranked Pakistan 120th out of 146 countries in terms of gender-related development, and 92nd out of 94 countries in terms of gender empowerment measurement.

Perhaps the most alarming statistic was recorded by the Global Gender Gap Report: Pakistan ranked second-last in the world in 2013 when it came to gender equality based on equitable distribution of resources and opportunities.

Overlooked advice on internal displacement

The United Nations Guiding Principles on Internal Displacement constitute the principal international standard on dealing with displacement of populations within national borders.

The guiding principles identify internationally recognized rights of persons who have been forcibly displaced from their homes due to factors as diverse as armed conflict, natural disasters or development-related projects. Unlike refugees, who depend on a state other than their own for protection, ensuring the rights of the internally displaced persons is primarily considered the responsibility of national authorities since the affected people have not crossed international borders.

An increasing number of states the world over, including many in Asia, have adopted the guiding principles in their endeavours to deal with internal displacement. Pakistan, unfortunately, has not been one of the countries to benefit from these. The following is a brief summary of some of the key principles contained in the guidelines:

- Internally displaced persons shall enjoy equally all the rights and freedoms as other persons in their country.
- Internally displaced persons have the right to request and to receive protection and humanitarian assistance from national authorities.
- Certain internally displaced persons, such as children, especially unaccompanied minors, expecting mothers, mothers with young children, female heads of household, persons with disabilities and elderly persons, shall be entitled to any necessary special protection and assistance.
- All internally displaced persons have the right to an adequate standard of living, regardless of the circumstances, and without discrimination. At the minimum, the authorities shall provide internally displaced persons with and ensure safe access to: essential food and potable water; basic shelter and housing; appropriate clothing; and essential medical services and sanitation. Special efforts should be made to ensure the full participation of women in the planning and distribution of these basic supplies.
- All wounded and sick internally displaced persons as well as those with disabilities shall receive to the fullest extent possible and with the least possible delay, the medical care and attention they require, without distinction on any grounds other than medical ones. Special attention should be paid to the health needs of women, including access to female health care providers.
- Every human being has the right to respect of his or her family life. To give effect to this right for internally displaced persons, family members who wish to remain together shall be allowed to do so. Families which are separated by displacement should be reunited as quickly as possible.
- Competent authorities have the primary duty and responsibility to establish conditions, as well as provide the means, which allow internally displaced persons to return voluntarily, in safety and with dignity, to their homes or places of habitual residence, or to resettle voluntarily in another part of the country. Such authorities shall make efforts to facilitate the reintegration of returned or resettled internally displaced persons.
- Special efforts should be made to ensure the full participation of internally displaced persons in the planning and management of their return or resettlement and reintegration.
- The authorities shall issue to internally displaced persons all documents necessary for the enjoyment and exercise of their legal rights, such as passports, personal identification documents, birth certificates and marriage certificates.
- Authorities have the duty to assist returned and/or resettled internally displaced persons to recover, to the extent possible, their property and possessions which they left behind or were dispossessed of upon their displacement. When recovery of such property and possessions is not possible, authorities shall provide or assist these persons in obtaining appropriate compensation.
- The Guiding Principles shall be applied without discrimination of any kind, such as race, color, sex, language, religion or belief, political or other opinion, national, ethnic or social origin, legal or social status, age, disability, property, birth, or on any other similar criteria.

Human Rights Commission of Pakistan
جہد حق Monthly JEHD-E-HAQ

Monthly JEHD-E-HAQ - October 2016 - Registered No. CPL-13
جلد نمبر 23...... شمارہ نمبر10 ......اکتوبر2016..... قیمت 5روپے

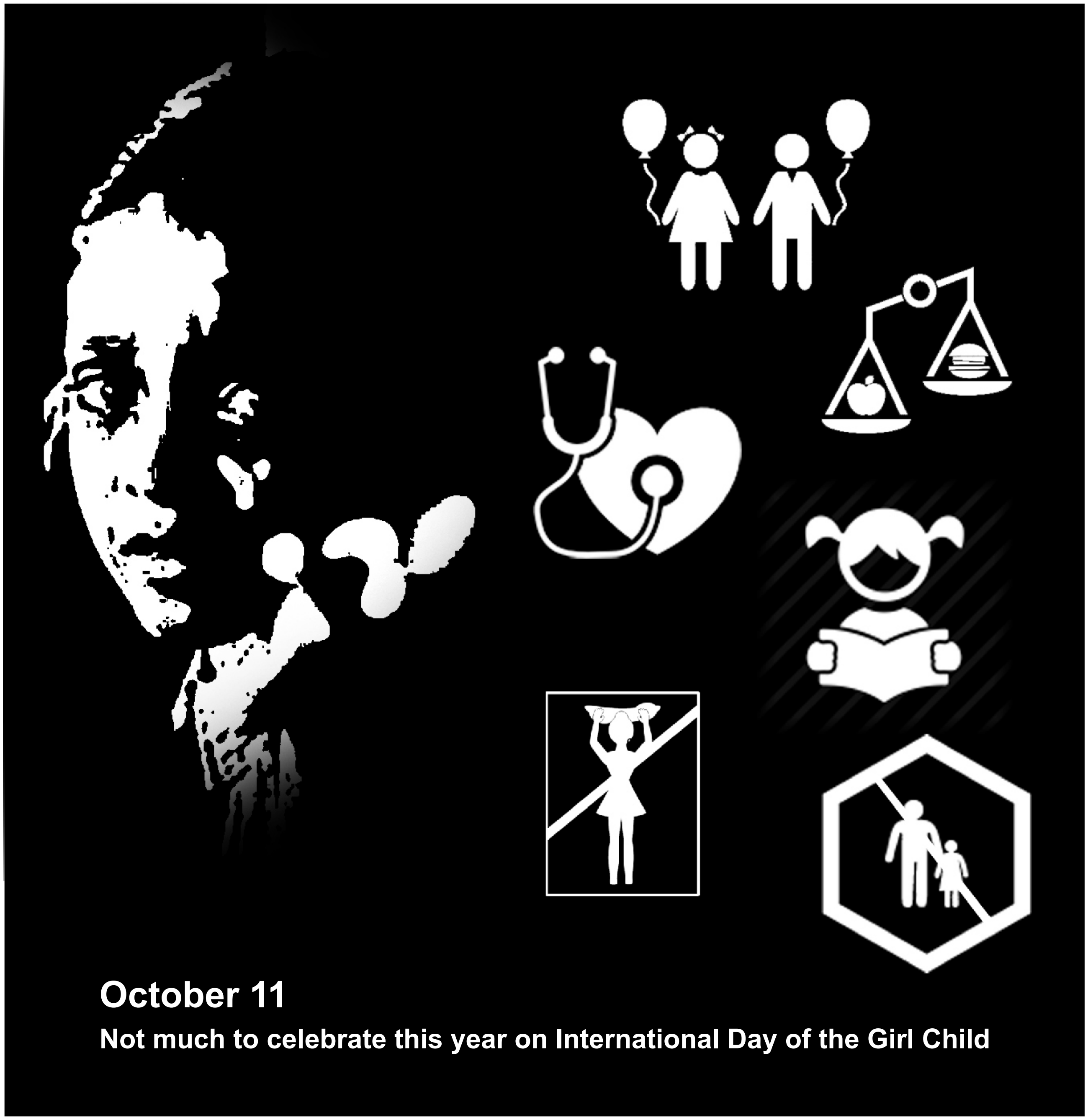

پبلشر: ندیم فاضل: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق
"ایوان جمہور" 107۔ ٹیپو بلاک، نیوگارڈن ٹاؤن، لاہور
فون : 35838341-35864994 فیکس : 35883582
ای میل hrcp@hrcp-web.org ویب سائٹ : www.hrcp-web.org
پرنٹر: مکتبہ جدیدپریس، 14ایمپرس، لاہور Registered No. LRL-15

Monthly JEHD-E-HAQ - October 2016 - Registered No. CPL-13
جلد نمبر 23...... شمارہ نمبر10 ......اکتوبر2016